﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾ (آل عمران:74) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد 22 | جمعۃ المبارک 02 اکتوبر 2015ء | 17 ذوالحجہ 1436 ہجری قمری ❁ 02 اخاء 1394 ہجری شمسی | شمارہ 40

زکوٰۃ دینے کی اہمیت

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جسے اللہ نے مال دیا اور اس نے زکوٰۃ ادا نہ کی تو قیامت کے دن وہ مال اس گنجے سانپ کی شکل میں آئے گا جس کی آنکھوں پر ابھرے ہوئے داغ ہوتے ہیں۔ وہ اس کے گلے کا ہار ہوگا اس کی باچھیں پکڑے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں۔ میں تیرا خزانہ ہوں۔

(صحیح بخاری کتاب الزکوٰۃ باب اثم مانع الزکوٰۃ حدیث نمبر: 1315)

جماعت احمدیہ برطانیہ کے 49ویں جلسہ سالانہ 2015ء کی مختصر رپورٹ

مکرم محمد حمید کوثر صاحب کی اردو زبان میں 'آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں امام مہدی علیہ السلام کا مقام' کے موضوع پر، مکرم جوناتھن بٹرورتھ صاحب کی انگریزی زبان میں 'حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور مغرب میں تبلیغِ اسلام' کے موضوع پر، مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب کی اردو زبان میں 'امن عالم سے متعلق قرآنی تعلیمات' کے موضوع پر اور مکرم رفیق احمد حیات صاحب کی انگریزی زبان میں 'ایک احمدی کا کردار: اسلام کا سفیر' کے موضوع پر ٹھوس علمی، معلوماتی اور ایمان افروز تقاریر

عالمی بیعت کی مبارک تقریب۔ اس سال 113 ممالک کی 391 قوموں سے تعلق رکھنے والے 567,330 افراد بیعت کرکے احمدیہ مسلم جماعت میں شامل ہوئے

رپورٹ مرتبہ: حافظ محمد ظفر اللہ عاجزؔ + فرخ راحیل

جلسہ سالانہ کا تیسرا دن
اتوار 23 اگست 2015ء
(حصہ اوّل)

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح پانچ بجے جلسہ گاہ میں تشریف لاکر نمازِ فجر پڑھائی۔ بعدازاں حضور انور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔ نمازِ فجر کے بعد درس قرآن کریم ہوا۔

جلسہ سالانہ کا چوتھا اجلاس

جلسہ سالانہ کا چوتھا اجلاس 10 بجے صبح شروع ہوا۔ اس اجلاس کی صدارت مکرم ہبۃ النور صاحب امیر جماعت احمدیہ ہالینڈ نے کی۔ مکرم حافظ طیب احمد صاحب مربی سلسلہ نے تلاوت قرآن کریم مع اردو ترجمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی۔ اس موقع پر سورۃ الجمعہ کی آیات 1 تا 5 تلاوت کی گئی تھیں۔ مکرم محمد اسحاق صاحب آف جرمنی نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے پاکیزہ منظوم کلام۔

وہ آیا منتظر جس کے تھے دن رات
معمّہ کھل گیا روشن ہوئی بات

میں سے چند اشعار ترنم کے ساتھ پڑھے۔

اس اجلاس کی پہلی تقریر اردو زبان میں **مکرم محمد حمید کوثر صاحب۔ ناظر دعوت الی اللہ شمالی ہندوستان** کی تھی۔ آپ کی تقریر کا عنوان **'آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں امام مہدی علیہ السلام کا مقام'** تھا۔

آپ نے اپنی تقریر کے آغاز میں سورۃ الصّف کی آیت نمبر 7 کی تلاوت کی۔ بعد ازاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے درج ذیل اشعار پڑھے:

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمدؐ دلبر میرا یہی ہے
اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی مَیں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

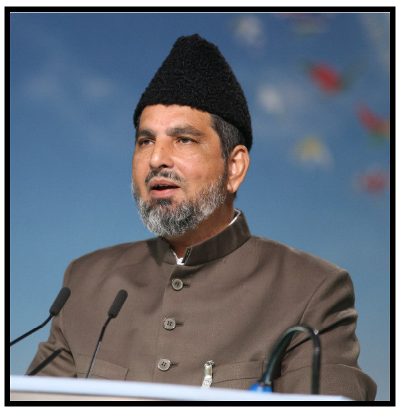

مکرم محمد حمید کوثر صاحب

آپ نے کہا کہ مخبر صادق حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو خوشخبری دی تھی کہ اے مسلمانو! تم میں سے جو زندہ ہوگا وہ عیسیٰ ابن مریم کو اس حال میں پائے گا کہ وہ امام مہدی ہوں گے۔ ایک دوسری حدیث میں حضورؐ نے فرمایا کہ بجز عیسیٰ ابن مریم کے اور کوئی دوسرا مہدی نہیں ہے۔

آپ نے کہا: پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے واضح ہوتا ہے کہ امام مہدیؑ کا ظہور تیرھویں صدی ہجری کے آخر اور چودھویں صدی ہجری کے شروع میں ہونا تھا۔

آپ نے کہا: اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کے ذریعہ اس کی امت سے یہ عہد لیا تھا کہ آئندہ کبھی ایسا رسول آئے اور وہ وہی باتیں کہے جو مَیں کہتا ہوں تو ضرور ضرور اُس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا۔ یہ عہد اللہ تعالیٰ نے سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ مسلمانوں سے بھی لیا کہ اے مسلمانو! جب تمہارے پاس ایسا رسول آئے جو میرا مصدق ہو تو اس کا انکار نہیں کرنا بلکہ ضرور اس کی مدد کرنا۔

آپ نے کہا کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کا مقام ومرتبہ اُمّتی نبی و رسول کا ہے۔ اور اسی بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو تاکید فرمائی کہ اُس پر ایمان لانا اور اس کی بیعت کرنا۔

مقرر موصوف نے متعدد آیات قرآنیہ اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور مختلف واقعات سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں امام مہدی کے مقام پر روشنی ڈالی۔ تقریر کے آخری حصہ میں آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا درج ذیل اقتباس پڑھا: 'اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو بھی توفیق دے کہ وہ امام کو مان کر دکھوں اور پریشانیوں سے باہر نکلیں۔ ایک دوسرے پر جو ظلم کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان ظلموں سے ان کے ہاتھ روکے اور اسلام اپنی حقیقی شان کے ساتھ ہر مسلمان ملک سے دنیا پر ظاہر ہو'۔

آپ نے تقریر کا اختتام درج ذیل شعر سے کیا:

قوم کے لوگو ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب
وادیٔ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل ونہار

(اس تقریر کا مکمل متن الفضل انٹرنیشنل کے کسی آئندہ شمارہ میں شامل اشاعت کیا جائے گا۔ انشاء اللہ)

....

اس اجلاس کی دوسری تقریر انگریزی زبان میں تھی جو **مکرم جوناتھن بٹرورتھ صاحب** نے **'حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور مغرب میں تبلیغِ اسلام'** کے عنوان پر کی۔

آپ نے اپنی تقریر کے آغاز میں سورۃ النصر کی تلاوت کی پھر اس کا ترجمہ پیش کیا۔

بعدازاں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب تحفہ قیصریہ کا کچھ حصہ پڑھا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ملکہ وکٹوریہ کو اسلام کی دعوت دی تھی اور فرمایا تھا کہ اگر وہ اسلام کے بارہ میں کسی شک میں مبتلا

مکرم جوناتھن بٹرورتھ صاحب

ہے تو آپ اسے خدائی نشان دکھانے کے لئے تیار ہیں۔

مقرّر موصوف نے کہا کہ اگرچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پوری دنیا کے لئے آئے تھے مگر مغرب سے آپ کا ایک خاص تعلق تھا اور وہ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کی تھی کہ آئندہ زمانے میں سورج مغرب سے طلوع ہوگا اور اس پیشگوئی کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب ازالۂ اوہام میں تفصیلاً ذکر فرمایا ہے۔ آپؑ نے فرمایا کہ ایک ایسا زمانہ بھی آئے گا جب کہ مغربی اقوام میں اسلام کثرت سے پھیلے گا اور اس طرح اسلام کا سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔

آپ نے کہا کہ پندرہ سو سال سے بھی زیادہ عرصہ گزر گیا ہے کہ مغربی ممالک میں لوگ عیسائیت کے پیروکار رہیں لیکن اب پچھلی چند دہائیوں سے پہلی دفعہ مغربی

ممالک میں عیسائی کم ہوتے جارہے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ وہ کون سی روحانی خرابیاں یا کمزوریاں ہیں جن کی وجہ سے لوگوں کے مذہب سے متعلق خیالات تبدیل ہو رہے ہیں۔ خواہ وہ London، Berlin یا New York میں رہتے ہوں یا چھوٹے دیہاتوں میں یا مختلف علاقوں میں آباد ہوں۔ ان کی کونسی روحانی ضروریات ہیں جو پوری نہیں ہو رہیں؟ پھر دیکھنا ہے کہ اسلام اُن کی روحانی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے کیا پیش کر سکتا ہے۔

آپ نے کہا کہ اسلام ہماری توجہ ایک سفر کی طرف مبذول کرتا ہے جو اندھیرے سے نور کی طرف کا سفر ہے۔ جو انسان کو ایک سفلی مقام سے علوی مقام کی طرف لے کر جاتا ہے۔

آپ نے کہا کہ انسان تین روحانی مراحل سے گزرتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ آخری زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایمان کو دنیا میں واپس لائیں گے۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بانیٔ جماعت احمدیہ علیہ السلام نے اس بات کی بھی وضاحت فرمائی ہے کہ اسلام ہمیں نچلے مقام سے بلندی کے مقام تک تین مختلف مراحل سے گزارتے ہوئے لے کر جاتا ہے۔ یعنی طبعی حالت سے اخلاقی حالت تک اور پھر اخلاقی حالت سے روحانی حالت تک۔

اس کے بعد **مقرر موصوف نے** حضرت عمرؓ کے قبولیت اسلام کا واقعہ تفصیل سے بیان کیا۔

آپ نے کہا کہ اسلام کی اخلاقی تعلیم کی بنیاد، عدل و انصاف، لطف و نرمی صلہ رحمی اور دوسروں سے اسی طرح سلوک کرنے کی تعلیم دیتا ہے جس طرح اپنے خونی رشتہ داروں سے کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یقیناً اللہ عدل کا اور احسان کا اور اقرباء پر کی جانے والی عطا کی طرح عطا کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی اور ناپسندیدہ باتوں اور بغاوت سے منع کرتا ہے۔ (سورۃ نحل: 91)۔

آپ نے کہا کہ ہم سب کسی بالا ہستی کے طالب ہیں۔ ہم کسی ایسی زندگی کے طلبگار ہیں جس کا کوئی اعلیٰ مقصد ہو۔ انسان کے اندر ایک احساس ہے کہ pounds اور pence، کام، بچوں کی دیکھ بھال اور روزانہ کے کام کاج کے علاوہ بھی زندگی کا کوئی مقصد ہونا چاہئے۔ وہ زندگی کا مقصد اصل میں خدا کو پانا ہے۔

آپ نے کہا کہ اسلام ایک کامل مذہب ہے اور فطرت کے مطابق ہے۔ اس میں ہماری فطری خواہشات اور ضروریات کے متعلق بہترین تعلیم موجود ہے۔ اسلام کو اختیار کریں کیونکہ وہ آپ کے مطابق ہے اور ان اشیاء کو چھوڑ دیں جو آپ کے مطابق نہیں ہیں۔ مادی چیزوں سے نظر ہٹا کر خدا کے اس نور کی طرف دیکھیں جو ہر طرف چمک رہا ہے۔

آپ نے کہا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ آخری زمانہ میں اسلام کا سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔ چودہ سو سال بعد وہ شخص آیا جس کی آمد کی پیشگوئی کی گئی تھی یعنی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام۔ آپ نے ایک کشف کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ میں شہر لنڈن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلّل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں۔ بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے رنگ سفید تھے اور شاید تیتر کے موافق اُن کا جسم ہوگا۔ سو میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ اگرچہ میں نہیں مگر میری تحریریں اُن لوگوں میں پھیلیں گی۔ اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کے شکار ہو جائیں گے۔

....

اس تقریر کے بعد مکرم بلال محمود صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منظوم کلام

آسماں پر دعوتِ حق کے لئے اک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اُتار

میں سے چند اشعار ترنم کے ساتھ پڑھے۔

....

نظم کے بعد اس اجلاس کی تیسری تقریر اردو زبان میں **مکرم عطاء المجیب راشد صاحب مبلغ انچارج و امام مسجد فضل لندن نے 'امن عالم سے متعلق قرآنی تعلیمات' کے** موضوع پر کی۔

آپ نے اپنی تقریر کا آغاز حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے بابرکت الفاظ سے کیا جس میں حضور انور نے دورِ حاضر کے حالات کا نقشہ کھینچا ہے اور فرمایا ہے کہ اِن حالات سے نکلنے کی ایک ہی راہ ہے

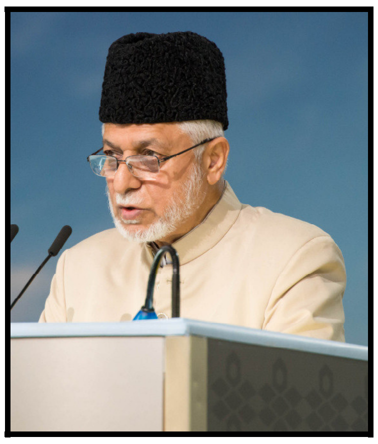

مکرم عطاء المجیب راشد صاحب

کہ مسلمان اپنے عمل سے اسلام کو بدنام کرنا چھوڑ دیں۔ وہ اسلام کی حقیقی تعلیم کو اپنائیں اور باہم متحد ہو جائیں۔ غیر اقوام کی بھی بھلائی اسی میں ہے کہ وہ اسلام کے جھنڈے تلے آجائیں کیونکہ دنیا کا امن اسلام ہی سے وابستہ ہے۔

آپ نے کہا کہ ساری دنیا کو حقیقی امن کی دولت مل سکتی ہے تو وہ قرآن مجید میں بیان کردہ تعلیمات کو اپنانے سے ہی مل سکتی ہے۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا وہ مقدس کلام ہے جو رحمٰن و رحیم خدا نے نازل فرمایا۔ قرآن مجید ایک جامع، مکمل اور ابدی شریعت کے طور پر نازل ہوا۔

مقرر موصوف نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک اقتباس اور چند اشعار کے ساتھ قرآن کریم کی کامل تعلیم پر روشنی ڈالی۔

آپ نے کہا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی قرآنی تعلیمات کی وضاحت اور ان پر کاربند ہونے کا بہترین نمونہ تھی۔ تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ جنگ اور مزاحمت پر امن اور سلامتی کو ترجیح دی۔ وَالصُّلۡحُ خَیۡرٌ (النساء: 129) آپ کا مسلک تھا۔

اس کے بعد مقرر موصوف نے جنگ کے دوران آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو انتہائی ہمدردانہ اور پُر امن ضابطۂ اخلاق تھا اس کو مثالوں سے واضح کیا۔

اس کے بعد مقرر موصوف نے نہایت اختصار کے ساتھ معاہدوں کو پورا کرنے کے سلسلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض واقعات بیان کئے۔ بعد ازاں قرآن کریم کی متعدد آیات سے ثابت کیا کہ امن عالم کے حصول کی کامل تعلیم قرآن کریم میں موجود ہے۔

مقرر موصوف نے امن عالم کے حصول کے لئے کئی زاویوں پر روشنی ڈالنے والی متعدد قرآنی آیات پیش کیں۔ نیز قرآنی تعلیم پر ہونے والے بعض اعتراضات کا بھی ردّ کیا۔

اس کے بعد آپ نے کہا کہ یہ ایک بہت مختصر اجمالی خاکہ ہے ان خوبصورت تعلیمات کا جو امن عالم کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمائی ہیں۔ مسلمان بھی ان کے مخاطب ہیں اور ساری دنیا کے لوگ بھی۔ امن عالم کی سچی خواہش اور تمنا رکھنے والا ہر شخص ان تعلیمات کا مخاطب ہے۔ دورِ حاضر کی نزاکت تقاضا کرتی ہے کہ ان قرآنی تعلیمات کو دلوں میں بٹھا کر عمل کے سانچے میں ڈھالا جائے تا کہ ساری دنیا امن اور سلامتی کی آغوش میں آجائے۔

آخر پر آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے امن عالم سے متعلق دو اقتباسات پڑھ کر سنائے۔

(اس تقریر کا مکمل متن اسی شمارہ میں شائع کیا جا رہا ہے۔)

....

اس اجلاس کی چوتھی تقریر **مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت یوکے** کی انگریزی زبان میں تھی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا: **'ایک احمدی کا کردار: اسلام کا سفیر'۔**

تقریر کا آغاز کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ لفظ اسلام کے معنے امن اور اطاعت کے ہیں۔ یعنی حی و قیوم، ربّ العالمین خدا کی بندگی کے ذریعہ ہر دو جہان میں امن حاصل کرنا۔ اسلام وہ آخری مذہب ہے جو اُن تمام تر سچی اقدار اور حقیقی تعلیمات کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے جو ہمیں خدا تعالیٰ تک پہنچنے میں مدد دیتی ہیں۔ قرآن کریم کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمدردی، تحمّل اور توحید کی تعلیم لائے۔

آپ نے کہا کہ آخری زمانہ کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ایک تاریک دور کی پیشگوئی فرمائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ ہی دنیا کو اور مسلمانوں کو احیائے اسلام کی بشارت بھی دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو ایک مسیح کے ظہور کی بشارت بھی دی۔ ہمارا یہ ایمان ہے کہ احیائے اسلام کا یہ سلسلہ احمدیت کے قیام کے ساتھ شروع ہو چکا ہے۔ احمدیت کے ذریعہ، اسلام کی پُر امن تعلیم دنیا بھر کے 200 سے زائد ممالک میں پھیل چکی ہے۔ اس سلسلہ کے لاکھوں پیروکار اعلیٰ اخلاقی اقدار کی ترجمانی کرتے ہیں اور اس حوالہ سے انہوں نے کامیاب اور دیانتداری کی زندگی کی ایسی عمدہ مثالیں قائم کی ہیں جو زندگی کے ہر پہلو پر محیط ہیں۔ روزمرّہ کے معمول اور بنیادی کاموں سے لے کر، صدقہ و خیرات، دوسروں سے حسن سلوک، رزقِ حلال کا کمانا، بڑوں کا ادب، چھوٹوں سے ہمدردی، والدین سے حسن سلوک، بہن بھائی، خاوند اور بیوی کے حقوق کی ادائیگی۔ غرضیکہ ہر میدان میں جماعت احمدیہ نے اعلیٰ نمونے قائم کئے ہیں۔

آپ نے کہا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے یہ اعلان فرمایا کہ آپ کا مشن قرآن کریم اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نمونہ کے مطابق اسلام کی اصل تعلیمات کا احیاء کرنا ہے۔ یہ ارشادات ہم سب پر ایک بھاری ذمہ داری عائد کرتے ہیں۔ حقیقی اسلام کے پیش کنندگان یا سفیروں کے طور پر ہمیں تنقیدی جائزہ لینا ہوگا کہ کیا ہم آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کو دنیا میں پھیلانے کے قابل ہیں؟ کیا

مکرم رفیق احمد حیات صاحب

ہم اپنی روزمرّہ کی زندگیوں میں نیک نمونے قائم کرتے ہوئے اِس امر پر غور کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم سے کیا توقع رکھتے تھے؟

آپ نے کہا کہ اکثر لوگ درست الفاظ تو استعمال کر دیتے ہیں لیکن ان کا عملی نمونہ ان کے الفاظ کی تائید نہیں کر رہا ہوتا۔ مثلاً آپ کسی سے معافی مانگتے ہیں لیکن آپ کا چہرہ اور آنکھیں کوئی اور ہی زبان بول رہی ہوتی ہیں۔ قولِ سدید یہ ہے کہ انسان کے اعمال اس کے الفاظ کی تائید کریں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے دیانتداری ایک نہایت اہم اصول ہے۔ اور جب ہم اس اصول سے انحراف کرتے ہیں تو ہم اکثر یہ بات بھول جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ وہ سب جانتا ہے جو ہمارے دلوں میں ہے۔ ہم انسانوں کو دھوکا دینے میں تو کامیاب ہو سکتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ سے کچھ بھی مخفی نہیں۔ انسان کی تمام تر زندگی کی بنیاد سچائی، دیانت داری اور راست بازی کے اصولوں پر ہونی چاہئے۔ ان اصولوں سے معمولی انحراف بھی ہمیں اللہ تعالیٰ سے دُور لے جائے گا۔

آپ نے کہا کہ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ سے کسی نے ایک دفعہ آپ کی کامیابی کا راز پوچھا تو آپ نے بلا توقف فرمایا کہ آپ کی کامیابی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے، خلافت کی کامل اطاعت کرنے اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کی بدولت ہے۔

آپ نے کہا کہ یہ ذمہ داری والدین پر عائد ہوتی ہے کہ وہ بچوں کی بہترین رنگ میں تربیت کریں۔ اس امر کو کامیاب بنانے کے لئے والدین پر یہ بھی لازم ہے کہ وہ خود بھی نیک نمونے قائم کریں۔ اگر والدین یہ خواہش رکھتے ہیں کہ ان کے بچے دیانتدار اور خدا ترس بنیں تو انہیں بھی یہی صفات اپنانی ہوں گی۔ یہ بڑی بھاری ذمہ داری ہے جو تمام والدین پر عائد ہوتی ہے۔ سب سے مقدم امر یہ ہے کہ ہم اپنی نمازوں پر مسلسل توجہ دیتے چلے جائیں۔ ہم نے اپنے بچوں کو بھی یہی سکھانا ہے کہ نماز ہی کامیابی کی کلید ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہمہ تن سب احباب جماعت کے لئے دعاؤں میں مشغول ہیں اور ہمیں ہدایات سے نوازتے رہتے ہیں۔ اگر ہم سب حضور انور کے ساتھ ایک ذاتی تعلق پیدا کر لیں اور حضور انور کے ارشادات پر عمل کرتے رہیں تو اللہ کے فضل سے کبھی

باقی صفحہ 10 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر368

مکرم رشمون توفیق صاحب (3)

گزشتہ دو اقساط میں ہم نے مکرم رشمون توفیق صاحب کے احمدیت کی طرف سفر کی داستان کا ایک بڑا حصہ پیش کیا تھا۔اس قسط میں ان کے اس روحانی سفر کے باقی واقعات بیان کئے جائیں گے۔

احوالِ زندان

مکرم توفیق صاحب جیل کے حالات لکھتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ:

جس روز جیل میں میرے والد صاحب میری ملاقات کے لئے تشریف لائے اسی روز شام کو مجھے دوسرے کمرے میں منتقل کر دیا گیا جس میں تقریباً 30 قیدی پہلے سے موجود تھے۔میں اس کمرے میں ایک طرف بیٹھ کر حالات کا جائزہ لینے لگا۔ایک دو قیدیوں سے بات کرنے کی کوشش کی تو محسوس ہوا کہ جیسے سب ہی مجھ سے بات کرنے سے کترا رہے تھے۔کچھ دیر بعد مجھے معلوم ہوا کہ یہاں کھانے پینے اور دیگر معاملات کی انجام دہی کے لئے قیدیوں کے چھوٹے چھوٹے گروپ بنے ہوئے تھے۔اور یہاں رہنے کے لئے مجھے بھی کسی گروپ میں شامل ہونا تھا۔میں نے ایک شخص سے بات کی تو اس نے کہا کہ میں دیگر ساتھیوں سے پوچھ کر بتاتا ہوں۔بعد میں مَیں نے دیکھا کہ وہ مجھ سے بات کرنے سے بھی کترا رہا تھا۔میرے اصرار پر اس نے بتایا کہ میرے اس کمرے میں منتقل ہونے سے پہلے باہر ڈیوٹی والے فوجیوں میں سے ایک نے اس کمرے والوں سے کہا تھا کہ ایک دہشتگرد آپ کے کمرے میں آنے والا ہے،اس سے بچ کے رہیں اور جو بھی اس کے ساتھ منسلک ہونے یا دوستیاں لگانے کی کوشش کرے گا اسے سزا دی جائے گی۔یہ جاننے کے بعد میں نے سب کو اپنی گرفتاری کی حقیقت اور جماعت احمدیہ کے بارہ میں بتایا اور حقیقتِ حال کا علم ہونے کے بعد سب کا خوف دُور ہو گیا۔

شاید جیل کا سب سے بڑا امتحان یہ تھا کہ ایک ماہ تک میں اس کمرے کے گندے فرش پر ہی سوتا رہا۔کمرے میں سگریٹ نوشوں کی کثرت سے فضا اس قدر آلودہ ہو جاتی تھی کہ سانس لینا بھی مشکل دکھائی دیتا تھا۔بالآخر ایک ماہ کے بعد مجھے بیڈ دیا گیا جس کے بعد مجھے کسی قدر راحت محسوس ہوئی لیکن اس وقت تک میں اس ماحول کا عادی ہو چکا تھا اور دعا کی بدولت اللہ تعالیٰ نے مجھے ایسی تسکین عطا فرمائی تھی کہ اب مجھے نہ جیل کی پرواہ رہی تھی نہ ہی اس کی تکالیف کی۔

والدہ صاحبہ کا ایمان

میری والدہ صاحبہ کینسر کے موذی مرض میں مبتلا تھیں اور بیماری اپنی آخری سٹیج پر پہنچ گئی تھی۔28 مئی 2012ء کو میں نے فون کے ذریعہ جیل سے پہلی مرتبہ والدہ صاحبہ سے بات کی۔انہوں نے میرے ساتھ پیش آنے والے اس واقعہ پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ جس راستے پر تم چل نکلے ہو یہ خطرناک ہے اور اس کا انجام اچھا نہیں ہے؟ میں نے کہا کہ میرا خدا تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پختہ ایمان ہے،اور اللہ و رسول کی اطاعت مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے پر مجبور کرتی ہے۔اب آپ ہی مجھے بتائیں کہ کیا میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کروں یا اپنے افسروں کی؟ انہوں نے کہا کہ تمہیں اللہ اور اس کے رسول کی ہی اطاعت کرنی چاہئے۔ یہ سن کر میرا حوصلہ بڑھا اور میں نے والدہ صاحبہ سے کہا کہ سچے امام مہدی پر ایمان لانا تو سب کے لئے ضروری ہے۔مَیں آپ سے کہتا ہوں کہ خدا کی قسم یہ سچا امام مہدی ہے پھر کیا آپ اس امام پر ایمان نہیں لائیں گی؟ والدہ صاحبہ نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد جواب دیا کہ اگر یہ سچا امام مہدی ہے تو پھر میں بھی اس پر ایمان لاتی ہوں لیکن تم میرے اس ایمان کے بارہ میں کسی کو نہ بتانا۔پھر انہوں نے میری رہائی اور خدا کی رضا کے حصول کی دعا کی۔

خاموش آنسو

31 مئی کو میں نے دوبارہ والدہ صاحبہ سے بات کرنے کی کوشش کی تو معلوم ہوا کہ والدہ صاحبہ بہت کمزوری محسوس کرتی ہیں اور ان میں بولنے کی بھی سکت نہیں ہے۔اگلے روز شام کو میری اپنی طبیعت خراب ہو گئی جس کی وجہ سے والدہ سے بات نہ کر سکا۔

2 جون 2012ء کو جب میں نے والدہ صاحبہ کے نمبر پر کال کی تو فرانس میں رہنے والے میرے بڑے بھائی نے جواب دیا۔والدہ کے فون پر اس کی آواز سن کر میں حیران ہوا اور جلدی سے والدہ صاحبہ کی صحت کے بارہ میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ والدہ صاحبہ کی تو کل وفات ہو گئی تھی۔یہ سنتے ہی بے شمار یادیں امڈ آئیں۔مجھے والدہ کے حسن خلق،محبت،شفقت اور نیکی کے واقعات یاد آنے لگے اور اس دوران نجانے کتنے خاموش آنسو میری آنکھوں کی گزرگاہوں سے لڑھک کر میرا گریبان تر کرتے رہے۔وہ والدہ جو میرے دنیا میں آنے کے بعد مجھے اپنی گود میں اٹھائے اور اپنے سینے سے لگائے پھرتی تھی آج جب اس دنیا سے ہمیشہ کے لئے جانے لگی تو میں اس کی لاش کو کندھا بھی نہ دے سکا۔عام حالات میں جیل کی تنہائیوں میں دکھ اور درد کی ان کیفیات اور حزن و ملال کے ایسے لمحات کو گزارنا شاید بہت مشکل ثابت ہوتا لیکن مجھے یہ سوچ کر حد درجہ تسکین ملتی تھی کہ مجھے یہ سب کچھ ایمان کے راستے میں برداشت کرنے کی توفیق مل رہی تھی۔فالحمدللہ۔

مذہبی آزادی کا قانون اور اس کی پاسداری

ابھی تک میں کیس کی سماعت سے پہلے کا عرصہ ہی جیل میں گزار رہا تھا۔پھر ایک روز اس کیس کے فیصلہ کے لئے 31/اگست 2012ء کی تاریخ مقرر ہو گئی۔اس روز جج نے مجھ سے بعض روایتی سے سوال کئے جن کے جواب میں میں نے بھی اپنا اصولی موقف پیش کیا کہ ہمارے ملک میں عقیدہ اور مذہب کی آزادی ہے اور میں جسے سچا سمجھوں اس پر مجھے ایمان لانے کا حق ہے۔میرا جماعت سے رابطہ صرف اس غرض سے تھا کہ ایمان کے بعد امام جماعت سے میرا تعلق اور رابطہ ہونا چاہئے بصورت دیگر انسان ایمانی برکات اور روحانی فیوض سے محروم رہ جاتا ہے۔

جج نے کہا کہ میں مذہبی آزادی اور امام سے رابطہ کی ضرورت کے بارہ میں بات نہیں کر رہا، میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ تم نے ایسی جماعت کے ساتھ روابط استوار کئے ہیں جس پر ہمارے ملک میں پابندی ہے اور یہ عسکری قوانین کی سنگین خلاف ورزی ہے جس کی سزا تمہیں مل کر رہے گی۔پھر کچھ دیر کے بعد جب جج نے فیصلہ سنایا تو اس میں میری قید کا حکم تو موجود تھا لیکن قید کی کوئی مدت مقرر نہ کی گئی تھی۔میرے چچا بھی وہاں موجود تھے انہوں نے ہمت کر کے اس بارہ میں پوچھا تو جج نے بتایا کہ قید کی مدت دو سال ہے۔

خداداد سکینت

میری سزا کا حکم سن کر میرے رشتہ داروں کے تو جیسے حواس ہی اڑ گئے لیکن مجھے نہ تو کوئی جھٹکا نہ لگا، نہ ہی دکھ اور ملال کا کوئی احساس ہوا، کیونکہ خدا تعالیٰ نے میرے دل پر کچھ ایسی سکینت نازل فرمائی تھی کہ میں اس سے بھی سخت حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار تھا۔اگر کسی بات کا دکھ تھا تو والد صاحب کی حالت کا۔والدہ کی وفات کے بعد شاید ان میں میری قید کا غم برداشت کرنے کی سکت نہ رہی تھی اور میری دعا اور خواہش تھی کہ انہیں کوئی اور غم اور دکھ برداشت نہ کرنا پڑے۔

سگریٹ نوشی سے نجات

میں تو عالمِ فساد و گمراہی میں زندگی گزار رہا تھا اور روحانیت و قرب الٰہی کی لذات سے نا آشنا تھا۔اب خدا کے فضل سے جب ان نعمتوں سے آشنائی ہوئی تو ہر قسم کی مشقت اور تکلیف ان کے مقابل پر بہت ہی حقیر دکھائی دینے لگی۔یہ ایمان کی دولت ہی ہے جو غیر معمولی تبدیلیوں کا حوصلہ عطا کرتی ہے۔ مجھے یاد ہے کہ بیعت کے 15 روز بعد ہی جب مجھے یقین ہو گیا کہ مجھے قید کر دیا جائے گا تو میں نے وضو کر کے نماز پڑھی اور دعا کی کہ خدایا! تو جانتا ہے کہ میں نے قبول احمدیت سے قبل بارہا سگریٹ نوشی ترک کرنے کا ارادہ کیا لیکن ہر بار ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔اب تو جانتا ہے کہ عنقریب مجھے قید میں ڈال دیا جائے گا اور ایسی حالت میں سگریٹ کی عادت نہ صرف میری روحانیت کی راہ میں روک بن جائے گی بلکہ مالی لحاظ سے بھی میرے لئے مشکلات کا سبب بنے گی اور نہ جانے مجھے کس کس ذلّت کا سامنا کرنے پر مجبور کر دے۔اس لئے تُو میری مدد فرما اور مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان اور آپ کی سچائی کا یہ معجزہ بھی مجھے دکھا دے کہ مجھے اپنے اس ارادے میں کامیاب فرما۔اس دعا اور ارادہ کے بعد میرا خیال تھا کہ اگلے چند روز میرے لئے مشکل ہوں گے اور بعد میں سب ٹھیک ہو جائے گا۔لیکن خدا تعالیٰ کا خاص فضل اور اس کی عنایت تھی کہ اگلے روز مجھے ایسے محسوس ہوا جیسے میں کبھی سگریٹ پیتا ہی نہ تھا۔یہی نہیں بلکہ دیگر بدیوں اور دنیاوی امور کے بارہ میں بھی دل میں ایسی نفرت اور کراہت پیدا ہو گئی تھی کہ انہیں چھوڑنا آسان ہو گیا تھا۔

کل اور آج میں فرق

قبل ازیں میں نے شاذ کے طور پر ہی کبھی کسی کتاب کا مطالعہ کیا ہوگا لیکن قبول احمدیت کے بعد تو مجھے مطالعہ کا اتنا شوق پیدا ہو گیا کہ مجھے جیسے جماعت کی کتب کا نشہ سا ہو گیا۔اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام پڑھ کر آپ کی نصائح پر عمل کرنا زندگی کا مقصد بن گیا تھا۔

ابھی تک بھی میں بعض برائیوں کے چھوڑنے کے لئے جہاد کر رہا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ جب تک ان سب سے رہائی نہ مل جائے میں حقیقی طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ''دار'' میں داخل ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔لیکن اگر احمدیت سے پہلے کی اور اب کی حالت پر غور کرتا ہوں تو اتنا فرق محسوس ہوتا ہے جتنا زمین اور آسمان میں ہے۔

دو سال جیل کی سلاخوں کے پیچھے رہنے کے بعد بالآخر میری رہائی کا دن بھی آ گیا،جیل کے دروازے کھل گئے اور میں دوبارہ آزاد فضاؤں میں سانس لینے لگا۔گو میری نوکری چلی گئی، زندگی کے دو سال ایک غیر انسانی سے ماحول میں گزارنے پڑے لیکن ایمان کی ایسی حلاوت نصیب ہوئی جس کے مقابلہ میں نہ نوکری کی کوئی حیثیت ہے،نہ زندگی کے ان دو سالوں کی۔

خلیفۂ وقت کے ساتھ خط و کتابت میں جو روحانی تسکین ملتی ہے وہ بھی بے بدل ہے۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے صبر و ثبات کے ساتھ اپنا عہد بیعت نبھانے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔آمین۔

............(باقی آئندہ)

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
190 Merton High Street , Wimbledon,London, SW19 1AX
(1 minute from South Wimbledon Tube Station)
Tel: 02085 401 666, Fax: 02085 430 534
BRANCH OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)

مکرم چوہدری محمد علی صاحب مضطرؔ (مرحوم)

(حافظ مظفر احمد۔ صدر مجلس انصاراللہ پاکستان)

ایوان انصار کی پُروقار تقریب ڈائمنڈ جوبلی مشاعرہ مجلس انصاراللہ پاکستان میں مکرم چوہدری محمد علی صاحب مہمان خصوصی تھے۔ خاکسار کی درخواست پر آپ کمزوری کے باوجود مشاعرہ ڈائمنڈ جوبلی مجلس انصاراللہ پاکستان منعقدہ 25 جولائی 2015ء کی شام بنفس نفیس تشریف لائے اور اپنا کلام پیش کرتے ہوئے خلیفۂ وقت سے اپنی محبت کا یوں اظہار کیا:

''الحمدللہ کہ ہم خلافت خامسہ کے عہد سعادت میں جی رہے ہیں اور مَیں محسوس کرتا ہوں کہ ہم میں سے کسی کا حق نہیں ہے کہ اس چمکتے ہوئے نشان کو دیکھے، یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اپنے اپنے طور پر ہم نے اس پانچویں نُور کو دیکھا اور دیکھ رہے ہیں اور ہر چڑھتا ہوا دن شہادت دیتا ہے کہ یہ انسانی نُور نہیں ہے، یہ آسمانی نُور ہے۔ آگے ہماری اپنی اپنی قسمت ہے کہ کس حد تک ہم اس نُور سے نہ صرف مستفیض ہوتے ہیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ چلنے کی کوشش بھی کرتے ہیں۔ یہ کل کی بات معلوم ہوتی ہے جب حضور کا خلافت کا انتخاب ہوا ہے۔ اس وقت کے کہے ہوئے چند شعر ہیں جو پیش کرتا ہوں:

شرم سی کچھ ، حجاب سا کچھ ہے
قرب بھی بے حساب سا کچھ ہے
ماہ سا ، ماہتاب سا کچھ ہے
ہوبہو آنجناب سا کچھ ہے
مسکراتا ہوا ، حسین و جمیل
ایک چہرہ گلاب سا کچھ ہے
اس کو دیکھا تو یوں لگا جیسے
عشق کارِ ثواب سا کچھ ہے
اس میں آنکھوں کا کچھ قصور نہیں
حسن خود بے نقاب سا کچھ ہے
اس نے دیکھا نہ ہو رُخِ انور
آئینہ آفتاب سا کچھ ہے
ہم اکیلے نہیں ہیں گرمِ سفر
آسماں ہمرکاب سا کچھ ہے
کون شکستۂ صلیب ہے آج
عرش پر انتخاب سا کچھ ہے
آج پھر آسمان بولا ہے
عشق پھر کامیاب سا کچھ ہے
ہم فقیروں کا ، ہم اسیروں کا
یہ جواب الجواب سا کچھ ہے
لفظ لفظ آسماں سے اُترا ہے
یہ جو حسنِ خطاب سا کچھ ہے
ہو رہا ہے حریف شرمندہ
معترض لاجواب سا کچھ ہے
دشمن جاں سے زیرلب ہی سہی
جو سوال و جواب سا کچھ ہے
آسماں سے برس رہی ہے آگ
ایک ''عالم کباب'' سا کچھ ہے
تم نے کابل میں جو کیا تھا ستم
اس ستم کا حساب سا کچھ ہے
تم نے کی تھی جو التجا مضطرؔ
اس کا یہ استجاب سا کچھ ہے

اس کے بعد حاضرین کے پُرزور اصرار پر حضرت چوہدری صاحب نے اس تاریخی مشاعرہ میں اپنا وہ تازہ کلام پیش کیا جو آخری ثابت ہوا۔ آپ نے فرمایا:

''موجودہ حالات کے مطابق اور الحمدللہ خلافت خامسہ کے پس منظر میں یہ ایک خستہ حال سے چند شعر مَیں نے کہے ہیں، یہ پڑھ کر سنا دیتا ہوں، کہنے والی بات یہ ہے کہ اس کا جو مقطع ہے وہ ڈاکٹر محمد اقبال جو مشہور شاعر بھی ہوئے ہیں، ان کا مصرعہ ہے، اس کے ساتھ تضمین تو مَیں نہیں کہوں گا لیکن مصرعہ اُن کا ہے''۔

اس قدر انکار پر انکار سے
لگ نہ جاؤ تم کہیں دیوار سے
نظریاتی مملکت بننے کے بعد
کیسے کیسے بھوت نکلے غار سے
ہم بھی گزرے پابجولاں سربکف
شام سے اور شام کے بازار سے
آ رہی ہے باغِ جنت کی مہک
کوہِ جاناں کے در و دیوار سے
کاش مل کر سوچتے اہل چمن
کیوں پرندے اُڑ گئے اشجار سے
باوفا سے اور باکردار سے
باوضو سے اور شب بیدار سے
ڈھل کے آئے ہیں یہ بزمِ یار سے
کون ہیں یہ لوگ خوشبودار سے
دین و ایماں ملک و ملّت زندہ باد
''دینِ مُلّاں فی سبیل اللہ فساد''

اس پر خاکسار نے اختتامی دعا کروانے کی درخواست کی تو فرمایا:

''اب اس کے بعد اجازت چاہتا ہوں۔ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس دنیا سے جب جائیں تو یہ تشکّر کے جذبات ساتھ ہوں کہ ہم نے اپنی حد تک اپنے اس عہدِ محبت اور عہد ساتھ کو اپنی پوری کوشش سے پورا کرنے کی کوشش کی۔ جزاکم اللہ''۔

پھر آپ نے دعا کروائی اور ایسے لگتا ہے کہ دعا مقبول ٹھہری۔ بقول چوہدری صاحب:

تم نے کی تھی جو التجا مضطرؔ
اس کا یہ استجاب سا کچھ ہے

اللہ تعالیٰ مرحوم پر ہزاروں رحمتیں کرے اور مغفرت فرمائے۔ آمین

دوسری انتہا

سید میر محمود احمد ناصر

برصغیر ہندو پاکستان پر لمبا عرصہ انگریزی حکومت قائم رہی اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ انگریزوں نے اپنی حکومت کو استحکام دینے کے لئے طاقت کا برملا استعمال کیا مگر اس میں کوئی شبہ نہیں خواہ وطن کے جذبات کا تعصب اس کو علی الاعلان تسلیم کرنے کی اجازت نہ دے کہ انگریزوں کی حکومت برصغیر کے لئے بہت سی برکات لانے کا باعث بھی ہوئی۔

ایک بہت بڑی برکت جو انگریزی حکومت کے ذریعہ اس خطہ ارض کو ملی وہ معصوم خواتین کو اپنے خاوندوں کی وفات کے موقع پر بھڑکتی ہوئی آگ میں زندہ جلانے کی روک تھام ہے۔ اس ضمن میں ایک چھوٹی سی رپورٹ درج ذیل ہے۔

جو خواتین اپنے خاوند کی لاش کے ساتھ نذر آتش کی گئیں ان کی رپورٹ کلکتہ شہر کے صرف 30 میل کے اندر علاقہ میں صرف 15/اپریل سے 15/اکتوبر تک درج ذیل ہے:

......گوریا سے بیری پور 18 خواتین۔
......تولی نالہ کے دہانہ سے لے کر گوریا تک 36 خواتین۔
......بیری پور سے بوہی پور تک 11 خواتین۔
......سیب پور سے بالیا تک 10 خواتین
......بالیا سے بیڈیاباتی تک 3 خواتین
......بیڈیاباتی سے باس بارمیا تک 10 خواتین
......کلکتہ سے برناگور تک 6 خواتین
......برناگور سے چانوک تک 13 خواتین
......چانوک سے کچارایایاوہ تک 8 خواتین

گویا کلکتہ سے 30 میل کے اندر اندر صرف چھ مہینہ میں 115 خواتین زندہ آگ میں جلائی گئیں۔

یہ 1804ء کی بات ہے۔

1803ء میں اسی علاقہ میں 275 خواتین زندہ جلائی گئیں۔ 1804ء کے اعداد و شمار محتاط اعداد و شمار ہیں۔ خیال ہے کہ جلانے کے واقعات اس سے بہت زیادہ ہیں۔

بنگال کے بعد ایک مثال پنجاب کی لیجیے۔ راجہ رنجیت سنگھ کے مرنے پر اس کی صرف 8 بیویاں آگ میں جلائی گئیں باقی کو نہیں جلایا گیا کیونکہ راجہ رنجیت سنگھ کا کمانڈر ان چیف ونتیورا اور ایک دو اور افسران سفید فام یورپین تھے اور ان کے لحاظ کی وجہ سے تعداد محدود رکھی گئی۔

انگریزی حکومت نے ہندوستان میں اس ستی کی رسم کو حکمًا منسوخ کیا جبکہ مغل حکومت کے دوران میں اورنگ زیب بادشاہ بھی جس پر بہت الزام لگایا جاتا ہے سوائے کشمیر کے جہاں غالب اکثریت مسلمان تھی ستی کی رسم کو بند نہ کروا سکا۔

معصوم عورتوں کو آگ سے بچانے کے علاوہ انگریز حکومت نے معصوم بچوں کو گنگا میں غرق ہونے سے بھی بچایا اور معصوم دو تین سال کے بچوں کو گنگا میں ڈبونے کی رسم کو جو جل پروا کہلاتی تھی حکمًا بند کیا۔ نیز جگن ناتھ میں جوانی سے بھرپور جوانوں کو جگن ناتھ کی رسم کے پہیہ کے نیچے آ کر جان دینے کی ممانعت کی اور کالی دیوی کے سامنے انسانی قربانی کو بند کیا۔

خالصہ دور میں پنجاب میں 6 ہزار مسلمان گائے کی وجہ سے شہید کئے گئے۔ انگریزی حکومت میں اس ظلم کا سدّ باب کیا۔

ہندوستان میں انگریزی حکومت کا ایک بہت بڑا کارنامہ Inquisition کے اس نظام کو ختم کرنا ہے جو رومن چرچ کے ذریعہ گوا میں قائم ہوا۔ اس ظلم وستم کے جو واقعات ہیں ان کی داستان کا پڑھنا بھی آج بڑے دل گردے کا کام ہے۔

پنجاب میں انگریزی حکومت سے پہلے خالصہ راج قائم تھا۔ اس زمانہ میں مسلمان کو جس اذیت کے دور سے گزرنا پڑا وہ تاریخ کا انتہائی تاریک باب ہے۔ نہ مسلمانوں کا مذہب محفوظ تھا، نہ عزت محفوظ تھی، نہ جان محفوظ تھی، نہ مال محفوظ تھا۔ ان کی مساجد میں گدھے باندھے جاتے تھے۔ صرف قادیان کے چھوٹے سے قصبہ پر حملہ کر کے 500 کی تعداد میں جو قرآن شریف وہاں موجود تھے جلا کر خاکستر کر دیئے گئے۔

انگریزی حکومت کو بے شک آپ جتنا برا کہنا چاہیں مگر اس حکومت نے ہندومت، عیسائیت، اسلام اور دنیا کے ہر مذہب کے باشندوں کو مذہبی آزادی دی۔ اپنے مذہب کے مطابق عبادت کرنے کی اجازت دی اور ایک مذہب سے دوسرے مذہب کو اختیار کرنے پر کسی قسم کی پابندی نہ لگائی۔ اور پریس کے قیام کے ذریعہ ہر مذہب والوں کے لئے اپنی مذہبی کتب شائع کرنے کا موقع پیدا کیا۔

ایک چیز جو دنیا کی تمام حکومتوں سے انگریزوں کی حکومت کو ممتاز کرتی ہے وہ Rule of Law ہے۔ یہ ایک ایسی بات ہے جس میں انگریزوں کی حکومت نے مغرب کی تمام حکومتوں کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ حکومت کا پہلا فرض عدل و انصاف کا قیام ہے اور اس امر میں انگریزی حکومت دوسرے تمام ملکوں کی حکومت سے نمایاں امتیاز رکھتی ہے۔

درج ذیل اشعار مکرم چوہدری محمد علی صاحب کی وفات کا سن کر مکرم مبارک احمد عابد صاحب نے جلسہ سالانہ امریکہ کے دوسرے روز مشاعرہ میں گوش گزار کئے۔ اُن کا کہنا تھا کہ اس سے پہلے انہوں نے پنجابی میں شعر نہیں کہے۔

سوچاں دا لشکارا سی
عَملوں نیکو کارا سی
عِلموں ڈوہنگ سمندر سی
ادبوں نُور منارا سی
اُچّا بُرج سی ربوہ دا
بوہڑ سی ، چن سی ، تارا سی
سو گلّاں دی اِکّو گل
چودھری سب نوں پیارا سی

(مرسلہ: خالد یاسین۔ ہیوسٹن امریکہ)

خریداران الفضل انٹرنیشنل سے گزارش

کیا آپ نے الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری ادا کر دیا ہے؟ اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں ادائیگی فرما کر رسید حاصل کر لیں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع فرمائیں۔ رسید کٹواتے وقت اپنے AFC نمبر کا حوالہ ضرور درج کروائیں۔ شکریہ

(مینجر)

خطبہ جمعہ

اس زمانے میں حقیقی ایمان کو دلوں میں قائم کرنے اور حقیقی اسلام کے نمونے دکھانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا اور آپ کی طرف منسوب ہونے کے بعد یہی ہماری ذمہ داری ہے کہ حقیقی ایمان کو قائم کرتے ہوئے اور اسلام کا صحیح نمونہ بنتے ہوئے اس کام میں آپ کے مدد و معاون بنیں۔ دنیا کو ایمان کی حقیقت بتائیں اور سلامتی پھیلانے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ اپنے نظام کے ذریعہ سے دنیا میں ہر جگہ یہ کام تو کر ہی رہی ہے لیکن ہر احمدی کا بھی فرض ہے کہ وہ اپنے آپ کو اسلامی تعلیم کا نمونہ بنائے تا کہ ہم میں سے ہر ایک اپنی ذمہ داری ادا کرنے والا بنے۔

اسلام کے خلاف نفرت پھیلانے اور اسے شدّت پسند اور دہشتگرد مذہب کے طور پر پیش کرنے میں میڈیا کا بھی ہاتھ ہے۔ میڈیا انصاف سے کام نہیں لیتا۔ ہزاروں لاکھوں مسلمان جو امن کی بات کرتے ہیں ان کا ذکر میڈیا نہیں کرتا یا نہیں وہ پذیرائی نہیں ملتی جو منفی رویّے دکھانے والوں کو ملتی ہے۔ اور دنیا کے سامنے بعض مسلمانوں کے یا مسلمان گروہوں کے عمل کی غلط تصویر ہی پیش کی جاتی ہے۔

اِس وقت مَیں ایسے چند لوگوں کی مثالیں پیش کرتا ہوں جنہوں نے جماعت احمدیہ کے ذریعہ اسلام کا حقیقی چہرہ دیکھا اور ان کے دلوں پر اثر ہوا۔ ان میں غیر مسلم بھی شامل ہیں۔ اور مسلمان بھی شامل ہیں۔ اور پھر بہت سے ایسے ہیں جنہوں نے اسلام کی خوبصورت تصویر کو دیکھ کر اسلام قبول کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آ کر یہ عہد کیا کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے حقوق کی ادائیگی اور صحیح اسلامی تعلیم کے اظہار کی حتی المقدور کوشش کریں گے اور یہ پیغام آگے پھیلائیں گے جو اسلام کا خوبصورت پیغام ہے، جو امن اور سلامتی کا پیغام ہے اور بعض نے یہ بھی اظہار کیا کہ اسلام کی اس خوبصورت تعلیم کی دنیا کو ضرورت ہے۔

دنیا کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق چلانے کے لئے اور سلامتی اور محبت بکھیرنے کے لئے ہزاروں واقعات میں سے یہ چند واقعات مَیں نے پیش کئے ہیں جو سامنے آتے رہتے ہیں اور ہمارے ایمان کو تقویت بخشتے ہیں۔

دنیا کے مختلف ممالک میں جماعت احمدیہ کی مساعی کے نیک اثرات اور غیر مسلموں کے تأثرات کا دلچسپ اور ایمان افروز تذکرہ

اسلام مخالف طاقتیں چاہے جتنا بھی اسلام کے بارے میں منفی پروپیگنڈہ کریں لیکن اسلام نے ہی دنیا کو اللہ تعالیٰ کے قرب کے راستے دکھانے ہیں اور امن اور سلامتی مہیا کرنی ہے۔ آج نہیں تو کل دنیا کو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ اسلام ہی دنیا کے امن اور سلامتی کی ضمانت ہے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 11؍ستمبر 2015ء بمطابق 11 تبوک 1394 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا کَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

ایک شخص جو مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اس کے مسلمان ہونے کی خوبصورتی تبھی ظاہر ہوگی جب وہ ایمان میں مضبوط ہو اور اسلام کی حقیقت کو سمجھتا ہو۔ ایمان یہ ہے کہ اپنے آپ کو مکمل طور پر خدا تعالیٰ کے سپرد کر دے اور اس کے احکامات پر عمل کرنے والا ہو اور اسلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر نظر رکھتے ہوئے اپنے آپ کو بھی ہر شر سے بچا کر رکھے اور دوسروں کے لئے بھی سلامتی کے سامان کرے۔

پس یہ خلاصہ ہے ایمان اور اسلام کا۔ اگر مسلم دنیا اس چیز کو سمجھ لے، اس بات کو سمجھ لے تو دنیا میں پائیدار امن اور سلامتی قائم کرنے اور بکھیرنے کے ایسے نظارے نظر آئیں جو دنیا کو جنت بنا دیں۔

اس زمانے میں اس حقیقی ایمان کو دلوں میں قائم کرنے اور حقیقی اسلام کے نمونے دکھانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھیجا اور آپ کی طرف منسوب ہونے کے بعد یہی ہماری ذمہ داری ہے کہ حقیقی ایمان کو قائم کرتے ہوئے اور اسلام کا صحیح نمونہ بنتے ہوئے اس کام میں آپ کے مدد و معاون بنیں۔ دنیا کو ایمان کی حقیقت بتائیں اور سلامتی پھیلانے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ اپنے نظام کے ذریعہ سے دنیا میں ہر جگہ یہ کام تو کر ہی رہی ہے لیکن ہر احمدی کا بھی فرض ہے کہ وہ اپنے آپ کو اسلامی تعلیم کا نمونہ بنائے تا کہ ہم میں سے ہر ایک اپنی ذمہ داری ادا کرنے والا بنے۔

آجکل مسلمان دنیا میں بدقسمتی سے جو فساد برپا ہے اس نے اسلام کے نام کو بدنام کیا ہوا ہے۔ کاش کہ مسلمان ممالک اس بات کو سمجھیں کہ ان کے ذاتی مفادات نے اسلام کو کس قدر زَد پہنچائی ہے اور شدت پسند گروہ اور تنظیمیں بھی اس وجہ سے ابھری ہیں کہ ہر سطح پر مفاد پرستی زور پکڑ رہی ہے۔ ملکوں کے امن برباد ہو رہے ہیں۔ نہ خود امن میں ہیں، نہ دوسروں کو سلامتی پہنچا رہے ہیں۔ نہ حکومت رعایا کے ساتھ انصاف کر رہی ہے، نہ رعایا حکومت کے حق ادا کر رہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ ان دونوں کی بے اعتدالیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:

’’جب تک یہ دونوں پہلو (یعنی حکومت کے فرائض اور رعایا کے فرائض) اعتدال سے چلتے ہیں تب تک اُس ملک میں امن رہتا ہے اور جب کوئی بے اعتدالی رعایا کی طرف سے یا بادشاہوں کی طرف سے ظہور میں آتی ہے تبھی ملک میں سے امن اٹھ جاتا ہے‘‘۔ (چشمۂ معرفت روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 33)

بدقسمتی سے یہی کچھ ہم آجکل اکثر مسلمان ممالک میں دیکھ رہے ہیں اور پھر اسلام دشمن قوتیں بھی اس سے اپنے مفادات حاصل کر رہی ہیں۔ ایک طرف تو دونوں کی جھگڑے بڑھانے میں مدد کی جاتی ہے تو دوسری طرف شدت پسند گروہوں کی کارروائیوں کو شہرت دے کر پریس اور میڈیا بے انتہا کوریج دیتا ہے اور یہ کوریج دے کر اسلام کو بدنام کیا جاتا ہے۔

مَیں نے بعض انٹرویوز جو میڈیا کو دیئے ان میں ایک بات یہ بھی انہیں کہی تھی کہ اسلام کے خلاف

نفرت پھیلانے اور اسے شدت پسند اور دہشت گرد مذہب کے طور پر پیش کرنے میں تم جو میڈیا والے ہو تمہارا بھی ہاتھ ہے۔ میڈیا انصاف سے کام نہیں لیتا۔ کسی گروہ کے یا ملک کے حکمرانوں کے، جو اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں، سیاسی عزائم کو تم مذہب کا نام دے کر پھر اسلام کی تعلیم کو بدنام کرتے ہو۔ اور پھر اس کو اتنی شہرت دیتے ہو کہ تم نے دنیا میں رہنے والے لوگوں کی اسلام کے متعلق سوچیں ہی بدل دی ہیں۔ یا جو اسلام کو جانتے نہیں ان کے ذہنوں میں اسلام کا ایسا تصور پیدا کر دیا ہے، ایسا ہوّا کھڑا کر دیا ہے کہ ان کے چہرے اسلام کا نام سن کر ہی متغیر ہو جاتے ہیں۔ اور جہاں تمہارے اپنے مفادات ہوں وہاں خبریں دبا بھی دیتے ہو۔ مثلاً کچھ عرصہ پہلے آئرلینڈ میں جب شدت پسندی کے واقعات علیحدگی پسندوں کی طرف سے ہوئے تو پریس نے فیصلہ کر لیا کہ خبریں نہیں دینی یا پریس کو مجبور کیا گیا کہ خبریں نہیں دینی اور نتیجۃً وہیں مقامی سطح پر ہی تھوڑا سا ابال اٹھا اور حکومت نے اسے دبا دیا۔ یہ ٹھیک ہے کہ مسلمان ممالک میں حکومت مخالف گروہوں کی کارروائیاں زیادہ سخت ہوں، جو مسلمان ممالک میں علیحدگی پسند گروہ ہیں یا شدت پسند گروہ ہیں ان کی کارروائیاں ان کی نسبت شاید زیادہ سخت ہوں لیکن ان کو تسلسل سے یہ کارروائیاں کرنے کی کس طرح توفیق مل رہی ہے یا کس طرح وہ یہ انجام دے رہے ہیں۔ ان کو اسلحہ کی صورت میں جو ایندھن ہے وہ تو باہر سے ہی مہیا کیا جاتا ہے۔

مَیں نے ان کو یہ بھی کہا کہ حالات سے تنگ اور بے چین لوگ جب شدت پسند گروہوں میں شامل ہوتے ہیں تو اس کا بے انتہا پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے کہ اتنے لوگ یہاں سے چلے گئے، اتنے لوگ وہاں سے چلے گئے اور پھر اسلام کو بھی کسی نہ کسی طریق سے نشانہ بنایا جاتا ہے جس سے مزید بے چینی پیدا ہوتی ہے اور ردّ عمل ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن ہزاروں لاکھوں مسلمان جو امن کی بات کرتے ہیں ان کا ذکر میڈیا نہیں کرتا یا انہیں وہ پذیرائی نہیں ملتی جو منفی رویّے دکھانے والوں کو ملتی ہے۔ اور سب سے بڑھ کر تو جماعت احمدیہ ہے جو محبت اور پیار کی اسلامی تعلیم پھیلاتی ہے اور تمام دنیا میں ایک لگن سے اس کام پر لگی ہوئی ہے جس کے نتیجے میں امن کے جھنڈے تلے امن پھیلانے اور سلامتی بکھیرنے کے لئے لاکھوں لوگ ہر سال جماعت میں شامل ہوتے ہیں۔ ان کے بارے میں ہم تمہیں بتائیں بھی تو تم اتنی توجہ نہیں دیتے بلکہ بالکل بھی توجہ نہیں دیتے۔ کہیں ذکر نہیں ہوتا۔ اور دنیا کے سامنے بعض مسلمانوں کے یا مسلمان گروہوں کے عمل کی غلط تصویر ہی پیش کی جاتی ہے، منفی تصویر پیش کی جاتی ہے جس کے نتیجے میں دنیا کی غیر مسلم آبادی سمجھتی ہے کہ اسلام کا صرف ایک ہی رخ ہے اور اس کا صرف ایک ہی مقصد ہے اور وہ شدت پسندی ہے اور ناانصافی ہے اور یہی اسلام کا حقیقی چہرہ ہے۔ اور پھر جیسا کہ میں نے کہا دنیا میں، غیر مسلموں میں اسلام سے نفرت بڑھتی جاتی ہے۔

بہرحال پریس بھی کیونکہ اب ایک کاروباری چیز ہے ان کا کاروبار ہے اور مسالے دار خبریں لگانا ان کا کام ہے جو وہ اس لئے لگاتے ہیں کہ ان کو مالی فوائد حاصل ہوں۔ لیکن جیسا کہ میں نے کہا کہ لاکھوں لوگ امن اور سلامتی کے جھنڈے تلے ہر سال جمع ہوتے ہیں۔ جلسے کی رپورٹ میں بھی ان کا ذکر ہوتا ہے، مَیں نے کیا تھا۔ بعض مثالیں میں نے جلسے میں دوسرے دن پیش کی تھیں۔ تو اِس وقت میں ایسے ہی چند لوگوں کی مثالیں پیش کرتا ہوں جنہوں نے جماعت احمدیہ کے ذریعہ اسلام کا حقیقی چہرہ دیکھا اور ان کے دلوں پر اثر ہوا۔ ان میں غیر مسلم بھی شامل ہیں اور مسلمان بھی شامل ہیں اور پھر بہت سے ایسے ہیں جنہوں نے اسلام کی خوبصورت تصویر کو دیکھ کر اسلام قبول کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آ کر یہ عہد کیا کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے حقوق کی ادائیگی اور صحیح اسلامی تعلیم کے اظہار کی حتی المقدور کوشش کریں گے اور یہ پیغام آگے پھیلائیں گے جو اسلام کا خوبصورت پیغام ہے، جو امن اور سلامتی کا پیغام ہے اور بعض نے یہ بھی اظہار کیا کہ اسلام کی اس خوبصورت تعلیم کی دنیا کو ضرورت ہے اور میڈیا نے اسلام کے بارے میں منفی تاثر دے کر ہماری سوچوں پر تالے لگا دیئے تھے۔ جماعت احمدیہ کی جو یہ کوششیں ہیں انہوں نے پھر ان کی ان غلط سوچوں کو دور کیا۔ ایک عیسائی پادری نے ایک جگہ برملا اس بات کا اظہار کیا۔ بینن میں ایک چھوٹی سی جماعت چِیرِیْمَان ہے وہاں مسجد کا افتتاح تھا تو اپاسٹلک (Apostalic) چرچ کے پادری نے کہا کہ آج کا دن میری زندگی کا ایک عجیب دن ہے۔ آج مسلمان اور مسیحی ایک جگہ بیٹھے ہیں۔ مَیں پہلے بھی مسلمانوں کے علاقے میں کام کر چکا ہوں لیکن کبھی کوئی ایسی تقریب نہیں دیکھی جس میں مسلمان اور عیسائی اکٹھے ہوں۔ کوئی شک نہیں کہ جماعت احمدیہ نے ہم سب کو اکٹھا کیا ہے۔ میں احمدیت کو سلام پیش کرتا ہوں۔

پھر انصاف پسند سیاستدان جو ہیں ان پر بھی جماعت کے اِن کاموں کا بڑا اثر ہے۔ یہاں جلسے کے دنوں میں بھی آپ کے سامنے بعضوں نے اظہار کیا ہوگا۔ دنیا میں ہر جگہ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ جو اسلامی تعلیم پیش کرتی ہے اور جو کام کر رہی ہے، جو عملی تصویر ہے اس کو سراہا جاتا ہے۔ جماعت کی خدمات کو لوگ پسند کرتے ہیں اور اظہار کرتے ہیں کہ کیسی خوبصورت تعلیم ہے۔

بینن کے ہی گاؤں گان زُوْگُو (Ganzougo) میں مسجد کا افتتاح تھا۔ اس میں ایک مہمان آئے ہوئے تھے جو وہاں منسٹر آف ٹرانسپورٹ ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ ہمارے لئے کوئی نئی جماعت نہیں اور ان کی خدمات انسانی کسی سے چھپی ہوئی نہیں۔ ہم گورنمنٹ کے نمائندے ہر ایک تنظیم اور گروپ کی تحقیق کرتے ہیں اور ان کے منشور، مقاصد اور مشن پر گہری نظر رکھنا ہمارا کام ہے۔ اور احمدیت کی انسانی خدمات جو بینن میں ہیں اور جو امن کی اور محبت کی کوشش جماعت احمدیہ نے کی ہے وہ ملک بینن میں اوّل نمبر پر ہے۔ مَیں امن اور محبت کی کاوشوں میں احمدیت کی خدمات کو سلام کرتا ہوں اور یہ محبت ہی مجھے یہاں کھینچ لائی ہے۔ پھر یہ کہتے ہیں کہ اس جگہ کے چیف سے لے کر تمام حکومتی مشینری آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہے کیونکہ آپ کا جو نعرہ ہے ’محبت سب سے، نفرت کسی سے نہیں‘ اور جو اسلامی تعلیم آپ پیش کرتے ہیں وہ ایسی چیز ہے کہ ہم مجبور ہیں کہ آپ کا ساتھ دیں۔

پھر میڈیا کا کردار ایک طرف تو اتنا زیادہ ہے کہ بڑے تو بڑے بچوں کو بھی اسلام سے خوفزدہ کیا جاتا ہے۔ بعض جگہ سکولوں میں ایسے واقعات ہو جاتے ہیں کہ بعض دفعہ غیر مسلم بچے مسلمانوں بچوں سے ایسا سلوک کر رہے ہوتے ہیں جس سے لگ رہا ہوتا ہے کہ نفرتیں بڑھ رہی ہیں۔ دوسری طرف جماعت احمدیہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کس طرح ان کے اس اثر کو زائل کرتا ہے اس کا ایک چھوٹا سا واقعہ پیش کرتا ہوں۔

کبابیر میں ہماری مسجد ہے۔ وہاں جماعت ہے۔ وہاں کے مشنری لکھتے ہیں کہ چند دن قبل ہماری مسجد کے سامنے ایک یہودی ٹیچر اپنے سکول کے بچوں کو لے کر جماعت کا تعارف کرا رہے تھے۔ وہ ٹیچر غالباً عربی بھی جانتے تھے۔ ہماری مسجد کے دروازے پر لکھا ہوا ہے کہ مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا۔ وہ ٹیچر ان الفاظ کا لفظی ترجمہ کر کے بچوں کو سمجھا رہے تھے کہ اس جملے کا مطلب ہے کہ جو اس میں داخل ہوگا وہ امن میں رہے گا۔ کہنے لگا یہ الفاظ تو سارے مسلمان ادا کرتے ہیں، پڑھتے ہیں، قرآن شریف میں ہے۔ بچوں کو کہتا ہے کہ مگر آپ کو پتا ہونا چاہئے کہ اس جملے کا عملی نمونہ صرف احمدیوں کی مسجد میں ہی دیکھنے کو ملے گا۔

پھر اللہ تعالیٰ کس طرح لوگوں کی توجہ جماعت کی طرف پھیرتا ہے۔ برکینا فاسو افریقہ کا ایک ملک ہے فرنچ علاقہ ہے۔ وہاں ایک جگہ کَالَمْبَاگو (Kalambago) میں مسجد تعمیر ہوئی۔ مسجد کے افتتاح کے موقع پر ایک دوست نے کہا کہ میرا جماعت احمدیہ سے دس سال قبل تعارف ہوا تھا لیکن میں جماعت احمدیہ کو مسلمانوں کی ایک عام سی تنظیم سمجھتا تھا۔ اس لئے نہ میں نے احمدیت قبول کی اور نہ ہی اپنے اس علاقے میں اس کا ذکر کیا مگر آج جماعت احمدیہ کی یہاں اپنے گاؤں میں مسجد دیکھ کر مجھے علم ہوا ہے کہ جس جماعت کو میں نے مسلمانوں کی عام تنظیم سمجھ کر نظر انداز کر دیا تھا وہی جماعت اسلام کی حقیقی خدمت کر رہی ہے اور آج میرے گاؤں میں بھی اس جماعت نے مسجد بنا دی ہے۔ آج مجھ پر واضح ہو گیا کہ یہ جماعت یقیناً سچی ہے اور اس کے ساتھ اللہ کی تائید ہے۔

پھر مُوْیُوں (Mougnoun) ایک جگہ بینن میں ہے جہاں مشرکین آباد ہیں۔ سب مشرکین ہیں۔ ہمارے مشنری وہاں تبلیغ کے لئے گئے۔ جماعت کا تعارف کرانے کے بعد انہوں نے کہا کہ اگر کسی کے ذہن میں کوئی سوال ہے تو کرے۔ اس پر ایک بزرگ کہنے لگے کہ میں تو اسلام کے بارے میں بُرے خیالات رکھتا تھا۔ آپ کو دیکھ کر میں سمجھا تھا کہ بوکوحرام ہم میں داخل ہو گئے ہیں۔ (بوکوحرام ایک شدت پسند، دہشت گرد تنظیم ہے جن کا آجکل نائیجیریا میں خاص طور پر بڑا زور ہے۔) لیکن جب مَیں نے آپ کی تقریر سنی تو میرے اسلام کے بارے میں تمام خدشات دور ہو گئے اور میں پہلا شخص ہوں جو ان مشرکین میں سے اسلام اور احمدیت کو قبول کرتا ہوں۔ پھر اس کے بعد اس گاؤں سے چالیس افراد اسلام احمدیت میں داخل ہوئے اور یہاں مشرکین کے گاؤں میں، اس جگہ میں ایک نئی جماعت قائم ہو گئی۔ پھر ان کی کچھ روایات ہیں۔ جب آدمی فوت ہوتا ہے تو اس کے لئے بڑا اہتمام کیا جاتا ہے۔ جب تک پورا اہتمام نہ ہو جائے، لاکھوں فرانک خرچ نہ کئے جائیں اس وقت تک اس کو دفنایا نہیں جاتا۔ بڑے اہتمام سے دفنایا جاتا ہے۔ بڑا فنکشن ہوتا ہے اور چاہے مہینہ رکھنا پڑے مارچری میں رکھا جاتا ہے۔ لیکن جب یہ احمدی ہوئے تو اس بزرگ نے اعلان کیا کہ میں جب مر جاؤں تو مجھے اس طرح نہ دفنانا بلکہ جو مسلمانوں کا طریقہ ہے اس کے مطابق میری تدفین ہو۔ یہ رسم و رواج اب آئندہ سے ختم ہوں تو فوری تبدیلی ان میں یہ پیدا ہوئی کہ رسم و رواج کو بھی انہوں نے فوری طور پر چھوڑ دیا۔ پھر ایک دن ہمارے معلم کو کہنے لگے کہ احمدی ہونے کے بعد میرے جسم میں ایک نئی روح آ گئی ہے۔ میں جہاں بھی ہوں چاہے اپنے فارم پہ کام کر رہا ہوں، میری روح میرے ضمیر کو جگاتی ہے اور کہتی ہے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے۔ تو یہ پابندی ان لوگوں میں نماز کے لئے بھی پیدا ہو چکی ہے اور کہتے ہیں کہ اس طرح میں نماز کے لئے کھڑا ہو جاتا ہوں اور میری روح کو سکون اور جسم کو راحت ملتی ہے۔ کہتے ہیں اب میں اپنے اندر بڑی تبدیلی محسوس کرنے لگ گیا ہوں۔ پس ہم میں سے بھی جو نماز میں سست ہیں ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ نئے آنے والے عبادتوں کی طرف بھی رجحان رکھنے والے ہیں اور بڑی توجہ سے نمازیں پڑھتے ہیں۔

آج اسلام کی حقیقی تعلیم جیسا کہ میں نے کہا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ہی دنیا کو پہنچ سکتی ہے۔ اس کا ذکر اکثر رپورٹس میں ہوتا ہے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیغام کو دنیا

میں پہنچا رہا ہے اور کس طرح لوگوں پہ اثر ہوتا ہے۔ ایک واقعہ پیش کرتا ہوں۔ یہ گنی کنا کری ملک کا ہے وہاں کا ایک شہر فارانا (Farana) ہے جو وہاں کے کیپیٹل سے تقریباً پانچ سو کلومیٹر دُور ہے۔ وہاں ہمارے لوگ جب تبلیغ کے لئے پہنچے تو وہاں پر موجود ہمارے ایک احمدی دوست ابوبکر صاحب نے تبلیغی نشستوں کا اہتمام کیا۔ یہ مربی کہتے ہیں کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام ان لوگوں کو پہنچایا۔ ابھی تبلیغ کا سلسلہ جاری تھا کہ وہاں ایک مولوی شر پھیلانے کے لئے پہنچ گیا۔ کچھ دیر تو خاموشی سے باتیں سنتا رہا۔ اس کے بعد بڑے غصّے میں کہا کہ تمہیں یہاں تبلیغ کی اجازت نہیں ہے اور میں تمہیں پولیس کے ذریعہ سے ابھی یہاں بند (گرفتار) کرواتا ہوں۔ وہاں کے نوجوان کھڑے ہو گئے اور اس مولوی کو بڑے غصے سے کہا کہ تم اتنے عرصے سے یہاں ہو تم نے تو کبھی یہ باتیں نہیں بتائیں جو باتیں آج ہمیں سننے کو مل رہی ہیں اور یہی باتیں ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام ہے جو ہمارے دل پر اثر کر رہا ہے۔ اسلام کی تعلیم کو خوبصورتی سے پیش کرنے کا یہ انداز ہے جو ہمارے دلوں کو گھائل کر رہا ہے اور ہمیں اس سے سکون مل رہا ہے۔ تم تو ابھی تک ہمیں گمراہ کرتے چلے آئے ہو۔ اس لئے فوراً یہاں سے چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ مولوی بڑا اشرمندہ ہو کر وہاں سے گیا اور وہاں جو مجلس لگی تھی اس کے نتیجہ میں پندرہ افراد جماعت میں شامل ہو گئے۔

پھر گنی کنا کری کا ہی ایک واقعہ ہے۔ دارالحکومت سے کوئی دو سو کلومیٹر دور ایک قصبے میں تبلیغ کے لئے جب گئے تو وہاں ایک شخص نے کہا کہ آپ سے پہلے بھی تبلیغی جماعت کے لوگ یہاں آئے تھے لیکن ان کے رویّے کیا تھے۔ وہ لوگ آئے تو تبلیغ کرنے تھے۔ انہوں نے بھی اللہ اور رسول کی باتیں کی تھیں لیکن پھر انہوں نے اس گاؤں میں کچھ ایسی بیہودگیاں کی ہیں کہ ہم بیان نہیں کر سکتے۔ تم لوگ بھی وہی کچھ کرنے آئے ہو۔ اس لئے بہتر ہے کہ یہاں سے چلے جاؤ اس سے پہلے کہ ہم تمہیں مار مار کر نکال دیں۔ اِنہوں نے کہا کہ ہمیں کچھ کہنے دو۔ وہاں کے ایک بزرگ نے بھی لوگوں کو سمجھایا کہ یہ لوگ مجھے ان لوگوں سے کچھ مختلف لگتے ہیں، ذرا ان کی باتیں تو سن لو۔ چنانچہ کہتے ہیں ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کا مقصد بیان کیا اور آپ کی آمد کے بارے میں بتایا اور یہ بھی بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ آخری زمانے کی یہ علامات ہوں گی اور اس میں مسیح موعود ظاہر ہوں گے۔ بہر حال لوگوں پر اس بات کا غیر معمولی اثر ہوا۔ لوکل مشنری کو وہاں چھوڑ آئے جنہوں نے تبلیغ جاری رکھی اور کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک ہفتے میں نہ صرف وہ گاؤں اپنے امام اور مسجد سمیت احمدیت میں داخل ہوا بلکہ قریب کے چار پانچ گاؤں بھی بیعت کر کے احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں داخل ہو چکے ہیں اور مزید رابطے جاری ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ مسلسل ہمیں پیغام مل رہے ہیں کہ لوگ بے چینی سے حقیقی اسلام میں داخل ہونے کے لئے تیار ہیں۔

بد قسمتی سے مسلمان علماء اور لیڈروں نے بھی جیسا کہ مَیں نے مثال بھی دی ہے اسلام سے دور کرنے میں بہت کردار ادا کیا ہے۔ اور اسی وجہ سے ہر جگہ جو غیر مسلم ہیں ان کو بھی جرأت پیدا ہوئی کہ اسلام کو بدنام کریں۔ جماعت احمدیہ کس طرح کوشش کر کے بگڑے ہوئے مسلمانوں یا ان مسلمانوں کو جن کے ذہنوں میں اسلام کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا ہو گئے تھے واپس دین کی طرف لاتی ہے اس کی ایک دو مثالیں پیش کرتا ہوں۔

افریقہ میں ایک جگہ ایک بکسٹال لگایا گیا۔ قرآن کریم کی نمائش تھی۔ پورتونووبینن کا شہر ہے وہاں سے دو مسلمان نوجوان آئے۔ انہیں جب احمدیت کا تعارف کروایا گیا اور بتایا گیا کہ امام مہدی علیہ السلام آ چکے ہیں اور وہی اس زمانے کے امام ہیں تو وہ فوراً بولے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو خاتم النبیین ہیں۔ کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی کوئی آئے گا۔ اس پر انہیں فرنچ زبان میں کتاب صداقت مسیح موعود علیہ السلام پڑھنے کے لئے دی گئی اور آخری زمانے میں مسلمانوں کی جو حالت زار ہے اس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پیش کی گئیں۔ مسیح کی آمد ثانی کا ذکر کیا گیا۔ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے بارے میں بتایا گیا کہ اسلام کیا ہے۔ یعنی وہ حقیقی اسلام جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے۔ جس میں محبت ہے، امن ہے اور آشتی کی تعلیم ہے۔ آج تو مسلمانوں نے اس کی شکل بگاڑ دی ہے۔ اس پر وہ دونوں نوجوان کہنے لگے کہ ہم عقیدے کے اعتبار سے مسلمان تو ضرور ہیں لیکن مسلمانوں کی بربریت اور دہشت گردی سے اتنے تنگ آ گئے تھے کہ ہم تو عیسائی ہونے لگے تھے۔ لیکن اب جماعت احمدیہ کی باتیں سن کر تسلی ہوئی ہے کہ اسلام ایسا نہیں جیسا یہ مُلّاں لوگ پیش کرتے ہیں۔ مبلغ لکھتے ہیں کہ انہوں نے ہمارا شکریہ ادا کیا کہ آپ نے ہمیں عیسائی ہونے سے بچا لیا، اسلام چھوڑنے سے بچا لیا۔

غیر مسلموں کے دلوں میں بھی حقیقی اسلام کو دیکھ کر اس پیغام کو پھیلانے کا شوق پیدا ہوتا ہے وہ بھی ہمارا ساتھ دینے لگ جاتے ہیں۔ جاپان کے مبلغ لکھتے ہیں کہ ایک بدھسٹ جاپانی ہمارے سٹال پر آئے اور کہنے لگے کہ اسلام کے بارے میں ان کی معلومات بہت کم ہیں۔ جب انہیں اسلام کا تعارف کروایا گیا اور دیگر مذاہب کے بارے میں اسلامی تعلیم کے نمونے قرآن کریم کی آیات سے دکھائے تو انہوں نے نہ صرف ہمارا شکریہ ادا کیا بلکہ کہنے لگے کہ یہ خوبصورت تعلیم اس لائق ہے کہ دنیا کو بتائی جائے اور اسلام کے بارے میں غلط فہمیوں کو دور کیا جائے۔ موصوف کہنے لگے کہ اگر مجھے اجازت دیں تو میں بھی ایک دن آپ لوگوں کے ساتھ مل کر امن کا پیغام تقسیم کرنا چاہتا ہوں۔ ہمارے مبلغ لکھتے ہیں چنانچہ حسب وعدہ ایک دن وہ ہمارے سٹال پر آئے اور صبح دس بجے سے شام چار بجے تک باوجود اس کے کہ وہ بدھسٹ تھے بلند آواز سے یہ اعلان کرتے رہے کہ اسلام امن کا مذہب ہے اور لوگوں میں فولڈر تقسیم کرتے رہے۔

اسی طرح انڈیا میں صوبہ کرناٹک میں ایک جگہ گدک میں ایک بکسٹال لگایا گیا۔ اس بکسٹال پر ایک غیر مسلم دوست آئے اور بعد میں کہنے لگے کہ ہم نے اس سے قبل بھی بہت سے بک سٹال دیکھے ہیں لیکن امن اور شانتی کا پیغام دینے والے اور اسلام کی خوبصورت تعلیم کو لوگوں تک پہنچانے والے ایسے لوگ میں نے آج تک نہیں دیکھے۔ وہ بہت متاثر ہوئے اور ہمارے اس بک سٹال سے بہت ساری کتابیں خرید کر لے گئے۔

لکسمبرگ کے ایک شہر میں نمائش کے موقع پر جماعت کی طرف سے بکسٹال کا انعقاد کیا گیا۔ شہر کے میئر بھی سٹینڈ پر آئے اور مختلف کتابیں دیکھیں۔ اس کے بعد لکسمبرگ جماعت کے صدر نے انہیں جماعت کا مختصر تعارف کروایا۔ ان کو ایک کتاب بھی تحفۃً دی۔ اس پر میئر نے کہا کہ آپ کی کمیونٹی بہت اچھا کام کر رہی ہے۔ آپ کو چاہئے کہ اسلام کی اس خوبصورت تصویر کو جلد از جلد دنیا میں پھیلائیں۔

ایک دل شکستہ نومسلم کا واقعہ پیش کرتا ہوں۔ امیر صاحب ہالینڈ نے لکھا ہے بلال صاحب ایک ڈچ مسلمان ہیں۔ مسلمانوں کی حالت زار سے بہت دل شکستہ ہو گئے تھے۔ ایک مرتبہ وہ اپنے بچے کے لئے تحفہ خریدنے کی نیت سے بازار گئے تو راستے میں ایک بک سٹال پر رک گئے۔ یہ جماعت احمدیہ کا بک سٹال تھا۔ انہوں نے جماعت کا شائع شدہ قرآن کریم پہلی مرتبہ دیکھا۔ سٹال پر موجود احمدی خادم سے بات چیت بھی کی اور جماعت کا کچھ لٹریچر اپنے ساتھ گھر لے گئے۔ کچھ عرصے بعد جب ان سے دوبارہ رابطہ ہوا تو کہنے لگے کہ میں جماعت احمدیہ کی تعلیمات سے بہت متاثر ہوا ہوں۔ میں نے جب خوشی خوشی اپنے سنّی مسلمان دوستوں سے جماعت کا ذکر کیا اور انہیں بتایا کہ میرے پاس جماعت احمدیہ کا لٹریچر بھی ہے تو اس پر بہت غصے ہوئے اور لڑنے پر اتر آئے۔ کہتے ہیں کہ میری بیوی جو کہ مراکش کی ہیں وہ بھی بہت غصّہ میں آ گئیں۔ گھر میں احمدیت کا ذکر کرنا بھی ناممکن ہو گیا۔ بہر حال کہتے ہیں میں نے فیصلہ کیا کہ میں چھپ کر احمدیت کے بارے میں تحقیق کروں گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے میری دوبارہ اس نوجوان کے ساتھ ملاقات کروا دی جو مجھے بک سٹال پر ملا تھا۔ اس نے مجھے جلسہ سالانہ ہالینڈ میں شامل ہونے کی دعوت دی۔ میں دو دن جلسے میں شامل رہا۔ اس دوران مجھے یوٹیوب پر بھی ڈچ زبان میں کچھ ویڈیو دیکھنے کو مل گئیں جس کی وجہ سے مجھے بہت فائدہ ہوا بلکہ میری بیوی نے بھی ان ویڈیوز کو دیکھ کر احمدیت کے بارے میں اپنی رائے بدل لی۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھ پر احمدیت کی صداقت ظاہر کی اور مجھے بیعت کرنے کی توفیق ملی۔ اب میں جماعتی پروگرام میں شامل ہوتا ہوں اور روحانی طور پر ترقی محسوس کرتا ہوں۔ جو پہلے بے چینی تھی وہ بھی ختم ہو رہی ہے۔

پھر قرآن کریم کی تعلیم کا غیروں پر کس طرح اثر ہوتا ہے۔ کینیڈا سے ہمارے ایک داعی الی اللہ دوست لکھتے ہیں کہ ہم نے ایک تبلیغی بکسٹال لگایا۔ ایک انگریز کینیڈین میاں بیوی ہمارے سٹال پر آئے اور قرآن مجید دیکھ کر کہنے لگے مجھے بتائیں کہ اس کتاب کی کیا خصوصیات ہیں؟ کہتے ہیں میں نے انہیں قرآن مجید کا مختصر تعارف کروایا۔ اس کے بعد وہ صاحب قرآن کریم خریدنے لگے۔ لیکن بیوی بڑی کٹّر عیسائی تھی۔ وہ اس بات پر بضد رہی اور خاوند کو کہتی رہی کہ قرآن کریم نہیں خریدنا۔ بہر حال وہ صاحب کہنے لگے کہ میری بیوی جو ہے اس کو قرآن کریم کی کوئی ایسی بات بتائیں کہ وہ قرآن کریم لینے پر آمادہ ہو جائے۔ خود تو خریدنا چاہتے تھے لیکن مجبوری بھی تھی، لڑائی نہ پڑ جائے گھر میں۔ ہمارے وہ احمدی کہتے ہیں کہ میں نے انہیں کہا کہ قرآن مجید میں ایک سورۃ ہے جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ حضرت مریم علیہا السلام کا ذکر ہے۔ ان کے بارے میں ایسی تفصیل ہے جو آپ کو بائبل میں نہیں ملے گی اور وہ جگہ نکال کر ان کے آگے رکھ دی۔ ترجمہ تھا۔ ان کی اہلیہ پڑھنے لگیں۔ کچھ دیر پڑھنے کے بعد کہنے لگیں کہ واقعی بہت دلچسپ کتاب ہے۔ ہم نے تو پریس میں پڑھا تھا یعنی میڈیا نے ہمیں یہ بتایا ہوا تھا، اخباروں نے ہمیں یہ بتایا ہوا تھا کہ قرآن نفرت سے بھرا ہوا ہے لیکن اس میں تو عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کا بہت محبت سے ذکر کیا گیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے قرآن کریم خرید لیا۔ چند ہفتوں کے بعد وہ دوبارہ ہمارے سٹال پر سے گزرے تو شکریہ ادا

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

کرتے ہوئے کہنے لگے کہ ہم نے قرآن کریم پڑھا ہے۔ میڈیا میں اسلام اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جو نفرت پھیلائی جارہی ہے اگر کوئی قرآن کریم پڑھے یا اس پر سرسری نگاہ ہی ڈال لے تو اس کی ساری غلط فہمیوں کا ازالہ ہوجاتا ہے۔ کہتے ہیں مَیں تو اپنے بہت سارے عیسائی دوستوں کو بھی قرآن کریم پڑھنے کا کہتا ہوں۔

بینن میں ایک بک سٹال کے موقع پر گورنمنٹ کے ایک سکول ٹیچر آئے اور جماعت کی محبت اور امن کی تعلیم پڑھی تو کہنے لگے مجھے اپنے طالبعلموں کے لئے بھی لٹریچر دیں۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ بھی اس لٹریچر کا مطالعہ کریں اور معاشرہ امن اور محبت سے بھر جائے۔ امن اور محبت سے بھرنے کے لئے معاشرے کو جس چیز کی ضرورت ہے وہ جماعت احمدیہ کا لٹریچر ہے۔ چنانچہ وہ لٹریچر لے گئے اور جاکر اپنے طالبعلموں کو دیا اور بعد میں سکول کے کچھ سٹوڈنٹس آئے اور انہوں نے کہا کہ یہ لٹریچر ہمیں ٹیچر سے مل چکا ہے۔

نیک فطرت مسلمانوں پر بھی جماعت احمدیہ کے نظام کو دیکھ کر جو عین اسلامی نظام ہے اثر ہوتا ہے۔ اور یہی بات پھر ان کے لئے ہدایت کا باعث بن جاتی ہے۔ برکینا فاسو کے مربی کہتے ہیں کہ ایک جگہ ہے سِلابُوبُو (Silaboubo) وہاں تبلیغ کے لئے گئے۔ لوگوں نے بڑا اچھا استقبال کیا۔ سارے مرد عورتیں تبلیغ سننے کے لئے جمع ہوگئے اور رات دو بجے تک سوال و جواب ہوتے رہے۔ آخر پر کہتے ہیں کہ میں نے انہیں بتایا کہ ہماری جماعت ایک ہاتھ پر اکٹھی ہے اور ہمارے چندے کا بھی ایک نظام ہے جو باقاعدہ عالمی شکل اختیار کر چکا ہے۔ جماعت کا ایک بیت المال ہے جو خلیفۂ وقت کے تحت ہے۔ اسی بیت المال میں چندہ جاتا ہے اور اسی میں سے نکل کر خرچ ہوتا ہے۔ کہتے ہیں صبح نماز کے بعد ایک دوست زکریا صاحب آئے اور کہنے لگے کہ میں نے کچھ عرصہ قبل ایک خواب دیکھی تھی کہ میں چندہ دے رہا ہوں اور ایک آواز آتی ہے کہ چندہ ایسے اسلامی گروپ کو دو جس کا ایک بیت المال ہو۔ میں کافی عرصے سے یہ اسلامی گروپ ڈھونڈ رہا تھا لیکن رات کو جب مربی صاحب نے جماعت کے مالی نظام کے بارے میں بتایا تو مجھے ان الفاظ کی تعبیر مل گئی جو میں نے خواب میں سنے تھے۔ چنانچہ موصوف نے اسی وقت دس ہزار فرانک سیفہ نکال کر ادا کئے۔ رسید بک بھی ہمارے پاس تھی۔ کہتے ہیں اسی وقت ہم نے رسید بک نکال کر رسید کاٹ دی۔ جب لوگوں نے اس خواب کے بارے میں سنا اور یہ بھی دیکھا کہ باقاعدہ چندے کی ایک رسید بک ہوتی ہے جس پر سارا ریکارڈ رکھا جاتا ہے تو بڑے متاثر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے بعد اس گاؤں میں 282 افراد نے بیعت کرلی اور باقاعدہ یہ سب لوگ جماعت کے چندے کے نظام میں شامل ہیں۔

گوئٹے مالا ساؤتھ امریکہ کا ملک ہے۔ وہاں فلائر کی تقسیم کے دوران ایک نوجوان یوسف سے رابطہ ہوا۔ مشن ہاؤس آئے۔ احمدیت قبول کی۔ انہوں نے کچھ عرصہ قبل اسلام قبول کیا تھا۔ کہتے ہیں کہ غیر از جماعت مسجد میں جاکر دلی سکون نہیں ملا۔ لوگ آپس میں ایک دوسرے سے کینہ اور بغض رکھتے ہیں۔ ایک دن جب میں دعا کر کے سویا تو خواب میں ایک بزرگ دیکھے جو نہایت روحانی شکل وصورت کے مالک تھے۔ ایک راستہ ہے جس پر راکھ ہی راکھ ہے۔ یہ بزرگ میرے سامنے چلنے لگ جاتے ہیں اور اشارہ کرتے ہیں کہ میرے پیچھے چلو۔ اس بزرگ کے چلنے سے راکھ والا راستہ صاف ہوتا جارہا ہے۔ کہتے ہیں خواب میں صرف یہ بات ہی سمجھ لگتی ہے کہ یہ سبق کل تک یاد رکھو۔ اگلے دن آپ لوگوں کو اسلام احمدیت کا پیغام لوگوں میں تقسیم کرتے دیکھا۔ میں نے پڑھا تو دل کو یوں محسوس ہوا کہ یہی اصل اسلام ہے اور میں ویب سائٹ پر تمام معلومات حاصل کر کے باقاعدہ بیعت کی غرض سے اب یہاں آیا ہوں۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دکھائی گئی تو انہوں نے کہا کہ یہی وہ بزرگ تھے جو انہیں خواب میں راستہ دکھا رہے تھے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس بات نے ان کو ایمان میں اور بھی مضبوط کر دیا ہے۔

فرانس کے امیر صاحب لکھتے ہیں کہ ایک نومبائع دوست کمال صاحب نے بتایا کہ میں کئی سال سے روایتی مسلمان تھا اور علماء کی طرف سے قرآن کریم کی جو تشریحات کی جاتیں ان پر مطمئن نہیں تھا۔ میں دو مختلف انتہاؤں میں زندگی گزار رہا تھا۔ ایک طرف وہ چیز جس پر میرا ایمان تھا لیکن دوسری طرف میرا دماغ جو بعض باتوں کو ردّ کرتا تھا اور دلیل مانگتا تھا۔ اس کی وجہ سے عجیب کشمکش میں تھا۔ لیکن اچانک میری اندھیری روحانی زندگی میں ایک شمع نمودار ہوئی جس نے مجھے جہالت کے اندھیرے سے نکال کر روشنی کی طرف نیا راستہ دکھا دیا۔ کہتے ہیں کہ ایک دن میں اپنے بہنوئی کے ساتھ کسی مذہبی موضوع پر گفتگو کر رہا تھا تو انہوں نے جماعت احمدیہ کا ذکر کیا اور مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تفسیر پڑھنے کو کہا۔ میں نے جب تفسیر پڑھی تو میں دنگ رہ گیا کہ اتنی سادہ اور شفاف تفسیر چودہ سو سال میں کسی اور نے کیوں نہیں لکھی۔ اس کے بعد میرے بہنوئی نے مجھے ایم ٹی اے کے بارے میں بتایا۔ انٹرنیٹ کا لنک دیا جس پر میں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی بہت سی کتب پڑھیں اور کئی پروگرامز دیکھے۔ جو لوگ بھی یہ پروگرام کرتے تھے میں نے ان کو مخلص اور دلیل سے بات کرنے والا پایا۔ مجھے ایسا لگا کہ میرے ہاتھ کوئی خزانہ لگ گیا ہے اور میری روح کو آزادی مل گئی ہے۔ میرے تمام وساوس دور ہوگئے اور حقیقی اسلام کو جان لیا چنانچہ بیعت کرلی۔

دنیا کے مختلف حصوں میں جب جماعت کے ذریعہ سے اسلام کا پیغام پہنچتا ہے جو محبت اور امن اور سلامتی کا پیغام ہے تو نیک فطرت اسے قبول کرتے ہیں۔ ابھی میں نے فرانس کا واقعہ کا بیان کیا ہے تو ایک واقعہ ساؤتھ امریکہ کا بھی ہے کہ کس طرح لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ مبلغ انچارج گوئٹے مالا لکھتے ہیں کہ لیف لیٹس کی تقسیم کے نتیجے میں 91 افراد کو قبول اسلام کی توفیق ملی۔ احمدیت قبول کرنے والوں میں ایک پادری ہیں جو 33 سال تک کیتھولک چرچ اور پانچ سال پروٹسٹنٹ فرقے سے منسلک رہے۔

اسی طرح ایک اور ڈومنگو (Domingo) صاحب ہیں جو میونسپلٹی میں بطور جج کے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔ جامعہ کینیڈا کے فارغ التحصیل جو طلباء تھے ان کو ایک ماہ کے لئے وہاں بھجوایا گیا تھا جنہوں نے گوئٹے مالا میں تقریباً ایک لاکھ سے زیادہ لیف لیٹس تقسم کئے، پمفلٹ تقسیم کئے، مختلف علاقوں میں گئے۔ یہ جو جج تھے ان کو بھی ایک فولڈر ملا۔ چنانچہ مشن ہاؤس آئے اور مشنری انچارج سے دو تین گھنٹے ان کی اسلام کے بارے میں گفتگو ہوئی۔ انہوں نے معلومات حاصل کیں اور بڑے متاثر ہوئے اور دو تین سو فولڈرز اپنے ہمراہ بھی لے گئے اور کہا کہ میں اپنے علاقے میں تقسیم کروں گا۔ پھر کچھ عرصے بعد اپنے علاقے سے سات افراد پر مشتمل ایک وفد لے کر آئے اور پھر قریباً دس دن مشن ہاؤس میں قیام کیا۔ اسلام اور عیسائیت کا موازنہ، تثلیث اور کفّارہ کے مسئلے زیر بحث آئے۔ نیز اسلام کی تعلیمات کی خوبصورتی اور برتری سے آگاہ کر کے جماعت احمدیہ کا تعارف کروایا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ڈومنگو صاحب اور ان کی اہلیہ نے بیعت فارم پُر کر کے احمدیت قبول کر لی اور اپنے علاقے میں واپس جاکر اسلام اور احمدیت کی تبلیغ شروع کر دی۔ یہاں اپنے علاقے میں جولائی میں تبلیغی پروگرام بھی انہوں نے بنایا۔ کہتے ہیں مَیں پہنچا تو سکول کے ہال میں ایک میٹنگ کا اہتمام کیا۔ اردگرد کے دیہاتوں کے لوگوں کو مدعو کیا ہوا تھا۔ بڑی تفصیل سے وہاں اسلامی تعلیم بیان کی گئی۔ احمدیت کی تبلیغ کی گئی۔ گوئٹے مالا کے احمدیوں نے اپنی قبول احمدیت کے واقعات سنائے۔ سوال و جواب ہوئے۔ کہتے ہیں یہ مجلس سات گھنٹے جاری رہی۔ مجلس کے اختتام سے قبل جملہ حاضرین نے اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا جن کی تعداد 89 تھی۔ ان میں مرد عورتیں سب شامل تھے۔

یہاں یورپ سوئٹزرلینڈ سے غالباً ایک صاحب نے لکھا کہ آپ کا فلائر مجھے بہت اچھا لگا۔ آپ جو کام کر رہے ہیں یہ خزاں کے موسم کو بہار میں بدلنے کے مترادف ہے۔ کبھی نہ کبھی تو ضرور بہار آئے گی۔ یہ غیروں کے تأثر ہیں۔

اسی طرح ایک سوئس باشندے نے کہا کہ جو لیف لیٹ میرے لیٹر بکس میں ڈالا گیا اس کا مضمون مجھے بہت پسند آیا۔ میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ میری بڑے عرصے سے یہ خواہش تھی کہ کاش مسلمانوں میں سے بھی کوئی ایسا ہو جو اس طرح امن کی مہم چلائے۔ آپ لوگوں نے میری خواہش پوری کر دی ہے۔

پھر سوئٹزرلینڈ کے مبلغ صاحب لکھتے ہیں کہ زیورخ ایک چرچ میں جیکب (Jakob) صاحب ہیں۔ جماعت کی خدمات کے بڑے معترف ہیں اور جماعت کو پسند کرتے ہیں۔ اس چرچ نے جماعت کے ماٹو 'محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں' کو لیا ہوا ہے اور سال 2015ء کا 33 واں ہفتہ اس حوالہ سے منانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس کے لئے جو معلوماتی لیف لیٹ انہوں نے شائع کیا ہے اس میں انہوں نے بڑے اچھے انداز میں جماعت احمدیہ کا ذکر کیا اور لکھا ہے کہ جماعت احمدیہ کے دو بنیادی اصول ہیں۔ ایک یہ فقرہ کہ محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں اور دوسرا یہ فقرہ کہ دین میں کوئی جبر نہیں۔ کہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے ان دونوں اصولوں پر چلنے سے امن قائم ہوسکتا ہے۔

سوئٹزرلینڈ میں اسلام کے خلاف بہت کچھ کہا جاتا ہے۔ وہاں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسی ہوا ہے کہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ خود کھڑا کر رہا ہے۔

اسلامی تعلیم کا شکریہ غیر لوگ کس طرح ادا کرتے ہیں۔ کونگو کنشاسا سے مبلغ لکھتے ہیں کہ ہمارے ریڈیو پروگراموں کو سن کر آرتھوڈوکس چرچ کے ایک پادری نے کہا کہ میں آپ کے انداز تبلیغ اور اسلامی تعلیمات سے بہت متاثر ہوں۔ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں اسلام میں داخل ہوجاؤں گا اور سب سے پہلے اپنے بچے کو اسلام احمدیت میں داخل کروں گا۔ چنانچہ ان کا بیٹا مقامی جماعت میں بیعت کر کے اسلام احمدیت میں داخل ہو چکا ہے۔

باندوندو (Bandundu) کونگو سے ہی ایک مربی لکھتے ہیں کہ ریڈیو باندوندو ایف ایم کے ڈائریکٹر نے جماعت احمدیہ کے ریڈیو پر نشر ہونے والے پروگراموں کے متعلق کہا کہ ہمارے ریڈیو پر عیسائی پادری بھی تبلیغ کرتے ہیں لیکن جماعت احمدیہ کا تبلیغ کرنے کا طریقہ سب سے نرالا ہے۔ آپ کے پروگراموں میں کسی پر کیچڑ نہیں اچھالا جاتا۔ آپ لوگ اسلامی تعلیم کے محاسن پر گفتگو کرتے ہیں اور انسان کو معاشرے کا مفید حصہ بنانے کی تعلیم دیتے ہیں۔

نائیجیریا کے ایک استاد جو مسلمان ہیں کہتے ہیں کہ آپ کی ساری جماعت میں پرامن اسلام کی عمدہ خوبیاں ہیں جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے ساتھ آپ کو ملاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے خلیفہ کی دعائیں اسلام کے حق میں قبول فرمائے۔

پھر بینن سے ہمارے مربی لکھتے ہیں کہ ایک مسجد کے افتتاح کے موقع پر کنگ آف داسو (King of Dasso) بھی وہاں آئے ہوئے تھے۔ کہتے ہیں میں تو سب کو کہوں گا کہ احمدی ہو جاؤ۔ یہی سچے لوگ ہیں اور غُوں زبان کے ایک شاعر جو وہاں کی ایک مقامی زبان ہے انہوں نے اس موقع پر چند شعر بھی کہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ انسان کا لگایا ہوا پودا اگر پانی نہ ملے تو جل جاتا ہے لیکن خدا کے لگائے ہوئے پودے کو اس کی حاجت نہیں۔ احمدیت خدا کا لگایا ہوا پودا ہے اور اس مسجد کی تعمیر اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اور میرا گھر اس مسجد کے قریب ہے تو میں کیوں عبادت کے لئے دُور کسی چرچ میں جاؤں۔ کیوں نہ مسجد میں جاؤں۔

پس یہ پودا اسلام کا پودا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا لگایا ہوا پودا ہے اور اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق اس کی آبیاری کے لئے اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا ہے اور تا قیامت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض پاتے ہوئے، آپ کے فیض کے طفیل اللہ تعالیٰ اس کو پانی مہیا کرتا بھی رہے گا روحانی طور پر بھی جو پانی کی ضرورت ہوتی ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق مہیا کیا اور آئندہ بھی کرتا رہے گا انشاء اللہ تعالیٰ اور ہمیشہ یہ پودا انشاء اللہ سرسبز وشاداب رہے گا۔

دنیا کو اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق چلانے کے لئے اور سلامتی اور محبت بکھیرنے کے لئے ہزاروں واقعات میں سے یہ چند واقعات میں نے پیش کئے ہیں جو سامنے آتے رہتے ہیں اور ہمارے ایمان کو تقویت بخشتے ہیں۔ کس طرح اللہ تعالیٰ لوگوں کے سینے کھولتا ہے۔ کس طرح غیروں کے منہ سے ہمارے حق میں باتیں نکلواتا ہے۔ کوئی افریقہ کا رہنے والا ہے تو کوئی عرب کا۔ کوئی یورپ کا کوئی ساؤتھ امریکہ کا۔ لیکن اثر سب پر یکساں ہے۔ اس لئے کہ عالمگیر تعلیم صرف ایک ہی ہے اور وہ اسلام کی تعلیم ہے۔ ہر انصاف پسند چاہے وہ فوری طور پر اسلام کو قبول کرے یا نہ کرے لیکن اس بات کے کہنے پر مجبور ہے کہ دنیا کے امن کی اسلام ہی ضمانت ہے۔ کوئی انصاف پسند، خودغرض مسلمان لیڈروں یا مفاد پرست شر پسند گروہوں کے عمل کو اسلام کی تعلیم کا حصہ نہیں مانتا۔ وہی کہے گا جس میں انصاف نہیں ہے۔ اسلام مخالف طاقتیں چاہے جتنا بھی اسلام کے بارے میں منفی پروپیگنڈہ کریں لیکن اسلام نے ہی دنیا کو اللہ تعالیٰ کے قرب کے راستے دکھانے ہیں اور امن اور سلامتی مہیا کرنی ہے۔ آج نہیں تو کل دنیا کو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ اسلام ہی دنیا کے امن اور سلامتی کی ضمانت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی توفیق دے کہ ہم اس کامیابی کا حصہ بننے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو کئی گنا بڑھ کر دیکھنے والے ہوں اور اپنے عملوں کو اسلام کی تعلیم کے مطابق ڈھالنے والے ہوں۔

نماز جنازہ حاضر و غائب

❁ مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ 18/جولائی 2015ء بروز ہفتہ نماز ظہر سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **مکرم سید بشیر احمد شاہ صاحب (آف لندن)** کی **نماز جنازہ حاضر** پڑھائی۔

آپ 15 جولائی 2015ء کو 90 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت سید حسن احمد شاہ صاحب رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے۔ آپ 1964ء میں کرائیڈن میں آکر رہائش پذیر ہوئے اور مختلف جماعتی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے دور میں دفتر پرائیویٹ سیکرٹری کے شعبہ رشتہ ناطہ میں کئی سال خدمت کی توفیق ملی۔ 11 سال کرائیڈن جماعت کے صدر رہے۔ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، خلافت کے ساتھ گہری محبت کا تعلق رکھنے والے، بہت نیک، صالح اور باوفا انسان تھے۔ آپ نے اپنے بچوں کی بہت اچھی تربیت کی۔ آپ کے سبھی بچے مختلف حیثیتوں میں خدمات کی توفیق پا رہے ہیں۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

اس کے ساتھ حسب ذیل مرحومین کی **نماز جنازہ غائب** بھی ادا کی گئی:

(1) مکرم راجہ منیر احمد صاحب (آف ربوہ)

22 جون 2015ء کو کچھ عرصہ بعارضہ قلب بیمار رہنے کے بعد وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو 8 سال محلّہ دارالصدر شمالی حلقہ ھدیٰ کے صدر جماعت کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ آپ نمازوں کے پابند، تہجد گزار، خوش اخلاق، مہمان نواز، منکسر المزاج، ہر ایک سے پیار و محبت سے پیش آنے والے، صلہ رحمی کرنے والے، غریب پرور اور بہت سی خوبیوں کے مالک، نیک اور مخلص انسان تھے۔ خلافت سے نہایت اخلاص اور وفا کا تعلق تھا۔ آپ ہومیو پیتھک ڈاکٹر تھے۔ مریضوں سے بہت محبت اور شفقت سے پیش آتے تھے۔ مرحوم 1/9 حصہ کے موصی تھے۔

(2) مکرم چوہدری محمد ناظر ملہی صاحب (آف فیروز والہ ضلع گوجرانوالہ۔ حال امریکہ)

12 مئی 2015ء کو 81 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو 1994ء سے لے کر 2012ء تک جماعت احمدیہ ضلع گوجرانوالہ میں قاضی کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ آپ اکثر اپنے احمدی رشتہ داروں کی درخواست پر ان کے ثالث بن کر جھگڑوں کے فیصلے کیا کرتے تھے۔ آپ پنجوقتہ نمازوں کے پابند، خوش اخلاق، منکسر المزاج، صلہ رحمی کرنے والے اور ہر ایک سے محبت اور پیار سے پیش آنے والے ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ آپ ایک غیور احمدی تھے۔ خلافت کے شیدائی اور عاشق تھے۔ اپنی اولاد میں بھی آپ نے یہی خوبیاں پیدا کیں۔ جماعتی عہدیداران کا بہت احترام کیا کرتے تھے۔ امریکہ شفٹ ہونے کے بعد مسجد بیت الرحمان میں آکر بڑے شوق سے اذان دیتے اور مسجد کی صفائی کا خاص خیال رکھا کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے دو بیٹوں مکرم مختار احمد صاحب ملہی اور مکرم افتخار احمد صاحب ملہی نے امیر ضلع گوجرانوالہ کی حیثیت سے خدمت بجا لانے کی توفیق پائی۔ آپ مکرم فیاض ملہی صاحب قائد ایثار مجلس انصار اللہ برطانیہ کے چچا تھے۔

(3) مکرم محمد شفیع صاحب (معلم سلسلہ۔ صوبہ بنگال)

22 جون 2015ء کو 42 سال کی عمر میں کلکتہ میں ہارٹ اٹیک سے وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے 2000ء میں بیعت کی توفیق پائی۔ آپ اپنے گاؤں میں اکیلے احمدی تھے۔ جامعۃ المبشرین قادیان میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد 2003ء سے بطور معلم خدمت کی توفیق پا رہے تھے۔ مرحوم صوبہ ہریانہ اور بنگال میں بڑی محنت اور اخلاص کے ساتھ اپنی ذمہ داریاں نبھاتے رہے۔ بہت شریف النفس، خاموش طبع، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ وفات کے بعد آپ کے غیر احمدی رشتہ دار جبراً مرحوم کی لاش لے گئے تھے۔

(4) مکرمہ امۃ الرشید صاحبہ (اہلیہ مکرم مولوی خلیل الرحمٰن صاحب مرحوم۔ پشاور)

یکم جون 2015ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت مولوی معین الدین صاحبؓ کی پوتی اور حضرت عالمگیر صاحب اور سیرؓ کی نواسی تھیں۔ بہت مہمان نواز، بچوں سے نہایت پیار اور محبت کا سلوک کرنے والی نیک، مخلص اور دعا گو خاتون تھیں۔ مرکزی مہمانوں کا ہمیشہ بہت خیال رکھتیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم ڈاکٹر حمید الرحمٰن صاحب آف لاس اینجلس امریکہ کی سوتیلی والدہ تھیں۔

....

❁ مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ 21/جولائی 2015ء بروز منگل نماز ظہر سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **مکرم مبشر داؤد صاحب (ابن مکرم چوہدری عبدالحمید صاحب۔ لندن)** کی **نماز جنازہ حاضر** پڑھائی۔

آپ 17 جولائی 2015ء کو 43 سال کی عمر میں بعارضہ کینسر وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت چوہدری حاکم علی خان صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پڑپوتے تھے۔ مرحوم نے 7 ماہ قبل نظام وصیت میں شمولیت کی تھی اور باقاعدگی سے حصہ آمد ادا کر رہے تھے۔ مالی تحریکات میں بھی بڑھ چڑھ کے حصہ لیتے تھے۔ اپنی بیماری کے دوران ہی مساجد کا وعدہ بھی ادا کیا۔ آپ کو مسجد فضل میں رات کو سکیورٹی کی ڈیوٹی دینے کی بھی توفیق ملتی رہی۔ بہت نیک دل، غریب پرور مخلص انسان تھے۔ خلافت سے گہری وابستگی تھی اور اپنے بچوں کو بھی باقاعدگی سے مسجد لایا کرتے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 2 بیٹیاں اور 3 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم ظفر اقبال صاحب گارڈنز مسجد فضل لندن کے چھوٹے بھائی اور مکرم منور احمد صاحب قیوم پرنسپل احمدیہ کالج کانو نائیجریا کے کزن تھے۔

اس کے ساتھ **مکرم چوہدری ناصر احمد سندھو صاحب (ابن مکرم چوہدری فضل احمد صاحب سندھو۔ پرنسپل F.G. پبلک سکول ضلع سرگودھا)** کی **نماز جنازہ غائب** بھی ادا کی گئی۔ آپ 17 اپریل 2015ء کو 59 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو انصار اللہ کی علاقائی مجلس عاملہ میں خدمات بجا لانے کی توفیق ملی۔ جماعت کے ساتھ تعاون کرنے والے نیک اور مخلص انسان تھے۔ اپنی وفات سے 2 ماہ قبل اپنا ایک پلاٹ جماعت کے نام کرنے کی توفیق پائی۔

....

❁ مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ 30/جولائی 2015ء بروز جمعرات نماز ظہر سے قبل حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **مکرمہ مسعودہ گلزار صاحبہ (اہلیہ مکرم داؤد گلزار صاحب مرحوم۔ یو کے)** کی **نماز جنازہ حاضر** پڑھائی۔

آپ 27 جولائی کو مختصر علالت کے بعد 83 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت مولوی قدرت اللہ سنوری صاحب رضی اللہ عنہ کی بہو اور حضرت منشی امام دین صاحب اور حضرت جنت بی بی صاحبہ رضی اللہ عنہا کی نواسی تھیں۔ 1962ء میں یو کے آئیں۔ آپ کو کئی سال تک لجنہ اماء اللہ یو کے میں بطور سیکرٹری اور اپنے حلقہ میں بطور صدر لجنہ خدمت کی توفیق ملی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی ڈاک ٹیم میں بھی شامل رہی ہیں۔ مرحومہ انتہائی نیک، ملنسار، صوم وصلوۃ کی پابند، خلافت کے ساتھ انتہائی وفا اور محبت کا تعلق رکھنے والی، ہر کسی کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنے والی، بہت نیک اور بزرگ خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں سات بچے اور کثیر تعداد میں پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں یادگار چھوڑے ہیں۔

اس کے ساتھ حسب ذیل مرحومین کی **نماز جنازہ غائب** بھی ادا کی گئی:

(1) مکرمہ مبارکہ قیوم صاحبہ (اہلیہ مکرم میاں عبدالقیوم صاحب مرحوم۔ راولپنڈی)

آپ 9 جولائی 2015ء کو 86 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کوئٹہ کے پہلے امیر جماعت مکرم خانصاحب ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب مرحوم کی بیٹی تھیں۔ آپ کو لمبا عرصہ لجنہ اماء اللہ کوئٹہ میں مختلف حیثیتوں سے خدمت بجا لانے کی توفیق ملی۔ آخری چند سال چکلالہ راولپنڈی میں لجنہ اماء اللہ کو قرآن کریم پڑھانے کی سعادت ملی۔ آپ کو دینی و دنیاوی علم حاصل کرنے کا بے حد شوق تھا۔ قادیان میں دینیات کی کلاس میں شوق سے شامل ہوئیں اور نمایاں پوزیشن حاصل کی۔ پھر آپ نے BA تک تعلیم حاصل کی نیز ادیب فاضل کا امتحان بھی پاس کیا۔ آپ بہت دعا گو، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ قرآن کریم باترجمہ جانتی تھیں اور تمام قرآنی ادعیہ زبانی یاد تھیں۔ خلافت سے احترام، عقیدت اور محبت کا تعلق تھا۔ خاندان حضرت مسیح موعودؑ سے گہرا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں اور آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں عمل میں آئی۔

(2) مکرم عبد الرحمٰن صاحب (ابن مکرم عبد الحکیم صاحب۔ کوئٹہ)

23 اپریل 2015ء کو 52 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کوئٹہ جماعت میں سیکرٹری دعوت الی اللہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پارہے تھے۔ آپ بلوچستان کے مختلف علاقوں میں رہے اور مخالفت کے باوجود تبلیغ کا کام کرتے رہے۔ مرحوم کو دعوت الی اللہ کا بہت شوق تھا اور انفرادی طور پر کئی بیعتیں کروانے کی بھی سعادت پائی۔ جماعت کے ساتھ گہری وابستگی تھی اور مالی قربانی میں پیش پیش رہتے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ 3 بیٹیاں اور 2 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(3) مکرمہ رانی غلام سکینہ صاحبہ (اہلیہ مکرم رانا نور محمد نون صاحب۔ بستی جمال ضلع ملتان)

14 جولائی 2015ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، دعا گو، قرآن کریم کی باقاعدگی سے تلاوت کرنے والی، بڑی منکسر المزاج، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ چندہ جات کی بروقت ادائیگی کیا کرتی تھیں۔ خلافت سے گہری وابستگی اور مکمل اطاعت کا تعلق تھا۔ آپ کو بہت سے بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ بچوں کی تربیت پر بہت توجہ دیتی تھیں۔ MTA کے پروگرام بھی بڑی باقاعدگی سے دیکھتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(4) مکرم میجر جنرل (ر) امجد احمد خان چوہدری صاحب (آف بنگلہ دیش۔ حال امریکہ)

8 جولائی 2015 کو امریکہ میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مکرم خان بہادر ابوالہاشم خان چوہدری صاحب کے بیٹے، حضرت مولوی عبدالرحمٰن صاحبؓ آف کھیوال ضلع جہلم کے نواسے اور حضرت مولوی خان ملک صاحبؓ آف کھیوال کے پڑنواسے تھے۔ مرحوم میجر جنرل کے عہدہ سے ریٹائر ہونے کے بعد بنگلہ دیش میں زراعت اور انڈسٹریز کی ترقی کے لئے کوشاں رہتے اور ملک میں زرعی انڈسٹریز کے قیام میں ایک اہم رول ادا کیا۔ آپ PRAN کمپنی کے بانی تھے۔ جس کے تحت 17 فیکٹریوں میں ہزاروں ملازمین کام کررہے ہیں۔ آپ کو جماعت کی خاموش مالی خدمت کی بھرپور توفیق ملی۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

....

بقیہ رپورٹ جلسہ سالانہ یوکے 2015ء

از صفحہ نمبر 2..................

ناکام نہیں ہوسکتے۔

آپ نے کہا کہ ہمیں چاہئے کہ دوسروں سے ہمدردی کا سلوک کریں، بیماروں اور کمزوروں کی تیمارداری کریں اور صدقات دیں۔ الغرض ہر ایک سے مسکرا کر ملنا، مشفقانہ انداز سے بات کرنا، سلام میں پہل کرنا، یہ سب امور اسلام کا ایک حقیقی سفیر بننے کے لئے ضروری ہیں۔ ان سب پر عمل میں خلیفۂ وقت کا نمونہ ہمارے لئے مشعلِ راہ ہے۔ آپ نہ صرف علمی طور پر ہماری رہنمائی فرماتے ہیں بلکہ جب بھی ہمیں قیادت کی ضرورت ہو یا کوئی فیصلہ کرنے کی ضرورت ہو تو آپ ہماری راہنمائی فرماتے ہیں۔ پس ہمیں اس بابرکت نظام کے ملنے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے اور حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وعمر میں برکت کے لئے دعا کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ اس عظیم الشان نظام کی برکات سے ہماری جماعت کو ہمیشہ نوازتا چلا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلام کے حقیقی سفیر بننے کی مکرمہ صاحبزادی امۃ الباری صاحبہ مرحومہ نے دیا تھا۔

بیعت لینے سے پہلے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بتایا کہ اِمسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے 5 لاکھ 67 ہزار 330 افراد جماعت میں شامل ہوئے۔ 113 ممالک سے 391 قومیں احمدیت میں داخل ہوئیں اور گزشتہ سال کی نسبت 12 ہزار 95 کا اضافہ ہوا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دست مبارک پر مختلف قوموں کی نمائندگی میں درج ذیل احباب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دست بیعت دہرائے اور احباب نے حضور انور کی اتباع میں بیعت کے الفاظ کو دہرایا۔

عالمی بیعت کے اس روحانی وجد آفرین منظر کے بعد کُل عالَم کے احمدی احباب نے اپنے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتداء میں سجدۂ شکر ادا کیا۔ اس طرح احمدی خدا تعالیٰ کے آگے جھک گئے اور اپنے مولیٰ کریم کے ان احسانوں پر اظہار تشکر کیا جو اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ پر کئے ہیں۔ سجدہ شکر کے ساتھ ہی 23 ویں عالمی بیعت کا روح پرور پروگرام اختتام

جلسہ یوکے 2015ء کے موقع پر عالمی بیعت کا ایک منظر

کرنے سے ہم نہ صرف اچھے شہری سمجھے جائیں گے بلکہ ہمارا نیک نمونہ تبلیغ کے میدان میں بھی کارآمد ثابت ہوگا۔

آپ نے کہا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السّلام کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو خلافت کے بابرکت نظام سے نوازا۔ سب خلفاء نے اپنے اپنے دَور میں اُس اصلاح اور اخلاقی تربیت کے کام کی تکمیل کا جہاد جاری رکھا جس کا بیڑا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اٹھایا تھا تاکہ اِس کے ذریعہ سے احباب جماعت کی اس رنگ میں تربیت ہو کہ اسلام کی حقیقی تعلیم دنیا کے کونوں تک پہنچ سکے۔ ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز انتھک محنت کے ساتھ آج دنیا میں اسلام سے متعلق رائج غلط فہمیوں کو دُور کرنے میں کوشاں ہیں۔ اسلام کے حقیقی سفیر کے طور پر آپ نے اسلام کے پیغام کو دنیا کے بلند ترین ایوانوں تک پہنچایا ہے۔

آپ نے کہا کہ ہم پر بحیثیت جماعت اللہ تعالیٰ کا عظیم فضل ہے کہ ہمارے پاس نظامِ خلافت ہے۔ عصر حاضر توفیق عطا فرمائے تاکہ ہم اسلام کا خوبصورت پیغام دنیا کے کناروں تک پہنچاسکیں۔ آمین۔

....

اس اجلاس کی کارروائی 12 بجکر 35 منٹ پر ختم ہوئی۔

....

عالمی بیعت

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ایک بج کر 8 منٹ پر مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے اور سٹیج کے سامنے کشادہ جگہ پر تشریف فرما ہوئے۔

عالمگیر بیعت کا بابرکت سلسلہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے 1993ء میں شروع فرمایا تھا۔ اس لحاظ سے اس سال 23 ویں عالمگیر بیعت کی تقریب منعقد ہوئی۔ اس خصوصی تقریب کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کا ایک بادامی رنگ کا کوٹ زیب تن کیا ہوا تھا۔ اس کوٹ کے متعلق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 4 ستمبر 2015ء کے خطبہ جمعہ میں بتایا کہ یہ کوٹ آپ کی پھوپھی مبارک کے نیچے اپنے ہاتھ رکھنے کی سعادت پائی اور جسمانی رابطہ پیدا کیا۔

مکرم محمد حمید کوثر صاحب (انڈیا)،
مکرم شیخ کریم الدین صاحب (پاکستان)،
مکرم منیر الاسلام صاحب (انڈونیشیا)،
مکرم بشیر رینو صاحب (امریکہ)،
مکرم ڈاکٹر مشہود صاحب (نائیجیریا) اور
مکرم محمد حماد Härter صاحب (جرمنی)۔

جلسہ گاہ میں موجود باقی احباب نے ایک دوسرے کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر روحانی اور جسمانی تعلق بنایا اور یہ تعلق پنڈال سے باہر موجود احباب تک پھیلا ہوا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پہلے انگریزی زبان میں بیعت کے الفاظ دہرائے جبکہ جلسہ گاہ میں موجود مختلف اقوام کے لوگوں کے لئے ساتھ ساتھ ان کی زبانوں میں الفاظ بیعت دہرانے کا انتظام موجود تھا۔ اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اردو بولنے اور سمجھنے والوں کی اکثریت کی وجہ سے اردو میں بھی الفاظ کو پہنچا۔ اللہ تعالیٰ ان سعید روحوں کو اخلاص ووفا میں بڑھاتا چلا جائے۔ آمین۔

عالمی بیعت کی تقریب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سٹیج پر تشریف لے گئے اور نماز ظہر وعصر جمع کرکے پڑھائیں۔

(باقی آئندہ)

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
میاں حنیف احمد کامران
ربوہ 0092 47 6212515
28 لندن روڈ، مورڈن SM4 5BQ
0044 203 609 4712
0044 740 592 9636

دعائے قنوت

''قنوت ان دعاؤں کو کہتے ہیں جو مختلف وقتوں میں مختلف صورتوں میں پیش آتی ہیں۔'' (حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

غلام مصباح بلوچ۔ استاذ جامعہ احمدیہ کینیڈا

دعائے قنوت کے ساتھ نماز وتر کی آخری رکعت میں بعداز رکوع پڑھی جانے والی دعا کا خیال ذہن میں آتا ہے لیکن قنوت کا لفظ اپنے معنوں کے لحاظ سے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت سے بھی بعض دیگر پہلو اپنے اندر رکھتا ہے۔

قنوت کے لغوی معنی

مشہور عربی لغت لسان العرب لفظ قنوت کے متعلق لکھتی ہے:

یَرِدُ بِمَعَانٍ مُتَعَدِّدَۃ: کالطّاعَۃ، وَ الخُشُوْع، وَ الصَّلوٰۃ، وَ الدُعاء، وَ العِبادَۃ، وَ القِیام، وَ طُول الْقِیَام، وَ السُکُوت؛ فَیُصْرَفُ فِی کُلِّ وَاحِد مِن ھذہ المَعانی اِلیٰ مَا یَحْتَمِلُہٗ لَفْظ الحدیث الوارد فیہ۔ (لسان العرب)

یعنی قنوت کا لفظ متعدد معانی رکھتا ہے جیسا کہ اطاعت، خشوع، نماز، دعا، عبادت، قیام، لمبا قیام، خاموشی۔ پس جس جملے میں یہ لفظ استعمال ہوا ہے اس کا موقع و محل اس کے معنی کی تعیین کرے گا۔

المنجد اس لفظ کے درج ذیل معنی دیتی ہے:

قَنَتَ: اَطَاعَ / تَوَاضَعَ لِلّٰہِ (اس نے فرمانبرداری کی/اس نے عاجزی اختیار کی) قَنَتَ: قَامَ فِی الصَّلوٰۃِ / أَمْسَکَ عَنِ الْکَلَامِ (وہ نماز میں خاموشی سے کھڑا ہوا) أَقْنَتَ: أَطَالَ الْقِیَامَ فِی الصَّلوٰۃِ (اس نے نماز میں لمبا قیام کیا) أَقْنَتَ: دَعَا عَلیٰ عَدُوِّہٖ (اس نے اپنے دشمنوں کے خلاف دعا کی) قَنَتَ: کَانَ قَلِیْلَ الْاَکْلِ (وہ بہت تھوڑا کھانے والا ہو گیا) (المنجد)

ان معنوں کے لحاظ سے قنوت سے دراصل مراد نماز میں طویل یا لمبے قیام کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا ہے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سنت سے یہ ثابت ہے کہ دعائے قنوت ہر انسان کی حاجات کے لحاظ سے مختلف مواقع پر مختلف ہوسکتی ہے یعنی مشکل یا ضرورت کے خاص حالات کے مطابق یہ دعا بدلی بھی جاسکتی ہے اور یہ دعا انسان ہر نماز میں کرسکتا ہے۔ اسی طرح نماز وتر کی آخری رکعت میں پڑھی جانے والی مسنون دعا کے ساتھ بھی یہ دعائیں پڑھی جاسکتی ہیں۔

قنوت ک آغاز کیسے ہوُا؟

دعائے قنوت کے حوالے سے چند احادیث مبارکہ ذیل میں پیش کی جاتی ہیں:

کتب احادیث میں یہ ذکر بھی محفوظ ہے کہ قنوت کا آغاز کیسے ہوا؟ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ قبیلہ رعل، ذکوان اور بنی لحیان کے لوگ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اپنے دشمنوں کے خلاف آپؐ سے مدد کی درخواست کی تو آپؐ نے ستر صحابہ کو جن کو ''قرّاء'' (یعنی قرآن کریم کے قاری) کہا جاتا تھا، ان کے ساتھ روانہ فرما دیا۔ جب یہ لوگ بئر معونہ جگہ پر پہنچے تو ان مدد مانگنے والے قبیلوں نے غداری کی اور ان ستر صحابہ کو شہید کر دیا۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس المناک واقعے کی اطلاع ملی تو آپؐ بہت غمزدہ ہوئے اور ''فَقَنَتَ شَھْرًا یَدْعُوْ فِی الصُّبْحِ عَلیٰ أَحْیَاءٍ مِنْ اَحْیَاءِ الْعَرَب''، یعنی پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پورا ایک مہینہ صبح کی نماز میں ان قبیلوں کے خلاف دعا کرتے ہوئے قنوت کیا۔ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الرجیع و رعل و ذکوان و بئر معونہ۔ باب نمبر 30) اسی باب میں اس سے پہلی روایت میں یہ الفاظ ہیں ''وَ ذَالِکَ بَدْءُ الْقُنُوْتِ، وَ مَا کُنَّا نَقْنُتُ''، یعنی یہ قنوت کا آغاز تھا، اس سے پہلے ہم قنوت نہیں کیا کرتے تھے۔

قنوت کے متعلق بعض احادیث نبویہ

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مہینے تک نماز عشاء میں رکوع سے اٹھنے کے بعد اور 'سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ' کہنے کے بعد یہ دعائیں قنوت کیں: ''اَللّٰھُمَّ أَنْجِ الوَلِید بن الْوَلِید۔ اَللّٰھُمَّ نَجِّ سَلمۃ بن ھِشام۔ اَللّٰھُمَّ نَجِّ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ --- وَ أَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰہ ﷺ ذَاتَ یَوْمٍ فَلَمْ یَدْعُ لَھُمْ، فَذَکَرْتُ ذَالِکَ لَہٗ، فَقَالَ: وَ مَا تَرَاھُمْ قَدْ قَدِمُوْا۔''

ترجمہ: اے اللہ ولید بن ولید کو، سلمہ بن ہشام کو اور دیگر کمزور مومنوں کو نجات دے (یہ لوگ مکہ مکرمہ میں رہ گئے تھے) اور ایک دن جب حضورؐ نے صبح کی نماز پڑھائی تو یہ دعائیں نہیں کیں تو مَیں نے عرض کی حضورؐ! آج آپؐ نے وہ دعائیں نہیں کیں تو آپؐ نے فرمایا کیا تم دیکھتے نہیں کہ وہ لوگ (مدینہ) پہنچ چکے ہیں۔ (سنن ابی داؤد کتاب الوتر باب القنوت فی الصلوات)

ان دونوں روایتوں سے ظاہر ہے کہ قنوت سے ایک مراد تو یہ ہے کہ نماز کی حالت قیام میں دعا مانگنا اور دوسرا یہ کہ جو موقع اُس وقت پیش آیا تھا اس کے متعلق دعا مانگنا۔ اسی وجہ سے امام مسلمؒ نے یہ باب باندھا ہے کہ ''باب استحباب القنوت فی جمیع الصلاۃ، اِذَا نَزَلَتْ بِالْمُسلمین نازلۃ''، یعنی جب بھی مسلمانوں پر کوئی مصیبت آئے تو پھر سب نمازوں میں قنوت (حالت قیام میں دعا مانگنے) کی پسندیدگی کا باب۔

پھر یہ بھی بحثیں موجود ہیں کہ قنوت رکوع سے پہلے ہے یا رکوع کے بعد!۔

چنانچہ صحیح بخاری میں یہ روایت درج ہے کہ سُئِلَ أَنَسُ أَقَنَتَ النَّبِیُّ ﷺ فِی الصُّبْحِ؟ قَالَ نَعَمْ! فَقِیْلَ لَہٗ: أَوَ قَنَتَ قَبْلَ الرُّکُوْعِ؟ قَالَ: بَعْدَ الرُّکُوْعِ یَسِیْرًا۔ (صحیح بخاری کتاب الوتر باب القنوت قبل الرکوع و بعدہٗ)

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ سے پوچھا گیا کہ کیا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں قنوت کیا تھا؟ تو آپؓ نے فرمایا کہ ہاں! پھر پوچھا گیا کہ کیا رکوع سے پہلے قنوت کیا تھا؟ تو آپؓ نے فرمایا کہ رکوع کے بعد ہلکا سا قنوت فرمایا تھا۔

لیکن اسی باب کی اگلی حدیث یہ ہے:

حَدَّثَنَا عَاصِمٌ قَال: سَأَلْتُ أَنَس بِنْ مالِکٍ عَنِ الْقُنُوْتِ۔ فَقَالَ قَدْ کَانَتِ الْقُنُوْتُ، قُلْتُ: قَبْلَ الرُّکُوْعِ أَوْ بَعْدَہٗ؟ قَالَ: قَبْلَہٗ۔ قَالَ: فَاِنَّ فُلَانًا أَخْبَرَنِیْ عَنْکَ أَنَّکَ قُلْتَ: بَعْدَ الرُّکُوْعِ، فَقَال: کَذَبَ، اِنَّمَا قَنَتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بَعْدَ الرُّکُوْعِ شَھْرًا۔ (صحیح بخاری کتاب الوتر باب القنوت قبل الرکوع و بعدہٗ)

ترجمہ: عاصم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالکؓ سے قنوت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ ہاں قنوت ہوتا تھا۔ میں نے کہا رکوع سے پہلے یا رکوع کے بعد؟ فرمایا: رکوع سے پہلے۔ میں نے کہا فلاں شخص نے مجھے آپ کے حوالے سے بتایا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ قنوت رکوع کے بعد ہے تو فرمانے لگے کہ اُس نے غلط کہا ہے، آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو صرف ایک مہینہ رکوع کے بعد قنوت کیا تھا۔

اب یہ دونوں روایتیں حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہیں اور بخاری میں ایک ہی باب میں اکٹھی درج ہوئی ہیں۔ ایک میں آپؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع کے بعد چھوٹا سا قنوت فرمایا تھا۔ اور دوسری روایت میں آپؓ فرماتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع سے پہلے قنوت فرمایا تھا۔ ان دونوں روایتوں میں بظاہر اختلاف نظر آتا ہے حالانکہ فی الحقیقت ان میں کوئی اختلاف نہیں۔ جیسا کہ مضمون کے شروع میں لفظ قنوت کے معانی سے یہ ظاہر ہو گیا ہے کہ قنوت کا مطلب ہے کہ نماز میں لمبا قیام کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا لہٰذا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا مطلب ان دونوں روایتوں سے یہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اصل قنوت رکوع سے پہلے ہوتا تھا یعنی سورۃ فاتحہ کے بعد لمبی تلاوت کرنا، ہاں آپؐ نے بعض خاص حالات میں رکوع کے بعد بھی کھڑے ہو کر اپنے مقصود کے لیے دعائیں کی ہیں اور وہ بھی قنوت ہیں اور حضرت انس بن مالکؓ کا یہ فرمانا کہ بَعْدَ الرُّکُوْعِ یَسِیْرًا بتاتا ہے کہ رکوع کے بعد والا قنوت رکوع سے پہلے والے قنوت سے چھوٹا ہوتا تھا۔ پس رکوع سے پہلے بھی قنوت ہے (یعنی سورۃ فاتحہ کے بعد لمبی تلاوت کرنا) اور رکوع کے بعد بھی قنوت ہے (یعنی حالت قیام میں اپنی مطلوبہ دعائیں مانگنا) اسی لیے امام بخاریؒ نے یہاں باب باندھا ہے باب القنوت قبل الرکوع و بعدہ یعنی رکوع سے پہلے اور بعد میں قنوت کا باب۔

دیگر احادیث سے بھی پتا چلتا ہے کہ نماز میں سورۃ فاتحہ کے بعد قرآن پاک کی لمبی تلاوت کرنا قنوت ہے اور اسی کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فضیلت والا قرار دیا ہے:

عَنْ جَابِرٍ، قال: قَال رَسُولُ اللّٰہ ﷺ: ''أَفْضَلُ الصَّلوٰۃِ طُوْلُ الْقُنُوْتِ۔'' (صحیح مسلم کتاب صلوٰۃ المسافرین وقصرھا باب افضل الصلوٰۃ طول القنوت)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہترین نماز وہ ہے جس میں قنوت (طویل قرأت) کیا جائے۔

ایک اور روایت میں آتا ہے: ''مَنْ قَرَأَ بِمِائَۃِ آیَۃٍ کُتِبَ لَہٗ قُنُوْتُ لَیْلَۃٍ'' (دارمی فضائل القرآن)

ترجمہ: جس نے (نماز میں) ایک سو آیات کی تلاوت کی اُس کے لیے ایک رات کا قنوت لکھ دیا جاتا ہے۔

اسی مضمون کی ایک حدیث سنن ابی داؤد میں بیان ہوئی ہے: ''مَنْ قَامَ بِعَشْرِ آیاتٍ لَمْ یُکْتَبْ مِّنَ الْغَافِلِیْنَ، وَ مَنْ قَامَ بِمِائَۃِ آیَۃٍ کُتِبَ مِنَ الْقَانِتِیْنَ، وَ مَنْ قَامَ بِأَلْفِ آیَۃٍ کُتِبَ مِنَ الْمُقَنْطِرِیْنَ۔'' (سنن ابی داؤد کتاب شہر رمضان باب تحزیب القرآن)

ترجمہ: جس نے اپنی نماز کی قیام کی حالت میں دس آیتیں تلاوت کیں تو وہ غافلوں میں سے نہیں شمار کیا جائے گا، جس نے نماز میں سو آیات تلاوت کیں وہ قنوت کرنے والوں میں شمار کیا جائے گا اور جس نے نماز میں ایک ہزار آیات تلاوت کیں وہ مقنطرین یعنی ڈھیروں ڈھیر خرچ کرنے والوں میں شمار کیا جائے گا۔

ان روایات سے ظاہر ہے کہ رکوع سے پہلے حالت قیام میں تلاوت قرآن کرنا نماز کو فضیلت والا بناتا ہے۔ ہاں بعض خاص مواقع پر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت کی ضرورت کے مطابق رکوع کے بعد قیام کر کے بھی دعائیں کی ہیں، یہ قنوت کسی بھی نماز میں کیا جاسکتا ہے۔

دعائے قنوت جو عمومًا نماز وتر میں پڑھی جاتی ہے وہ یہ ہے: اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَ نَسْتَغْفِرُکَ وَ نُؤْمِنُ بِکَ وَ نَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ وَ نَشْکُرُکَ وَ لَا نَکْفُرُکَ وَ نَخْلَعُ وَ نَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ۔ اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ لَکَ نُصَلِّیْ وَ نَسْجُدُ وَ اِلَیْکَ نَسْعیٰ وَ نَحْفِدُ وَ نَرْجُوْ رَحْمَتَکَ وَ نَخْشیٰ عَذَابَکَ اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِق۔

(تحفۃ الفقہاء باب صلوٰۃ الوتر بحوالہ مناجات رسولؐ از حافظ مظفر احمد صاحب۔ مبطوعہ 2001ء۔ وتفسیر القرطبی سورۃ آل عمران آیت نمبر 128)

یہ الہامی دعا ہے اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ یہ دعا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سکھائی تھی۔

حضرت پیر سراج الحق نعمانی صاحب رضی اللہ عنہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں نماز وتر میں پڑھی جانے والی دعائے قنوت کے سوال کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''میں نے عرض کیا کہ قنوت پڑھنی چاہیے؟ فرمایا: ہاں، ضرور پڑھنی چاہیے۔ پھر میں نے عرض کیا کہ بعض مولوی اس دعائے قنوت کو کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔ فرمایا وہ بڑی غلطی کرتے ہیں یہ دعا قنوت اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَ نَسْتَغْفِرُکَ وَ نُؤْمِنُ بِک..... اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِق بڑی عجیب اور توحید کی بھری ہوئی دعا ہے، ایسے الفاظ توحید کے سوائے اس سید المرسلین سید الموحدین صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے سے ادا نہیں ہو سکتے ہیں اور یہ خاص الٰہی تعلیم ہے۔ ان پاک الفاظ کے بھی قربان اور اس منہ کے بھی قربان جس منہ سے یہ الفاظ نکلے۔'' (تذکرۃ المہدی صفحہ 116 مؤلفہ حضرت پیر سراج الحق نعمانی صاحب رضی اللہ عنہ)

اس دعائے قنوت کے علاوہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ دعا سکھائی جو میں نماز وتر میں پڑھا کرتا ہوں:

اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ فِیْمَنْ ھَدَیْتَ، وَ عَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ، وَ تَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ، وَ بَارِکْ لِیْ فِیْمَا أَعْطَیْتَ، وَ قِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ فَاِنَّکَ تَقْضِیْ وَ لَا یُقْضیٰ عَلَیْکَ، وَ اِنَّہٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ، تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَ تَعَالَیْتَ، صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ۔

(سنن الترمذی ابواب الوتر، باب ما جاء فی القنوت فی الوتر)

جمہور فقہاء کے نزدیک نماز وتر کی آخری رکعت میں ان دونوں میں سے کوئی دعائے قنوت پڑھنا مسنون ہے۔ ہاں ان کے ساتھ دوسری کوئی بھی دعا یا دعائیں بھی قنوت کی جاسکتی ہیں۔

باقی صفحہ نمبر 14پر ملاحظہ فرمائیں

تقریر جلسہ سالانہ برطانیہ 2015ء

امنِ عالم سے متعلق قرآنی تعلیمات

عطاء المجیب راشد۔امام مسجد فضل۔لندن

مَیں اپنی تقریر کی ابتداء دورِ حاضر میں امنِ عالَم کے عالمگیر علمبردار، حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے بابرکت الفاظ سے کرتا ہوں۔آپ فرماتے ہیں:

’آج دنیا میں امن و امان ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ہر طرف خوف اور بدامنی ہے۔اسلحہ اور انسانی تباہی کے ہتھیار عام ہوگئے ہیں۔ایک انسان دوسرے انسان کا دشمن بنا ہوا ہے۔مضبوط قومیں اپنے سے کمزور قوموں پر مظالم ڈھا رہی ہیں۔دہشتگردی ختم کرنے کے نام پر دہشتگردی ہو رہی ہے۔پھر میڈیا نے بھی خوف و ہراس کی فضا پیدا کرنے میں کوئی کسر روا نہیں رکھی۔اِن حالات سے نکلنے کی ایک ہی راہ ہے کہ مسلمان اپنے عمل سے اسلام کو بدنام کرنا چھوڑ دیں۔وہ اسلام کی حقیقی تعلیم کو اپنائیں اور باہم متحد ہوجائیں۔غیر اقوام کی بھی بھلائی اسی میں ہے کہ وہ اسلام کے جھنڈے تلے آجائیں کیونکہ دنیا کا امن اسلام ہی سے وابستہ ہے‘۔(ہفت روزہ بدر قادیان 26-19 دسمبر 2013ء)

اس ارشاد کے بعد میں عرض کرتا ہوں کہ آج ہماری دنیا جن گھمبیر مسائل سے دوچار ہے اگر اس صورتحال کو ایک فقرہ میں بیان کرنا ہو تو بنیادی مسئلہ امن کا فقدان ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ آج تک کی جانے والی سب کوششیں ناکام ہوچکی ہیں۔لیگ آف نیشنز ناکام ہوئی اور اب اقوام متحدہ کی دیواریں بھی لرزتی نظر آتی ہیں۔ساری انسانیت پریشان ہے کہ انہیں کب، کہاں سے اور کس طرح امن کی دولت نصیب ہوسکتی ہے۔اے سننے والو سنو! کہ ساری دنیا کو حقیقی امن کی دولت مل سکتی ہے تو وہ قرآن مجید میں بیان کردہ تعلیمات کو اپنانے سے ہی مل سکتی ہے۔

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا وہ مقدس کلام ہے جو رحمٰن و رحیم خدا نے نازل فرمایا۔قرآن مجید ایک جامع، مکمل اور ابدی شریعت کے طور پر نازل ہوا جس کے بارہ میں خود اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا: قَدۡ جَآءَکُمۡ مِّنَ اللّٰہِ نُوۡرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیۡنٌ۔یَّھۡدِیۡ بِہِ اللّٰہُ مَنِ اتَّبَعَ رِضۡوَانَہٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَیُخۡرِجُھُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوۡرِ بِاِذۡنِہٖ وَیَھۡدِیۡھِمۡ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ۔ (المائدۃ:17-16)

یقیناً تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آ چکا ہے اور ایک روشن کتاب بھی۔اللہ اس کے ذریعہ اُنہیں جو اُس کی رضا کی پیروی کریں سلامتی کی راہوں کی طرف ہدایت دیتا ہے اور اپنے اِذن سے انہیں اندھیروں سے نور کی طرف نکال لاتا ہے اور انہیں صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت دیتا ہے۔

حضرت مسیح پاک علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’میرا مذہب یہی ہے کہ قرآن اپنی تعلیم میں کامل ہے اور کوئی صداقت اس سے باہر نہیں ہے‘‘۔

(الحق مباحثہ لدھیانہ۔روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 80)

یا الٰہی! تیرا فرقاں ہے کہ اک عالَم ہے
جو ضروری تھا وہ سب اِس میں مہیّا نکلا

عام طور پر یہ سوال اُٹھایا جاتا ہے کہ قرآن مجید میں امنِ عالم کے سلسلہ میں قرآنی تعلیمات تو مذکور ہوں گی مگر انسان تو ہمیشہ عملی نمونہ کا محتاج ہوتا ہے۔اس کا جواب یہ ہے کہ قرآنی تعلیمات کا ایک عملی اور اعلیٰ ترین نمونہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں قائم فرمایا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰہِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ (الاحزاب:22) کہ اے لوگو! تمہارے لئے اللہ کے رسول میں ایک اعلیٰ نمونہ ہے۔

رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری زندگی قرآنی تعلیمات کی وضاحت اور ان پر کاربند ہونے کا بہترین نمونہ تھی۔حضرت عائشہؓ سے ایک صحابی نے دریافت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا کچھ حال بیان فرمائیں تو آپ نے کیسا بلیغ اور جامع جواب دیا کہ کَانَ خُلُقُہُ الۡقُرۡاٰنَ (مسند احمد بن حنبل) کہ آپ کی تو ساری کی ساری زندگی قرآن مجید کی زندہ تفسیر تھی۔

واقعات کی تفصیل میں جانے کا موقع نہیں۔تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ جنگ اور مزاحمت پر امن اور سلامتی کو ترجیح دی۔وَالصُّلۡحُ خَیۡرٌ (النساء: 129) آپ کا مسلک تھا۔صلح حدیبیہ کا واقعہ اِس کی بہترین مثال ہے۔بظاہر کمزور شرائط قبول کر لیں مگر خدائے قادر نے اُس کو فتح مبین بنا دیا۔کبھی از خود بلا جواز دشمنوں پر حملہ نہیں کیا۔جب دشمن آپ پر حملہ آور ہوا تو خدائی اجازت سے آپ نے دفاعی رنگ میں تلوار اٹھائی اور دشمن کی زیادتی فرو کرنے کی حد تک جوابی کارروائی کی۔

آپ کی پُر امن سیرت کا یہ پہلو یقیناً فقید المثال ہے کہ آپ نے میدان جنگ کے لئے بھی مسلمانوں کے سامنے ایک انتہائی ہمدردانہ اور پُر امن ضابطۂ اخلاق پیش فرمایا۔امنِ عالم کے شہنشاہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ اور خونریزی کے میدانوں میں بھی امن و سلامتی کی اعلیٰ اقدار قائم کر کے ایسا شاندار نمونہ پیش فرمایا جو ہر دَور میں کُل انسانیت کے لئے مشعلِ راہ ہے۔فتح مکہ کی مثال اس بات پر شاہدِ ناطق ہے۔اپنے سارے خونی دشمنوں کو معاف کر کے تاریخِ عالَم میں وہ مثال قائم فرمائی جو تا قیامت عدیم النظیر رہے گی۔

معاہدوں کو پورا کرنے کے سلسلہ میں صادق و امین، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ وہ نمونہ دکھایا جس کی کوئی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔معاہدہ حِلف الفُضُول میں شامل ہوئے تو ایک موقع پر اپنی عزّت کو خطرہ میں ڈالتے ہوئے، شدید ترین دشمن کے گھر جا کر مظلوم کا حق اُسے دلوایا۔صلح حدیبیہ کے موقع پر ابھی معاہدہ پوری طرح طے بھی نہ ہوا تھا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاہدہ کی روح کے مطابق اُس پر عمل کر کے ایک عظیم سنگِ میل نصب فرمایا۔یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ مخالفینِ اسلام نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے مختلف پہلوؤں کو طعن و تشنیع کا نشانہ تو ضرور بنایا ہے لیکن کبھی ایک بار بھی تو ایسا نہیں ہوا کہ کسی مخالف نے یہ الزام لگایا ہو کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا وعدہ پورا نہیں کیا۔

عصرِ حاضر کا سب سے بڑا المیہ لادینیت اور دہریت ہے۔حیّ و قیّوم خدا کی ذات پر عدم یقین دنیا کے سب مسائل اور مصائب کی جڑ ہے۔جب تک انفرادی اور اجتماعی طور پر اللہ تعالیٰ کی ہستی پر کامل ایمان، اس کی محبت اور اس کا حقیقی ادراک نہ ہو، عالمی امن کا خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہوسکتا۔اس اصل الاصول کو چھوڑ کر دنیا گمراہی اور ضلالت کے اندھیروں میں بھٹکتی رہے گی اور کبھی بھی امن و سلامتی کا منہ نہ دیکھ سکے گی۔امنِ عالم کا یہی تیر بہدف نسخہ اور یقینی ذریعہ ہے کہ اُس خدائے واحدو یگانہ سے محبت اور اطاعت کا تعلق استوار کیا جائے جس کی ایک صفت السّلام بھی ہے اور جس نے بنی نوع انسان کو یہ نوید سنائی ہے کہ وَاللّٰہُ یَدۡعُوۡۤا اِلٰی دَارِ السَّلٰمِ ؕ وَ یَھۡدِیۡ مَنۡ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ (یونس 10:26) کہ آؤ! اور خدا کی اس آواز کو سنو اور یقین کرو کہ وہ تم سب کو سلامتی کے گھر کی طرف دعوت دیتا ہے۔اور جسے چاہتا ہے اسے سیدھے راستے کی طرف ہدایت دیتا ہے۔آؤ! اور اس نعمت خداوندی سے اپنی جھولیاں بھر لو۔

قرآن مجید نے اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل یقین کو امن کے بیج کے طور پر پیش فرمایا ہے۔اور اس کا ایک واضح ثبوت یہ ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی ذات پر زندہ ایمان رکھتے ہیں وہ کبھی بھی بے چینی، اضطراب یا ذہنی دباؤ کا اس حد تک شکار نہیں ہوتے کہ گویا اپنی زندگی سے ہی مایوس ہوجائیں۔ہم دیکھتے ہیں کہ وہ برگزیدہ وجود جن کو اللہ تعالیٰ خود انتخاب کر کے نبوت کے مقام پر فائز فرماتا ہے ان کے دلوں میں ایسا سکون اور اطمینان بھر دیتا ہے کہ دنیا کی مخالفتوں اور مصائب کے باوجود وہ ہمیشہ امن و سلامتی کی جنت میں زندگی گزارتے ہیں اور دنیا کی تاریخ میں کوئی ایک نبی بھی تو ایسا نہیں گزرا کہ اس نے حالات سے پریشان ہو کر خودکُشی کا راستہ اختیار کیا ہو۔خدا تعالیٰ پر یقین اور خدا کی یاد ان کے دلوں کو ہمیشہ منور رکھتی ہے۔اور اللہ تعالیٰ کا دستِ قدرت ان کی دستگیری کرتا ہے۔قرآن مجید نے اس اصل کو اِن الفاظ میں بیان کیا ہے کہ اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ (الرعد:29) کہ دلوں کو سچا اور حقیقی سکون اور اطمینان اللہ تعالیٰ کی یاد سے نصیب ہوتا ہے اور یادِ الٰہی کی یہ دولت اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقینِ کامل سے ملتی ہے۔قرآن مجید فرماتا ہے: اَلَاۤ اِنَّ اَوۡلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡھِمۡ وَلَا ھُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ (یونس:10) سنو! کہ جو اللہ تعالیٰ کے دوست بن جاتے ہیں وہ ہر قسم کے خوف اور حزن سے آزاد ہوجاتے ہیں۔

امن کا سفر ایک فرد کی ذات سے شروع ہوتا ہے۔اس کا بیج دراصل سب سے پہلے ہر انسان کے دل میں بویا جاتا ہے۔یہ بڑھتا ہے تو اس شخص کے خاندان کو امن اور سکون نصیب ہوتا ہے۔پھر عائلی زندگی سے بڑھ کر امن کا فیضان سوسائٹی اور ماحول میں پھیل جاتا ہے۔

اگلا مرحلہ ملکی امن و سکون کا ہوتا ہے جو بالآخر عالمی امن کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔یہ کوئی خیالی اور تصوراتی فارمولا نہیں بلکہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا ظہور ساری کائنات میں جلوہ گر نظر آتا ہے۔اس سفر کے ہر ایک مرحلہ کے لئے قرآنِ مجید میں بہت جامع اور تفصیلی تعلیمات موجود ہیں۔

معاشرہ میں بسنے والے سب افراد سے بلا امتیاز مذہب و ملّت حسن سلوک کرنے اور امن و سلامتی کا انداز اختیار کرنے کے حوالہ سے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی تعلیمات کا نچوڑ ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ اَلۡمُسۡلِمُ مَنۡ سَلِمَ النَّاسُ مِنۡ لِّسَانِہٖ وَ یَدِہٖ (سنن النسائی، کتاب الایمان وشرائعہ، صفۃ المؤمن) کہ حقیقی مسلمان تو وہ ہے کہ جس کی زبان سے اور اس کے ہاتھ سے کسی انسان کو بھی کوئی دکھ اور نقصان نہ پہنچے۔اس ارشاد میں مسلم، غیر مسلم، کسی بھی رنگ و نسل یا پس منظر سے تعلق رکھنے والے انسانوں میں کوئی فرق یا امتیاز نہیں کیا گیا۔

قرآن کریم خدائے علیم و خبیر اور علّام الغیوب کا پُرحکمت کلام ہے جن میں اللہ تعالیٰ اپنی تعلیمات کو ایک خاص حکمت کے ساتھ بیان فرماتا ہے۔قرآنِ مجید نے یہ اصول پیش کیا ہے کہ کسی بھی نیکی کو اختیار کرنے سے قبل ایسے منفی عوامل کو دور کرنا ضروری ہے جو اس راہ میں روک بنتے ہیں۔یہی منطقی طریق قیامِ امن سے متعلق قرآنی تعلیمات میں اختیار فرمایا ہے۔

قیام امن کی راہ میں ایک بڑی روک دنیا کی قوموں میں نسلی برتری اور قومی تفاخُر ہے۔قرآن مجید اِس کی پرزور مناہی کرتا ہے۔فرمایا: یٰۤاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقۡنٰکُمۡ مِّنۡ ذَکَرٍ وَّ اُنۡثٰی وَ جَعَلۡنٰکُمۡ شُعُوۡبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوۡا ؕ اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیۡمٌ خَبِیۡرٌ (الحجرات:14) اے لوگو! یقیناً ہم نے تمہیں نر اور مادہ سے پیدا کیا اور تمہیں قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کیا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔بلاشبہ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔یقیناً اللہ دائمی علم رکھنے والا (اور) ہمیشہ باخبر ہے۔

اس آیت کریمہ میں یہ سنہری اصول بتایا گیا ہے کہ جو بھی تقویٰ کے میدان میں آگے ہوگا وہی خدا کی نظر میں معزز ہوگا۔قبیلوں میں تقسیم تو محض تعارف اور پہچان کا ایک ذریعہ ہے۔اِس پر فخر کرنا اور غیر قوموں کو حقیر جاننا، باہم نفرت اور منافرت کو جنم دیتا ہے جس سے ملکی اور عالمی امن پارہ پارہ ہوجاتا ہے۔اس حوالہ سے قرآن مجید نے باہم عزت و تکریم اور احترام کے بارہ میں کیا عمدہ تعلیم دی ہے۔فرمایا: یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا یَسۡخَرۡ قَوۡمٌ مِّنۡ قَوۡمٍ عَسٰۤی اَنۡ یَّکُوۡنُوۡا خَیۡرًا مِّنۡھُمۡ وَلَا نِسَآءٌ مِّنۡ نِّسَآءٍ عَسٰۤی اَنۡ یَّکُنَّ خَیۡرًا مِّنۡھُنَّ ۚ وَلَا تَلۡمِزُوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ وَلَا تَنَابَزُوۡا بِالۡاَلۡقَابِ ؕ بِئۡسَ الِاسۡمُ الۡفُسُوۡقُ بَعۡدَ الۡاِیۡمَانِ ۚ وَمَنۡ لَّمۡ یَتُبۡ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوۡنَ (الحجرات:12)

اے مومنو! کوئی قوم کسی قوم سے، اسے حقیر سمجھ کر، ہنسی مذاق نہ کیا کرے۔ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہو۔اور نہ کسی قوم کی عورتیں دوسری قوم کی عورتوں کو حقیر سمجھ کر ان سے ہنسی ٹھٹھا کیا کریں۔ممکن ہے کہ وہ دوسری قوم یا حالات والی عورتیں ان سے بہتر ہوں اور نہ تم ایک دوسرے پر طعن کیا کرو۔اور نہ ایک دوسرے کو بُرے ناموں سے یاد کیا کرو۔کیونکہ ایمان کے بعد اطاعت سے نکل جانا ایک بہت ہی بُرے نام کا مستحق بنا دیتا (یعنی فاسق کا) اور جو بھی توبہ نہ کرے وہ ظالم ہوگا۔

ایک اور خرابی جس نے ساری دنیا کے امن کو برباد کر رکھا ہے وہ جھوٹ اور غلط بیانی ہے۔ہر سطح پر یہ خرابی اس قدر پھیل چکی ہے کہ لوگوں کا اور قوموں کا باہمی اعتماد اٹھ گیا ہے۔منافقت اور دھوکہ دہی اس حد تک معاشرہ میں سرایت کر چکی ہے کہ بڑے بڑے ملک غریب ملکوں کو ہمدردی کے نام پر امداد دیتے وقت دیگر شرائط کے بہانے ہمیشہ کے لئے انہیں اپنا بے دام غلام بنا لیتے ہیں۔اس خرابی نے انفرادی سکون کو اور عالمی امن کو دیمک کی طرح چاٹ کر رکھ دیا ہے۔قرآن مجید اس خرابی کی پرزور مذمت کرتا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَ قُوۡلُوۡا قَوۡلًا سَدِیۡدًا (الاحزاب:71) اور ہمیشہ صاف اور سیدھی بات کیا کرو۔

پھر فرمایا: وَاجۡتَنِبُوۡا قَوۡلَ الزُّوۡرِ (الحج:31) جھوٹ بولنے سے بچو۔

پھر قرآن مجید فرماتا ہے کہ اپنی گواہی اور اپنے بیان میں ہمیشہ صداقت اور حق گوئی سے کام لو۔سچی گواہی کی تاکید کرتے ہوئے اس حد تک فرمایا کہ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا کُوۡنُوۡا قَوّٰمِیۡنَ بِالۡقِسۡطِ شُھَدَآءَ لِلّٰہِ وَلَوۡ عَلٰۤی اَنۡفُسِکُمۡ اَوِ الۡوَالِدَیۡنِ وَالۡاَقۡرَبِیۡنَ (النساء:136) اے ایمان دارو! تم پوری طرح انصاف پر قائم رہنے والے اور اللہ کے لئے گواہی دینے والے بن جاؤ۔خواہ خود تمہیں اپنے خلاف یا والدین اور قریبی رشتہ داروں کے خلاف

گواہی دینی پڑے۔

معاہدات کی پابندی نہ کرنا بھی جھوٹ ہی کی ایک صورت ہے۔عہدو پیمان اور معاہدات کرنے کے بعدان کو توڑ دینا یا اُن میں تخلّف کرنا معاشرہ میں بے شمار خرابیوں اور رقابتوں کو جنم دیتا ہے۔قرآنی تعلیم ہے کہ وَ اَوۡفُوۡا بِالۡعَهۡدِ اِنَّ الۡعَهۡدَ كَانَ مَسۡـُٔوۡلًا (بنی اسرائیل:35) اورعہدکو پورا کرو یقیناً عہد کے بارہ میں پوچھا جائے گا۔

ایک اور خرابی جس نے معاشرہ کو کھوکھلا کر دیا ہے وہ سودی لین دین ہے۔مجبوری کے ہاتھوں جب ایک غریب شخص سود پر قرض لیتا ہےتو وہ ایسی زنجیروں میں جکڑا جاتا ہے جن کی گرفت دن بدن بڑھتی جاتی ہے۔ یہی حال قوموں کا ہے وہ اپنی ضروریات کو کم کرنے کی بجائے بڑی قوموں سے سود لینے کا راستہ اختیار کرتی ہیں۔نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ غریب ممالک ہمیشہ کے لئے اقتصادی غلامی میں جکڑے جاتے ہیں۔قرآن حکیم میں ہمیں یہ ہدایت ملتی ہے:اَلَّذِيۡنَ يَاۡكُلُوۡنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوۡمُوۡنَ اِلَّا كَمَا يَقُوۡمُ الَّذِىۡ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيۡطٰنُ مِنَ الۡمَسِّ (البقرۃ:276) جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ بالکل اُسی طرح کھڑے ہوتے ہیں جس طرح وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جس پر شیطان (یعنی مرضِ جنون) کا سخت حملہ ہؤا ہو۔

سود کی ایک اور قباحت یہ ہے کہ مختلف ممالک اپنی بساط سے بڑھ کر جنگی ہتھیار خریدنے کے لئے سود کا سہارا لیتے ہیں اور ر ایک دفعہ اس دلدل میں پھنس جانے کے بعد نکلنے کی کوئی راہ نظر نہیں آتی۔ عالمی جنگوں کی بنیادی وجہ بھی یہی سود تھی جس کی قرآن مجید نے سختی سے مناہی کی ہے اور اس ظالمانہ نظام کی جگہ زکوٰۃ، قرضہ حسنہ، وراثت، صدقہ و خیرات اور تجارت وغیرہ کی تعلیم دی ہے۔

ایک اور خرابی جو مالدار اور غریب ملکوں کے درمیان منافرت اور دشمنی پیدا کرتی ہے اور معاملہ بالآخر جنگ و جدال تک پہنچ جاتا ہے وہ مالدار اور طاقتور ملکوں کی ہوس گیری ہے کہ ہر ممکن ذریعہ سے غریب ملکوں کی دولت کو لوٹ لیا جائے۔قرآن مجید نے اس مکروہ طرزِعمل کی پرزور مذمت کی ہے۔فرمایا: لَا تَمُدَّنَّ عَيۡنَيۡكَ اِلٰى مَا مَتَّعۡنَا بِهٖۤ اَزۡوَاجًا مِّنۡهُمۡ (الحجر:89) اورہم نے ان میں سے کئی گروہوں کو جو عارضی نفع کا سامان دیا ہے اس کی طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر نہ دیکھ۔

یہ اصول ساری دنیا کے امن کے لئے ایک سنہرا اصول ہے۔اگر اس پر دیانت داری سے عمل کیا جائے تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ کوئی ملک کسی دوسرے ملک کے معاملات میں دخل اندازی کرے اور اس بہانے ان کی دولت کے خزانوں کو لوٹے یا ان کو اپنے زیرِ نگیں کرلے۔

ایک اور خرابی جو عالمی امن کی راہ میں سدِّ راہ بن کر کھڑی ہے وہ مذہبی دلآزاری اور مذہبی توہین کا رجحان ہے۔ یہ خرابی ایسی ہے جس نے عصر حاضر میں مذہبی انتہا پسندی اور دہشت گردی کو جنم دیا ہے۔دنیا کا کوئی ایک ملک بھی تو ایسا نہیں جو اس کے شر سے اپنے آپ کو محفوظ سمجھتا ہو۔نام نہاد آزادی کے نام پر مقدس مذہبی کتب اور مقدس شخصیات کی تضحیک ایک کھیل بن چکا ہے۔قرآن کریم نے اس ظالمانہ رجحان اور طرزِفکر کی شدید مذمت کرتے ہوئے یہ اصول پیش کیا ہے کہ ہر شخص پر لازم ہے کہ وہ دوسروں کے مذہبی جذبات کا احترام کرے اور کوئی ایسی حرکت نہ کرے جس کا نتیجہ اشتعال انگیزی اور خونریزی کی صورت میں نکلے۔آزادی کا استعمال ذمہ دارانہ اور محتاط طریق پر معین حدود کے اندر ہونا چاہئے۔ قرآن مجید معاشرہ میں فساد پھیلانے والوں کو نصیحت کرتا ہے: وَ لَا تُفۡسِدُوۡا فِى الۡاَرۡضِ بَعۡدَ اِصۡلَاحِهَا (الاعراف:57) اورزمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ پھیلاو۔

مذہبی توہین کو روکنے کے لئے قرآن مجید نے کیا خوبصورت اور مسحورکن تعلیم دی ہے۔فرمایا: وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيۡنَ يَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدۡوًا بِغَيۡرِ عِلۡمٍ (الانعام:109) اورتم ان کو گالیاں نہ دوجن کو وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں ورنہ وہ دشمنی کرتے ہوئے بغیر علم کے (جہالت کی وجہ سے) اللہ کو گالیاں دیں گے۔

پھر قتل وغارت کی مذمت کرتے ہوئے قرآنی تعلیم یہ ہے کہ مَنۡ قَتَلَ نَفۡسًا بِغَيۡرِ نَفۡسٍ اَوۡ فَسَادٍ فِى الۡاَرۡضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيۡعًا وَمَنۡ اَحۡيَاهَا فَكَاَنَّمَاۤ اَحۡيَا النَّاسَ جَمِيۡعًا (المائدۃ:33) جس نے بھی کسی ایسے نفس کو قتل کیا جس نے کسی دوسرے کی جان نہ لی ہو یا زمین میں فساد نہ پھیلایا ہوتو گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا۔اور جس نے اُسے زندہ رکھا تو گویا اس نے تمام انسانوں کو زندہ کر دیا۔

مذاہب عالم میں صرف اسلام ہی ایسا مذہب ہے جس کے نام کے اندر ہی اسلام کی روح اور اس کے بلند مقصد کا ذکر کر دیا گیا ہے اور وہ ہے امن وسلامتی اور خداتعالیٰ کی کامل اطاعت۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف میں قیام امن کے حوالہ سے بہت ہی جامع اور تفصیلی تعلیمات دی گئی ہیں جوامن وسلامتی کے ہر امکانی پہلو کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں۔چند مثالیں عرض کرتا ہوں۔

مذہب اسلام پر یہ بے بنیاد الزام، سراسر ناحق طور پر، لگایا جاتا ہے کہ اسلام تشدّد اور خونریزی کی تعلیم دیتا ہے۔حقیقت بالکل اس کے برعکس ہے۔ اسلام تو امن و سکون اور آشتی کا مذہب ہے۔قرآن مجید نے سب مذاہب کے ماننے والوں کو آپس میں نیک کاموں میں تعاون کی تعلیم دی ہے۔فرمایا: تَعَاوَنُوۡا عَلَى الۡبِرِّ وَالتَّقۡوٰى وَلَا تَعَاوَنُوۡا عَلَى الۡاِثۡمِ وَالۡعُدۡوَانِ (المائدۃ:3) کہ نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے سے تعاون کرو اور گناہ اور زیادتی (کے کاموں) میں تعاون نہ کرو۔

قرآن مجید کیا خوبصورت تعلیم دیتا ہے کہ یہ نہ دیکھو کہ کون تمہیں تعاون کے لئے بلاتا ہے بلکہ یہ دیکھو کہ کس غرض سے بلایا جا رہا ہے۔نیکی اور تقویٰ کی دعوت ہوتو ہر شخص سے بلاامتیاز مذہب وملت تعاون کرو۔

قرآن مجید مذہبی آزادی اور مذہبی رواداری کا علمبردار ہے۔کتنا واضح اور زوردار اعلان ہے جو قرآن مجید میں کیا گیا ہے۔فرماتا ہے: لَاۤ اِكۡرَاهَ فِى الدِّيۡنِ قَدۡ تَّبَيَّنَ الرُّشۡدُ مِنَ الۡغَىِّ (البقرۃ:257) دین کے معاملہ میں کسی قسم کا جبر جائز نہیں۔ کیونکہ ہدایت اور گمراہی کا باہمی فرق خوب ظاہر ہو چکا ہے۔

کیا ہی خوبصورت دلیل دی گئی ہے کہ کسی شخص کو اسلام میں زبردستی داخل کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے جبکہ اسلام کی برتری ظاہروباہر ہے۔

ایک دوسری جگہ مذہبی آزادی کا اعلان ان الفاظ میں کیا کہ وَقُلِ الۡحَـقُّ مِنۡ رَّبِّكُمۡ فَمَنۡ شَآءَ فَلۡيُؤۡمِنۡ وَّمَنۡ شَآءَ فَلۡيَكۡفُرۡ (الکہف:30) تو کہہ دے کہ یہ سچائی تمہارے ربّ کی طرف سے ہی نازل ہوئی ہے۔ پس جو چاہے وہ اس پر ایمان لے آئے اور جو چاہے وہ اس کا انکار کر دے۔ یادرہے کہ اسلام میں ارتداد کی کوئی دنیوی سزا نہیں۔

اہل مذاہب کے درمیان قربت اور یگانگت پیدا کرنے کا ایک اور ذریعہ قرآنِ مجید کی یہ اصولی تعلیم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قوم کی ہدایت کے لئے اپنے نبی بھیجے اور اسلامی تعلیم یہ ہے کہ سب نبیوں کو، ان کی کتب اور پیغامات کو اصولی طور پر منجانب اللہ تسلیم کیا جائے۔فرمایا: وَ اِنۡ مِّنۡ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيۡهَا نَذِيۡرٌ (فاطر:25) اورکوئی امت نہیں مگر ضرور اس میں کوئی ڈرانے والا گزرا ہے۔

اسلامی رواداری کا کمال دیکھئے کہ ہر مسلمان یہ اقرار کرتا ہے کہ لَا نُفَرِّقُ بَيۡنَ اَحَدٍ مِّنۡ رُّسُلِهٖ (البقرۃ:286) ہم خدا تعالیٰ کے رسولوں میں سے ایک دوسرے کے درمیان (ایمان لانے کے لحاظ سے کوئی) فرق نہیں کرتے۔

صرف یہی نہیں بلکہ قرآن مجید یہ بھی تعلیم دیتا ہے کہ عمومی رنگ میں سب ادیان، بانیان مذاہب، مذہبی کتب، دیگر مذاہب کے معابد اور ان کے مذہبی لیڈروں کا واجبی احترام کیا جائے۔ رواداری کی اس خوبصورت تعلیم سے مختلف مذاہب کے ماننے والوں میں باہم احترام اور تعاون کی فضا پیدا ہوتی ہے۔

امن عالم کے قیام کے لئے ایک اور سنہری اصول قرآن مجید نے یہ بیان فرمایا ہے کہ جب کبھی عہدیداران کے انتخاب کا مرحلہ آئے تو ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ پوری دیانت داری سے اُن لوگوں کے حق میں اپنی رائے دے جو وہ ذمہ داری بہترین رنگ میں ادا کر سکتے ہوں۔اور جن کا انتخاب کیا جائے اُن کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ عدل و انصاف سے مفوّضہ ذمہ داری ادا کریں۔قرآن مجید بیان کرتا ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ يَاۡمُرُكُمۡ اَنۡ تُؤَدُّوا الۡاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهۡلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمۡتُمۡ بَيۡنَ النَّاسِ اَنۡ تَحۡكُمُوۡا بِالۡعَدۡلِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمۡ بِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ سَمِيۡعًۢا بَصِيۡرًا (النساء:59) اللہ تمہیں یقیناً اس بات کا حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے مستحقوں کے سپرد کرو اور یہ کہ جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل سے فیصلہ کرو۔اللہ جس بات کی تمہیں نصیحت کرتا ہے وہ یقیناً بہت ہی اچھی ہے۔اللہ یقیناً بہت سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

حق یہ ہے کہ حکومت کی تشکیل میں دیانتداری سے واقعی اہل لوگوں کا انتخاب کرنا اور منتخب ہونے والے راہنماؤں کا ہر موقع پر عدل و انصاف سے کام لینا، یہ دو ایسے محکم اصول ہیں جن کا نتیجہ لازمی طور پر امن وسکون اور فلاحی ریاست کی صورت میں ظاہر ہوگا۔

عصر حاضر میں رابطہ کے ذرائع میں بے پناہ وسعت کی وجہ سے ساری دنیا سمٹ کر رہ گئی ہے۔قرآن کریم نے قوموں کے باہمی تعلقات کی بنیاد کامل عدل اور انصاف پر رکھی ہے۔فرمایا: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا كُوۡنُوۡا قَوّٰمِيۡنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالۡقِسۡطِ وَلَا يَجۡرِمَنَّكُمۡ شَنَاٰنُ قَوۡمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعۡدِلُوۡا ؕ اِعۡدِلُوۡا هُوَ اَقۡرَبُ لِلتَّقۡوٰى وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيۡرٌۢ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ (المائدۃ:9) اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کی خاطر مضبوطی سے نگرانی کرتے ہوئے انصاف کی تائید میں گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو۔تم انصاف کرو یہ تقویٰ کے سب سے زیادہ قریب ہے۔اور اللہ سے ڈرو یقیناً اللہ اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔

یہ محکم اصول عالمی امن میں کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔

قرآن مجید ایک آفاقی کتابِ ہدایت ہے جس میں امکانی صورتوں کے حوالہ سے بھی خوبصورت تعلیمات پائی جاتی ہے۔اگر ایک قوم دوسری قوم کے خلاف لشکرکشی کرے اور باہمی تنازعہ جنگ و جدال میں بدل جائے تو ایسی صورت میں کس طرح امن قائم کیا جا سکتا ہے؟ قرآن مجید راہنمائی فرماتا ہے: وَاِنۡ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اقۡتَتَلُوۡا فَاَصۡلِحُوۡا بَيۡنَهُمَا ۚ فَاِنۡۢ بَغَتۡ اِحۡدٰٮهُمَا عَلَى الۡاُخۡرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِىۡ تَبۡغِىۡ حَتّٰى تَفِىۡٓءَ اِلٰٓى اَمۡرِ اللّٰهِ ۚ فَاِنۡ فَآءَتۡ فَاَصۡلِحُوۡا بَيۡنَهُمَا بِالۡعَدۡلِ وَاَقۡسِطُوۡا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُقۡسِطِيۡنَ (الحجرات:10) اگر مومنوں میں سے دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان دونوں کے درمیان صلح کراو۔ پھر اگر صلح ہو جانے کے بعد ان میں سے کوئی ایک دوسرے پر چڑھائی کرے تو جو زیادتی کر رہی ہے سب مل کر اس کے خلاف جنگ کرو یہاں تک کہ وہ اللہ کے فیصلہ کی طرف لوٹ آئے۔ پس اگر وہ لوٹ آئے تو اُن دونوں کے درمیان عدل سے صلح کرواؤ اور انصاف کو مدِّ نظر رکھو۔ یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

یادرہے کہ اگرچہ یہ ہدایت مومنوں کے حوالہ سے دی گئی ہے مگر اس میں ایک ایسا اصول بیان کیا گیا ہے جو کُل اقوامِ عالم کے لئے مشعل راہ ہے۔ حالاتِ حاضرہ کے تناظر میں یہ ہدایت بہت ہی اہم ہے۔ ایک طاقتور ملک تیل اور معدنی ذخائر والے کسی ملک پر بلا جواز حملہ کرتا ہے تو کئی دوسرے ممالک اپنے مفاد کی خاطر اُس کے اِس ظلم میں شامل ہو جاتے ہیں اور باقی سب تماشائی بنے اس بربریت کو دیکھتے چلے جاتے ہیں۔ایسے ہی مواقع کے لئے یہ قرآنی اصول امن وسلامتی کا ضامن ہوسکتا ہے اگر کوئی اس پر عمل کرنے والا ہو۔

امن کے حوالہ سے قرآنی تعلیمات کا ذکر ہوتو اکثر یہ سوال اٹھایا جاتا ہے کہ اسلام کو کس طرح امن کا مذہب یقین کیا جائے جبکہ تاریخِ اسلام میں جنگ وجدال کا بھی ذکر ملتا ہے۔اس کا جواب حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی زبانی سنیے۔فرمایا:

’’اگر ہم قرآن کریم کا مطالعہ کریں اور بانی اسلام رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوہ کو دیکھیں تو واضح ہو جاتا ہے کہ ابتدائی مسلمانوں نے کبھی بھی کسی جنگ یا لڑائی کا آغاز نہیں کیا۔ اگر کبھی مسلمانوں کو جنگ لڑنا پڑی تو یہ جنگ صرف اور صرف دفاعی ہوتی اور ان جنگوں کا مقصد ظالموں کو ظلم سے روکنا ہوتا، نہ کہ دوسروں پر اپنی فوقیت ظاہر کرنا یا ناانصافیاں کرتے پھرنا۔ تاریخ گواہ ہے کہ مسلمانوں نے کبھی بھی دوسری قوموں اور ملکوں پر قبضہ کرنے اور انہیں محکوم بنانے کی کوشش نہیں کی‘‘۔(الفضل انٹرنیشنل 5 دسمبر 2014ء)

مسلمانوں کو جب پہلی مرتبہ خدائی حکم کے تابع دفاع میں تلوار اٹھانے کی اجازت دی گئی۔ اس کا ذکر اس آیت کریمہ میں آتا ہے۔فرمایا: اُذِنَ لِلَّذِيۡنَ يُقٰتَلُوۡنَ بِاَنَّهُمۡ ظُلِمُوۡا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ عَلٰى نَصۡرِهِمۡ لَـقَدِيۡرُ ۔ الَّذِيۡنَ اُخۡرِجُوۡا مِنۡ دِيَارِهِمۡ بِغَيۡرِ حَقٍّ اِلَّاۤ اَنۡ يَّقُوۡلُوۡا رَبُّنَا اللّٰهُ ؕ وَلَوۡلَا دَفۡعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعۡضَهُمۡ بِبَعۡضٍ لَّهُدِّمَتۡ صَوَامِعُ وَبِيَعٌ وَّصَلَوٰتٌ وَّمَسٰجِدُ يُذۡكَرُ فِيۡهَا اسۡمُ اللّٰهِ كَثِيۡرًا ؕ وَلَيَنۡصُرَنَّ اللّٰهُ مَنۡ يَّنۡصُرُهٗ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِىٌّ عَزِيۡزٌ ۔ (الحج:41-40) اُن لوگوں کو جن کے خلاف قتال کیا جارہا ہے (جواباً قتال کی) اجازت دی جاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم کئے گئے۔ اور یقیناً اللہ اُن کی مدد پر پوری قدرت رکھتا ہے۔یعنی وہ لوگ جنہیں ان کے گھروں سے ناحق نکالا گیا محض اس بنا پر کہ وہ کہتے تھے کہ اللہ ہمارا ربّ ہے۔اور اگر اللہ کی طرف سے لوگوں کا دفاع اُن میں سے بعض کو بعض دوسروں سے بھڑا کر نہ کیا جاتا تو راہب خانے منہدم کر دیئے جاتے اور گرجے بھی اور یہود کے معابد بھی اور مساجد بھی جن میں بکثرت اللہ کا نام لیا جاتا ہے۔اور یقیناً اللہ ضرور اُس کی مدد کرے گا جو اس کی مدد کرتا ہے۔یقیناً اللہ بہت طاقتور (اور) کامل غلبہ والا ہے۔

اس جگہ یہ بات خاص طور پر قابل توجہ ہے کہ اگر دفاع کی اجازت نہ دی جاتی تو نہ یہودیوں کی عبادتگاہ محفوظ رہتی، نہ کلیسا، نہ مندر، نہ مسجد۔ بلکہ کوئی بھی عبادتگاہ محفوظ نہ رہتی...... مسلمانوں کو جوابی لڑائی کرنے کی اجازت صرف اسلام کی حفاظت کے لئے نہیں بلکہ ہر مذہب کی حفاظت کے لئے دی گئی ہے۔

قرآنی تعلیمات کا ایک اور امتیازی پہلو یہ ہے کہ دفاعی جنگ کی اجازت کے ضمن میں بھی مسلمانوں کو ایسی شاندار اور پُر امن تعلیمات دی گئی ہیں جن کا ذکر کسی اور مذہب کی تعلیم میں نہیں ملتا۔ قرآن مجید فرماتا ہے: وَقَاتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ (البقرۃ:191) اور اللہ کی راہ میں صرف ان سے قتال کرو جو تم سے قتال کرتے ہیں اور زیادتی نہ کرو۔ یقیناً اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

پھر ایک دوسری آیت قرآنی میں ذکر ہے: وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِہٖ وَلَئِنْ صَبَرْتُمْ لَھُوَ خَیْرٌ لِّلصّٰبِرِیْنَ (النحل:127) اور اگر تم (لوگ زیادتی کرنے والوں کو) سزا دو تو صرف اتنی ہی سزا دو جتنی تم پر زیادتی کی گئی ہو اور اگر تم صبر کرو تو یقیناً صبر کرنے والوں کے لئے یہ بہتر ہوگا۔

پھر عدل و انصاف سے معاملہ کرنے کی کیسی اعلیٰ تعلیم دی ہے۔ فرمایا: وَ قٰتِلُوْھُمْ حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَۃٌ وَّ یَکُوْنَ الدِّیْنُ لِلّٰہِ فَاِنِ انْتَھَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَی الظّٰلِمِیْنَ (البقرۃ:194) اور ان سے قتال کرتے رہو یہاں تک کہ فتنہ باقی نہ رہے اور دین کا (اختیار کرنا) اللہ کی خاطر ہو جائے۔ پھر اگر وہ باز آ جائیں تو (زیادتی کرنے والے) ظالموں کے سوا کسی پر زیادتی نہیں کرنی۔

اور پھر قرآنی تعلیم کی کمال خوبی یہ ہے کہ اَلصُّلْحُ خَیْرٌ کے مطابق کسی بھی مرحلہ پر صلح صفائی اور امن کی صورت پیدا ہو سکتی ہو تو ہدایت یہ ہے کہ وَ اِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَھَا وَ تَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ (الانفال:62) اور اگر وہ حملہ آور (کافر) صلح کی طرف مائل ہوں تو (اے رسول!) تُو بھی صلح کی طرف مائل ہو جا اور اللہ پر توکل کر۔ اللہ یقیناً بہت دعائیں سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

یہ ایک بہت مختصر اجمالی خاکہ ہے ان خوبصورت تعلیمات کا جو امنِ عالم کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمائی ہیں۔ مسلمان بھی ان کے مخاطَب ہیں اور ساری دنیا کے لوگ بھی۔ امن عالم کی سچی خواہش اور تمنا رکھنے والا ہر شخص ان تعلیمات کا مخاطَب ہے۔ دورِ حاضر کی نزاکت تقاضا کرتی ہے کہ ان قرآنی تعلیمات کو دلوں میں بٹھا کر عمل کے سانچے میں ڈھالا جائے تا کہ ساری دنیا امن اور سلامتی کی آغوش میں آ جائے۔

میں اپنی تقریر کا اختتام وقت کے امام اور عالمگیر امن کے علمبردار اور منادی حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بابرکت الفاظ سے کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں:

”آج دنیا کی اہم ترین اور فوری ضرورت یہی ہے کہ امن کا قیام کیا جائے اور خدا کو مانا جائے...... وقت کا اہم تقاضا ہے کہ تمام قومیں اس طرف توجہ کریں ورنہ دنیا ناقابل تصور نقصان کے دہانہ پر کھڑی ہے...... پس اپنے آپ کو بچانے اور بنی نوع انسان کی حفاظت کی خاطر ہمیں خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہے اور زندہ خدا کے ساتھ تعلق جوڑنے کی ضرورت ہے۔“

(بحوالہ الفضل انٹرنیشنل 11 اپریل 2014ء)

پھر آپ فرماتے ہیں:

”سب سے بڑھ کر اس امر کی ضرورت ہے کہ دنیا اس بات کا احساس کرے کہ وہ اپنے خالق کو بھلا چکی ہے اور یہ کہ اسے واپس اپنے خالق کی طرف آنا ہوگا اور یہی وہ واحد راہ ہے جس سے حقیقی امن قائم ہو سکتا ہے اور اس کے بغیر امن کی کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔“

(الفضل انٹرنیشنل 5 دسمبر 2014ء)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

بقیہ: دعائے قنوت ......از صفحہ نمبر 11

❁ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

”حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں جب تک مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم زندہ رہے وہ ہر فرض نماز میں قنوت پڑھتے تھے اور صبح اور مغرب اور عشاء میں جہر کے ساتھ قنوت ہوتا تھا۔ قنوت میں پہلے قرآنی دعائیں پھر بعض حدیث کی دعائیں معمول ہوا کرتی تھیں، آخر میں درود پڑھ کر سجدہ میں چلے جاتے تھے۔ جو دعائیں اکثر پڑھی جاتیں تھیں اُن کو بیان کر دیتا ہوں:

☆......رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ (البقرۃ:202)

☆......رَبَّنَا وَ اٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ ...... الخ (آل عمران: 195)

☆......رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ۔ (الاعراف:24)

☆......رَبَّنَا ھَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعْیُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا۔ (الفرقان: 75)

☆......رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَأْنَا ...... الخ (البقرۃ: 287)

☆......رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَھَنَّمَ، اِنَّ عَذَابَھَا کَانَ غَرَامًا۔ (الفرقان: 66)

☆......رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَ اَنْتَ خَیْرُ الْفَاتِحِیْنَ۔ (الاعراف :90)

☆......رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَۃً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ۔ (یونس:86)

☆......رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا ...... الخ (آل عمران :9)

☆......رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّکُمْ فَاٰمَنَّا ...... الخ (آل عمران: 194)

اَللّٰھُمَّ اَیِّدِ الْاِسْلَامَ وَ الْمُسْلِمِیْنَ بِالْاِمَامِ الْحَکَمِ الْعَادِلِ۔ اَللّٰھُمَّ انْصُرْ مَنْ نَصَرَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ وَ اخْذُلْ مَنْ خَذَلَ دِیْنَ مُحَمَّدٍ وَ لَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ۔

(سیرت المہدی جلد اول حصہ سوم مؤلفہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ عنہ روایت نمبر 939 صفحہ 804,805)

❁ موجودہ دور میں ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی احباب جماعت کو حالات کے پیش نظر بعض خصوصی دعائیں مانگنے کی تحریک فرمائی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اپنے ایک مکتوب بنام حضرت میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ عنہ محررہ 21 جنوری 1892ء میں تحریر فرماتے ہیں:

”اور نماز اپنی اُسی پہلی حالت پر ہی چاہیے کہ نماز میں خدا تعالیٰ سے ہدایت چاہیں اور اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کا تکرار کریں خواہ گنجائش وقت کے ساتھ وہ تکرار سو مرتبہ تک پہنچ جائے۔ سجدہ میں اکثر یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ الخ بتمام تر عجز کہا کریں۔ مگر نماز کی قنوت میں عربی عبارتیں ضروری نہیں، **قنوت ان دعاؤں کو کہتے ہیں جو مختلف وقتوں میں مختلف صورتوں میں پیش آتی ہیں سو بہتر ہے کہ ایسی دعائیں اپنی زبان میں کی جائیں**، قرآن کریم اور ادعیہ ماثورہ اُسی طرح پڑھنی چاہئیں جیسا کہ پڑھی جاتی ہیں مگر جدید مشکلات کی قنوت اگر اپنی زبان میں پڑھیں تو بہتر ہے تا اپنی مادری زبان نماز کی برکت سے بے نصیب نہ رہے۔ قنوت کی دعاؤں کا التزام حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے۔ بعض پانچ وقت کے قائل ہیں اور بعض صبح سے مخصوص رکھتے ہیں اور بعض ہمیشہ کے لئے اور بعض کبھی کبھی ترک بھی کر دیتے ہیں۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ قنوت مصائب اور حاجات جدیدہ کے وقت یا ناگہانی حوادث کے وقت ہوتا ہے۔ چونکہ مسلمانوں کے لئے یہ دن مصائب اور نوازل کے ہیں اس لئے کم سے کم صبح کی نماز میں قنوت ضروری ہے۔ قنوت کی بعض دعائیں ماثور بھی ہیں مگر مشکلات جدیدہ کے وقت اپنی عبارت میں استعمال کرنے پڑے گی۔ غرض نماز کو مغز دار بنانا چاہیے جو دعاء اور تسبیح تہلیل سے بھری ہوئی ہو۔“ (الحکم 24 اگست 1903ء صفحہ 16)

بقیہ: مختصر عالمی جماعتی خبریں ......از صفحہ نمبر 20

03 جون 2015ء کو ہمارا قافلہ اس جگہ پر پہنچا۔ امیر صاحب نے مختصر تقریر کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں مولانا فضل الٰہی بشیر صاحب کا مختصر ذکر کرنے کے بعد احباب جماعت کا اپنی مدد آپ کے تحت مسجد بنانے کو سراہا۔ تقریر کے بعد امیر صاحب نے مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا۔

☆......اسی روز شام 5 بجے ہمارا قافلہ Tandahimba پہنچا۔ اس جماعت کی بنیاد 2005ء میں مقامی معلم مکرم نینجے چانڈے صاحب (Nyenje chande) کی کوششوں سے پڑی۔ احباب جماعت جس جگہ پر نمازیں پڑھتے ہیں امیر صاحب نے ٹنڈاہیمبا میں مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا اور دعا کروائی اور مسجدوں کو آباد کرنے کے متعلق مختصر تقریر کی۔

6 مساجد کے افتتاح

امیر صاحب کے اسی دورہ میں درج ذیل 6 علاقوں میں مساجد کا افتتاح باقاعدہ افتتاحی تقریب سے ہوا۔ Nanhyanga، Mndumbwe، Nahukahuka، Nyangao، Farm، Mpombe۔ امیر صاحب نے ان مواقع پر افراد جماعت اور غیر از جماعت حاضرین کو جماعت احمدیہ کا تعارف کروایا اور جماعت احمدیہ کے نزدیک مساجد کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ نیز افراد جماعت کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔

اللہ تعالیٰ جماعتِ احمدیہ کو خلافت کے زیر سایہ ہر جگہ کامیاب و کامران کرتا رہے۔ اللہم آمین

بقیہ: رپورٹ جلسہ گاہ مستورات جلسہ سالانہ برطانیہ 2015ء ......از صفحہ نمبر 15

سے تعلیمی میدان میں اعزاز پانے والی طالبات کے اسماء کا اعلان کیا۔ حضور انور ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت طالبات کو اپنے دستِ مبارک سے اسناد عطا فرمائیں اور حضرت سیدہ امۃ السبوح بیگم صاحبہ حرم حضرت امیر المومنین ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان طالبات کو میڈلز سے سرفراز فرمایا۔

تعلیمی انعامات کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لجنہ سے بصیرت افروز خطاب فرمایا جس میں لجنہ اماء اللہ کو اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ (اس خطاب کا خلاصہ جلسہ سالانہ کی رپورٹنگ میں شائع کیا جا چکا ہے۔ جبکہ خطاب کا مکمل متن الگ سے الفضل انٹرنیشنل میں شائع کیا جائے گا۔ انشاء اللہ)۔

خطاب کے اختتام پر حضور اقدس نے دعا کروائی۔

اس کے بعد ناصرات اور لجنہ نے فارسی، عربی، اردو فرانسیسی Spanish، افریقی اور پنجابی زبانوں میں ترانے پیش کئے۔ حضور اقدس نے انتہائی شفقت فرمائی اور بعد میں آپ بچوں والی تینوں مارکیوں اور کریش کی مارکی میں بھی تشریف لے گئے۔ حضور اقدس نے سب کو سلام کیا، بچوں اور ان کی ماؤں کے چہرے حضور اقدس کو اتنے قریب سے دیکھ کر خوشی سے چمک رہے تھے۔ بچوں نے حضور کی خدمت میں پھولوں کا گلدستہ بھی پیش کیا۔

امسال جلسہ سالانہ پر مستورات کی کل حاضری 16378 تھی۔ الحمد للہ۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد کو پورا کرنے اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات پر کماحقہٗ عمل پیرا ہوتے ہوئے حقیقی طور پر احمدی مسلمان بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابیں جو شخص پڑھے گا اس پر فرشتے نازل ہوں گے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کی اہمیت کے متعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”جو کتابیں ایک ایسے شخص نے لکھی ہوں جس پر فرشتے نازل ہوتے تھے ان کے پڑھنے سے بھی ملائکہ نازل ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت صاحبؑ کی کتابیں جو شخص پڑھے گا اس پر فرشتے نازل ہوں گے۔ یہ ایک خاص نکتہ ہے کہ کیوں حضرت صاحبؑ کی کتابیں پڑھتے ہوئے نکات اور معارف کھلتے ہیں۔ اور جب پڑھو جب ہی خاص نکات اور برکات کا نزول ہوتا ہے۔ براہین احمدیہ خاص فیضان الٰہی کے ماتحت لکھی گئی ہے۔ اس کے متعلق مَیں نے دیکھا ہے کہ جب کبھی مَیں اس کو لے کر پڑھنے کے لئے بیٹھا ہوں۔ دس صفحے بھی نہیں پڑھ سکا۔ کیونکہ اس قدر نئی نئی باتیں اور معرفت کے نکتے کھلنے شروع ہو جاتے ہیں کہ دماغ انہیں میں مشغول ہو جاتا ہے۔ تو حضرت صاحب کی کتابیں بھی خاص فیضان رکھتی ہیں۔ ان کا پڑھنا بھی ملائکہ سے فیضان حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ اور ان کے ذریعہ نئے نئے علوم کھلتے ہیں۔ دوسری اگر کوئی کتاب پڑھو تو اتنا ہی مضمون سمجھ میں آئے گا جتنا الفاظ میں بیان کیا گیا ہوگا مگر حضرت صاحب کی کتابیں پڑھنے سے بہت زیادہ مضمون کُھلتا ہے۔ بشرطیکہ خاص شرائط کے ماتحت پڑھی جائیں۔ (ملائکۃ اللہ۔ انوار العلوم جلد 5 صفحہ 560)

رپورٹ جلسہ گاہ مستورات

جلسہ سالانہ برطانیہ 2015ء

رپورٹ مرتبہ: منصورہ بخش ناظمہ اشاعت۔ جلسہ سالانہ (مستورات)

الحمد للہ، اللہ کے خاص فضلوں کو سمیٹتے ہوئے انچاسواں جلسہ سالانہ برطانیہ مؤرخہ 21 تا 23 اگست 2015ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار برطانیہ کی کاؤنٹی Hampshire کے قصبہ آلٹن (Alton) میں منعقد ہوا۔ برطانیہ میں رہنے والے اور باہر سے آنے والے مہمان اس بات کو محسوس کرتے ہیں کہ حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی برطانیہ میں رہائش کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے اس جلسہ کو ایک مرکزی حیثیت حاصل ہے۔

جلسہ سالانہ کے تینوں دن شاملینِ جلسہ کو امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہٗ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ العزیز کے روح پرور خطابات اور نصائح سے مستفید ہونے کا موقعہ ملا نیز انہوں نے مختلف مقررین کی ایمان افروز تقاریر سے بھی استفادہ کیا۔

اس جلسہ پر ایک سرسبز زرعی زمین کو چند ہفتوں کے اندر ایک چھوٹی بستی کی شکل دے دی جاتی ہے۔ سفید مارکیاں اور ٹینٹ لوگوں کو قادیان اور ربوہ میں ہونے والے جلسوں کی یاد دلاتے ہیں۔ انتظامی لحاظ سے ہر ہر قدم پر حضور اقدس کی نگرانی اور رہنمائی اور دعائیں ہی اللہ کے فضلوں کو کھینچ لاتی ہیں جن کو جلسہ پر شامل ہونے والے اور MTA کے ذریعہ شامل ہونے والے سب محسوس کرتے ہیں۔

امسال خواتین کو ملنے والا حصہ پچھلے سال سے زیادہ وسیع تھا۔ ہر سال جلسہ پر شامل ہونے والوں کی تعداد میں اضافہ کی وجہ سے جلسہ کی انتظامیہ نے مستورات کو پچھلے سال کی نسبت زیادہ جگہ دی۔ بازار کی جگہ بھی تبدیل کی گئی جس کی وجہ سے پورے علاقہ میں کافی کشادگی آ گئی۔ رجسٹریشن ڈیپارٹمنٹ میں مہمانوں کے آرام کا اور بیٹھنے کا خاص انتظام کیا گیا تھا، تاکہ جب مہمان اپنے کارڈز بنوانے کا انتظار کر رہے ہوں تو ان کو کھڑا نہ ہونا پڑے۔

جیسے ہی مہمان سکیورٹی سے گزر کر اندر آتے، خدمت خلق اور بگھیاں چلانے والی ٹیمیں ان کا استقبال کرتیں۔ بزرگ اور بیمار خواتین کو بگھیوں میں بٹھا کر جلسہ گاہ یا ان کی ضرورت کی جگہ لے جایا جاتا تھا۔ مہمانوں کے آرام کے لئے کرسی ٹکٹ ایشو اور انفارمیشن کی مارکیاں بھی شروع میں ہی تھیں۔

جلسہ گاہ کی بڑی اور بنیادی مارکی امسال دس فیصد بڑی تھی۔ اسی طرح بڑی مارکی کے کرسیوں والے حصہ میں اضافی ٹیلیویژن بھی لگائے گئے تھے جس کو مہمانوں نے بہت سراہا۔ اس کے علاوہ تین مارکیاں ان خواتین کے لئے بھی تھیں جن کے بچے چھوٹے ہوتے ہیں۔ ان میں کام کرنے والی ٹیم ڈسپلن کے ساتھ ساتھ ان ماؤں کی مدد اور مہمان نوازی کا بھی کام کرتی ہیں۔ پُش چیئرز اور نیپی بدلنے کی مارکیاں علیحدہ ہوتی ہیں۔

سپیشل نیڈز کے بچوں کے لئے ریسپائٹ مارکی کے نام سے ایک خاص انتظام بھی کیا جاتا ہے جہاں وہ اطمینان سے جلسہ سن سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے اور ان کی ماؤں کے لئے وقفہ میں آرام کا بھی انتظام ہوتا ہے۔

بچوں کے لئے کریش کی سہولت بھی میسر کی گئی۔

تبلیغی اور صنعتی نمائش کے لئے بھی ٹینٹ لگائے گئے۔ تبلیغی ٹینٹ میں ڈیوٹی دینے والی خواتین جہاں غیر از جماعت مہمانوں کا استقبال کرتیں وہاں ان کے مختلف سوالات کے جوابات بھی دیتی تھیں۔ الحمد للہ۔

ایک ٹینٹ رشتہ ناطہ کے لئے تھا جہاں رشتہ ناطہ فورم کے تحت خواتین کو ہر قسم کی انفارمیشن مہیا کی جاتی اور رشتہ ناطہ کی اہمیت کا احساس دلایا گیا۔ بہت سی خواتین نے اس فورم کو سراہا اور مفید قرار دیا۔

اسی طرح ہومیوپیتھی کلینک اور فرسٹ ایڈ کے ٹینٹ میں ڈیوٹی پر موجود ڈاکٹروں نے بھی بخوبی اپنی ذمہ داری نبھائی۔

پریس اور میڈیا کے ایک نئے ڈیپارٹمنٹ کا اضافہ کیا گیا۔ مختلف اخباری اور ٹی وی نمائندوں کے لئے انٹرویو کروانے کے ساتھ ساتھ ٹویٹر کے ذریعہ سے جلسہ کی خبریں دنیا تک پہنچائی جاتی رہیں۔

الحمد للہ جیسا کہ حضور اقدس نے ارشاد فرمایا تھا کہ مہمان بک سٹال پر مہیا کردہ نئی کتب سے فائدہ اٹھائیں، ریویو آف ریلیجنز اور مخزن تصاویر کی نمائشوں سے بھی استفادہ کریں، تو لجنہ بھی ان سہولتوں سے مستفید ہوئیں۔ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے شعبہ اشاعت لجنہ اماء اللہ برطانیہ کو امسال ایک بار پھر ایک بڑے پیمانے پر مختلف موضوعات اور مختلف زبانوں میں کتب، تراجمِ قرآنِ مجید اور اس کی تفاسیر، کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام، خلفاءِ احمدیت کی تصانیف اور ان کے خطابات اور مختلف انواع کے مضامین پر مشتمل کتب مہمانوں کو مہیا کرنے کی توفیق ملی۔ اس مقصد کے لئے ایک Bookstall کا اہتمام کیا گیا تھا جس میں مختلف کتب کی دستیابی کو حاضرین جلسہ نے بہت سراہا اور خاص طور پر بچوں کے لئے مختلف موضوعات پر لٹریچر کی دستیابی کے لئے اظہارِ تشکر کیا اور اسے خوشکن قرار دیا۔ الحمد للہ امسال، شعبہ اشاعت لجنہ اماء اللہ برطانیہ کو بچوں اور نوجوان نسل کے لئے "Golden Treasures" کتابوں کی سیریز کے تحت انگریزی زبان میں دو نئی کتب، بعنوان 'حضرت سلمان فارسیؓ' اور 'حضرت بُوزینبؓ' کی اشاعت کی توفیق ملی۔

وقفہ میں لجنہ کی ایک بڑی تعداد بک سٹال پر آکر مختلف موضوعات پر کتب خریدتی رہیں اور جلسہ کے تینوں دن بک سٹال کی انتظامیہ نے بڑے احسن طریقے سے اپنے فرائض سرانجام دیئے۔

ریویو آف ریلیجنز اور مخزن تصاویر کی نمائشوں سے بھی استفادہ کرنے کے لئے، وقفہ میں لجنہ کے لئے باقاعدہ انتظام کیا گیا تھا کہ وہ آرام سے ان نمائش کو دیکھ سکیں اور ان سے فائدہ اٹھا سکیں۔

جلسہ کی ڈیوٹی کے لئے 3500 کارکنات تھیں۔ جو مختلف شعبہ جات میں ڈیوٹی سرانجام دے رہی تھیں۔ ہر سال تمام شعبہ جات کے تحت جلسہ کے انتظامات میں بہتری لانے کی پوری کوشش کی جاتی ہے اور ہر کام وقت پر ہوتا دیکھ کر مہمانوں نے ڈیوٹی دینے والی خواتین کی تعریف کی۔ الحمد للہ۔

بروز ہفتہ 22 اگست 2015ء جلسہ کی روایت کے مطابق، خواتین کیلئے ایک الگ خصوصی اجلاس، حضرت سیّدہ امتہ السبوح بیگم صاحبہ مدظلہا العالی حرم حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیر صدارت منعقد ہوا۔

اس اجلاس کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا۔ اس کے بعد نظم پڑھی گئی۔ اس اجلاس میں تین تقاریر ہوئیں ان میں سے ایک اردو اور دو انگریزی میں تھیں۔ پہلی تقریر مکرمہ ماریہ بٹروتھ صاحبہ نے انگریزی زبان میں کی۔ ان کی تقریر کا عنوان تھا 'صحیح راستہ کا انتخاب'۔ انہوں نے قرآن کریم کی سورۃ العلق کی آیات 1 تا 9 کا ترجمہ پیش کرنے کے بعد اپنے احمدیت میں شامل ہونے کا ایمان افروز واقعہ بیان کیا۔

مکرمہ ماریہ صاحبہ نے اپنی ایک خواب کا ذکر کرتے ہوئے بتایا کہ ان کو خواب میں بار بار ایک ہی آواز آتی رہی۔ اور وہ یہ کہ "کاغذ اور قلم لو۔ تمہیں ایک ضروری پیغام ملنے لگا ہے جو کہ تم نے لکھنا ہے اور تم اس کا کوئی بھی حصہ چھوڑ نہیں سکتی"۔ مکرمہ ماریہ صاحبہ کو احمدیت کا تعارف 2012ء میں ایک Spanish احمدی فیملی کے ذریعہ ہوا۔ احمدیت کے تعارف کے بعد ماریہ صاحبہ کے دل میں پھر سے سوال اٹھنے لگے۔ جتنا وہ اسلام کے متعلق تحقیق کرتی گئیں اتنا ہی ان کے دل کو اسلام کے بارے میں تسلّی ہوتی گئی۔ اسی دوران اللہ تعالیٰ سے نشانات کی بھی دعا کی تو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے واضح نشان ظاہر ہوئے۔ جس کی وجہ سے مکرمہ ماریہ صاحبہ کو اسلام احمدیت پر پختہ یقین ہو گیا۔

دوسری تقریر مکرمہ ڈاکٹر فریحہ خان صاحبہ نے اردو زبان میں کی۔ جس کا عنوان تھا "مغربی معاشرہ میں اسلامی اقدار کی حفاظت میں ایک احمدی عورت کیا کردار ادا کر سکتی ہے"۔ انہوں نے اپنی تقریر کا آغاز قرآن کریم کی سورۃ الاحزاب آیت 36 سے کیا جس میں اللہ تعالیٰ نے مومن مرد اور مومن عورت کو زندگی گزارنے کا ضابطۂ حیات دے دیا ہے۔ وہ بنیادی اقدار جو ایک مومن میں ہونی چاہئیں ان کو بیان کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ قرآن کریم کے 700 کے قریب احکامات ہمیں زندگی کا لائحہ عمل دیتے ہیں۔ جن کو اپنا کر، یا اپنانے کی کوشش کر کے ہی ہم اپنے احمدی ہونے کا حق ادا کر سکتے ہیں۔

انہوں نے اپنی تقریر میں مغربی معاشرہ میں پھیلتی ہوئی دہریت کی بات کی کہ ایک احمدی عورت اس کے خلاف کیسے جہاد کر سکتی ہے، مگر اس تبلیغ کے میدان میں کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ احمدی خواتین کے اپنے تعلق باللہ کے معیار بھی بلند ہوں اور وہ اپنی اوّلین ذمہ داری کو سمجھنے والی ہوں جو کہ ان کی اولاد کی تربیت ہے۔ اولاد کی تربیت کے لئے پہلے تو اس مقصد کے لئے دعا ضروری ہے اور پھر اپنی اولاد پر گہری تربیت کی نظر رکھنا بھی ضروری ہے۔ انٹرنیٹ اور فون کے ذریعہ ہماری اولاد اس معاشرہ کے اثر میں آسکتی ہے، اس لئے اُن سے دوستی بھی ضروری ہے تاکہ وہ کھل کر بات کر سکیں اور ان کی نگرانی بھی ضروری ہے۔ اس کے علاوہ مغربی معاشرہ میں پردہ کی کیا اہمیت ہے اور یہ ایک نہایت اہم اسلامی قدر ہے جس کی حفاظت کی احمدی عورت کو بہت ضرورت ہے خاص طور پر آج کل جہاں سوشل میڈیا بھی ہے اور یہ بے پردگی کے رستے کھول سکتا ہے۔ انہوں نے اپنی تقریر میں ان موضوعات پر حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ کے مختلف خطابات میں سے اقتباسات پڑھ کر سنائے۔

اجلاس کی اختتامی تقریر مکرمہ نیشنل صدر صاحبہ برطانیہ محترمہ ناصرہ رحمان صاحبہ نے کی۔ جس کا عنوان تھا: "وقار اور نیکی صرف حیا اور انکساری سے حاصل کی جا سکتی ہے"۔ نیشنل صدر صاحبہ لجنہ نے اپنی تقریر کے آغاز میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری رہنمائی کے لئے بھیجا۔ صدر صاحبہ نے فرمایا کہ آجکل کے مغربی معاشرے میں حیا سے زندگی گزارنا ایک چیلنج ہے۔ اس معاشرے میں جس میں ٹیکنالوجی، فیشن اور سیاسی رائے ایک لمحے میں کسی کی مرضی یا مفاد کے مطابق بدل جاتے ہیں۔ اس میں ایک ایسے تیز معاشرے کا حصہ بننے کا دباؤ بہت زیادہ ہے۔ پھر قرآن کریم کی سورۃ الشّمس کی آیات 8 تا 11 کا ذکر کرتے ہوئے آگے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے صحیح اور غلط کی پہچان کرنے کا مادہ انسان کی روح میں رکھ دیا ہے۔ انسان کے حیا اور شرم کا اظہار دو طریقوں سے ہوتا ہے۔ ایک فطرتی عمل سے ظاہر ہوتا ہے اور دوسرا خدا تعالیٰ کے خوف سے جو کہ مذہبی تعلیم سکھاتی ہے۔

انسان ہمیشہ اپنے اردگرد کے معاشرے کا حصہ بننے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔ جبکہ ساتھ میں اپنے مذہب کو بھی رکھنا چاہتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ صرف یہ کہہ دینا کہ ہم احمدی مسلمان ہیں کافی نہیں، ہمیں یہ سوچ نہیں رکھنی چاہئے کہ ہم صرف ایسا کہہ دینے سے تمام غلط فیصلوں سے اور اشتعال سے محفوظ ہیں۔ شیطان تو اسی آس میں رہتا ہے کہ کب کسی کو غلط راستہ پر لے جائے۔ لیکن اگر ہم اپنے آپ کو مکمل طور پر آگاہ رکھیں گے اور چوکنا رہیں گے اور اپنے مقصد پیدائش کو سامنے رکھیں گے تو ہم اپنی زندگی کو تقویٰ کی راہوں پر چلا سکیں گے۔ آپ نے مزید کہا کہ جب انسان اللہ تعالیٰ کے کسی بھی حکم کی نافرمانی کرتا ہے۔ تو آہستہ آہستہ وہ حیا کا احساس کھو بیٹھتا ہے اور اپنے مقصد پیدائش کو بھی بھلا دیتا ہے۔ ایک احمدی مسلمان ہونے کے ناطے یہ ضروری ہے کہ ہم اپنے اردگرد کی بداخلاقی کی دلدل میں نہ گریں۔ اور کبھی بھی اپنی اقدار سے پیچھے نہ ہٹیں۔ اپنے بچوں کو صحیح انکساری اور حیا کی اہمیت سکھانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان کو بتایا جائے کہ ہم کون ہیں۔ اور ہمارا مقصد کیا ہے۔ مقررہ موصوفہ نے اپنی تقریر کے آخر میں یہ دعا کی کہ اللہ تعالیٰ نام نہاد آزادی سے ہمیں ہمیشہ بچائے رکھے اور اس کے غلط اثر سے ہمیں محفوظ رکھے اور اللہ کرے کہ مومن خواتین جماعت میں پیدا ہوں اور ان کو دیکھ کر آس پاس کے لوگ بھی اس سلسلہ کا حصہ بننا چاہیں۔ آمین۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی جلسہ گاہ مستورات میں آمد اور بصیرت افروز خطاب

حضرت امیر المومنین ایدہٗ اللہ تعالیٰ بنصرہٖ العزیز دوپہر 12:05 منٹ پر جلسہ گاہ مستورات میں تشریف لائے تو جلسہ گاہ نعروں کی آوازوں سے گونج اٹھی۔ اجلاس کا آغاز تلاوتِ قرآن کریم سے ہوا۔ محترمہ قرۃ العین طاہر صاحبہ نے سورۃ الحشر کی آیات 19 تا 25 کی تلاوت کی اور ان کا اردو ترجمہ پیش کیا۔ مکرمہ رمشہ حسن صاحبہ نے حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ کے پاکیزہ منظوم کلام:

مولیٰ میرے قدیر میرے کبریا میرے
پیارے میرے حبیب میرے دلربا میرے
بارِ گناہ بلا ہے میرے سر سے ٹال دو
جس راہ سے تم ملو مجھے اس راہ پہ ڈال دو

کے چند اشعار پیش کیے۔ تلاوتِ قرآن کریم اور نظم کے بعد سیکرٹری صاحبہ تعلیم لجنہ اماء اللہ برطانیہ نے حضور کی اجازت

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں

احمدیوں پر ہونے والے دردناک مظالم کی الم انگیز داستان

{2015ء میں سامنے آنے والے چند تکلیف دہ واقعات سے انتخاب}

(عبدالرحمان)

(قسط نمبر174)

قارئین الفضل کی خدمت میں ماہ جولائی اور اگست 2015ء کے دوران پاکستان میں احمدیوں کی مخالفت کے واقعات کا خلاصہ پیش ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو محض اپنے فضل سے اپنے حفظ وامان میں رکھے، اسیران کی رہائی کے سامان فرمائے اور شریروں کی پکڑ کا سامان فرمائے۔ آمین

....

احمدیہ مسجد پر حملہ

تونسہ شریف، ضلع ڈیرہ غازیخان؛19/اگست 2015ء: یہ بات نہایت افسوس سے یہاں درج کی جاتی ہے کہ تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازیخان کے رہائشی ایک مخلص احمدی نوجوان کو مسلح شر پسندوں نے ان کے میڈیکل سٹور میں داخل ہو کر شہید کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

تفصیلات کے مطابق چار نامعلوم شرّ پسند دو موٹر سائیکلوں پر شہید مرحوم کے میڈیکل سٹور کے سامنے رکے اور ان پر فائرنگ کرنا شروع کر دی۔ انہیں پانچ گولیاں لگیں جن میں سے ایک نے سر کو نشانہ بنایا جس کی وجہ سے مرحوم موقع پر ہی جامِ شہادت نوش کر گئے۔ جبکہ شقی القلب قاتل نعرے لگاتے ہوئے موقعہ سے فرار ہو گئے۔

مرحوم نے لواحقین میں بیوہ کے علاوہ ایک بیٹی بعمر پانچ سال اور ایک بیٹا بعمر ڈیڑھ سال شامل ہیں۔ اکرام اللہ صاحب ایک فعال احمدی اور ایک شریف النفس انسان تھے۔ ان کی کسی سے کوئی دشمنی نہیں تھی۔ شہادت کا واقعہ مذہبی منافرت اور تعصّب کا شاخسانہ ہے۔

یہ بات قابلِ توجہ ہے کہ اس واقعہ سے قریباً ایک ماہ پہلے بعض دہشتگردوں کی طرف سے اسی شہر کی مقامی احمدیہ مسجد پر حملہ کی ایک ناکام کوشش کی گئی تھی۔ اس حملہ کے نتیجہ میں ڈیوٹی پر موجود کانسٹیبل زخمی ہو گیا تھا۔ اس واقعہ کے بعد پولیس نے کچھ مشکوک افراد کو زیرِ حراست لے کر حملہ آوروں کے خلاف ایف آئی آر درج کی تھی۔ اکرام اللہ صاحب اس واقعہ کے گواہ بھی تھے۔

اکرام اللہ صاحب کی شہادت پر جاری کی جانے والی پریس ریلیز میں جماعتِ احمدیہ کے ترجمان نے کہا:

’’ملک بھر میں احمدیوں کے خلاف بے بنیاد اور شرانگیز پراپیگنڈا مسلسل جاری ہے جو اس طرح کے افسوسناک واقعات کی ایک بنیادی وجہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ نیشنل ایکشن پلان کے تحت اعلان کیا گیا تھا کہ نفرت پھیلانے والوں کے خلاف مؤثر کارروائی کی جائے گی۔ مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ جماعت احمدیہ کے خلاف نفرت پھیلانے والے عناصر نہ صرف آزاد ہیں بلکہ مسلسل اپنا شرانگیز پراپیگنڈا ابلا خوف جاری رکھے ہوئے ہیں۔‘‘

مکرم اکرام اللہ صاحب شہید آف تونسہ شریف

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 21/اگست میں شہید مرحوم کا ذکرِ خیر فرمایا۔

....

ماہنامہ ’انصاراللہ‘ پر ہونے والے مقدمہ کی اَپ ڈیٹ

لاہور: گزشتہ چند رپورٹس سے ماہنامہ انصار اللہ پاکستان پر ہونے والے ایک بے بنیاد مقدمہ اور اس ضمن میں اس رسالہ کے پرنٹر طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ کی گرفتاری کا ذکر چل رہا ہے۔ گزشتہ رپورٹ میں درج کیا گیا تھا کہ 13/ جولائی کے روز ہائی کورٹ کے جج نے پیشی کے دوران زبانی طور پر طاہر مہدی کی ضمانت کو قبول کیا لیکن جب تحریری فیصلہ پر دستخط کرنے کا مرحلہ آیا تو اس نے یہ کہہ کر اپنے فیصلہ کی توثیق کرنے سے انکار کر دیا کہ وہ 15/جولائی کو اس کیس کے بارے میں مزید حقائق سننا چاہتا ہے۔ جبکہ 15/جولائی کی تاریخ پر ہائی کورٹ کے مذکورہ بالا جج نے یہ کیس سپریم کورٹ بھجوا دیا اور ساتھ یہ تجویز ارسال کی کہ اس اپیل کو ججز کا ایک دو رکنی بینچ سنے۔

تازہ صورتِ حال: سپریم کورٹ کے چیف جسٹس منظر احمد ملک نے اس اپیل کو سننے کے لئے دو ججز پر مشتمل ایک بینچ تشکیل دیا جس میں جسٹس مظہر اقبال سندھو اور جسٹس شاہرام سرور چوہدری شامل تھے۔ مورخہ 6/اگست کو ہونے والی کارروائی میں اس بینچ نے طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ کی ضمانت کے لئے کی جانے والی اپیل کو ایک مرتبہ پھر خارج کر دیا۔ اِنَّـا لِلّٰـہِ و اِنَّا اِلَیْہِ راجِعُوْنَ۔

....

پابندِ سلاسل احمدی نوجوان

گوجرانوالہ، 15/ اگست 2015ء: 27/ جولائی 2014ء کے روز یہاں اینٹی احمدیہ شرّ پسند عناصر نے ایک جھوٹی اور بے بنیاد بات کا سہارا لیتے ہوئے عوام کے جذبات کو احمدیوں کے خلاف انگیخت کیا جس کے نتیجہ میں ایک ہجوم اکٹھا ہوا اور احمدیوں کے خلاف مظاہرے اور پھر وہاں موجود نہتّے احمدیوں کے مکانوں پر بلوا ہو گیا۔ پولیس کی موجودگی میں ان کے مال و اسباب کو لوٹ کر ان کے مکانوں کو آگ لگا دی گئی۔ ان واقعات کے نتیجہ میں تین احمدی، ایک خاتون اور ان کی دو پوتیاں جامِ شہادت نوش کر گئیں تھیں۔ اس واقعہ کے بعد احمدی جنہیں اپنی جان بچانے کے لئے اپنے مکانوں سے ہجرت کرنا پڑی، انہیں کافی عرصہ تک اپنے مکانوں میں واپس آنے کی اجازت نہ دی گئی۔ اس واقعہ کے ذمہ دار افراد کو اگرچہ ایف آئی آر میں نامزد بھی کیا گیا تھا لیکن پھر بھی ان کے خلاف مہینوں تک کوئی کارروائی عمل میں نہیں لائی گئی۔ دوسری جانب الٹا ایک احمدی نوجوان عاقب سلیم کے خلاف دفعہ 295-A، 324 اور 8/11W انسدادِ دہشتگردی ایکٹ کے تحت 28/جولائی کو ہی گستاخیِ رسول کا جھوٹا اور بے بنیاد مقدمہ درج کر دیا گیا۔ پولیس نے ’ملّاں‘ کی ’رضا‘ حاصل کرنے کے لئے چند روز بعد 6/اگست کو انہیں گرفتار بھی کر لیا۔

اگرچہ عاقب سلیم اپنے پر لگائے جانے والے الزامات میں قطعی طور پر معصوم ہیں اور ان کے خلاف لگائے جانے والے الزامات ابھی تک ثابت بھی نہیں کیے جا سکے اس کے باوجود ان کی ضمانت کی درخواست بدستور ایک سال سے مسترد کی جا رہی ہے۔ 15/اگست 2015ء کے روز بھی ایک جج چوہدری امتیاز احمد نے ان کی ضمانت کی درخواست مسترد کی ہے۔

....

بھوئیوال کے تین احمدیوں کی تکلیف

بھوئیوال، ضلع شیخوپورہ؛17/اگست 2015ء: بھوئیوال کے تین احمدیوں کی ضمانت کے سلسلہ میں ہونے والی عدالتی کارروائی لاہور ہائی کورٹ کی جانب سے پھر تعطّل میں ڈال دی گئی ہے۔ کورٹ نے اب 5/ستمبر کی تاریخ دی ہے۔ یہ تینوں احمدی تعزیراتِ پاکستان دفعہ 295-A کے تحت درج کیے جانے والے ایک جھوٹے مقدمہ کی پاداش میں جولائی 2014ء سے قید و بند کی صعوبتوں میں مبتلا ہیں۔

سولہ ماہ قبل، مورخہ 13 مئی 2014ء کو خلیل احمد، مبشر احمد، غلام احمد اور احسان احمد کے خلاف ایک مقدمہ قائم کیا گیا تھا۔ ان پر الزام تھا کہ انہوں نے ایک دیوار سے احمدیت کی مخالفت پر مبنی ایک پوسٹر کو پھاڑ ڈالا تھا۔ اس پوسٹر کو پھاڑنے پر دفعہ 295-A کے تحت مقدمہ قائم کر کے خلیل احمد کو حوالات میں داخل کر دیا گیا تھا۔ 16/مئی کے روز ایک مدرسّہ کے شقی القلب طالبِ علم نے پولیس اسٹیشن میں داخل ہو کر، پولیس کی موجودگی میں، حوالات میں موجود خلیل احمد کو گولیاں مار کر شہید کر دیا تھا۔ جبکہ دیگر تینوں احمدیوں کی اس واقعہ کے بعد ضمانت لے لی گئی تھی۔ البتہ یہ کیس سیشن کورٹ میں چلتا رہا۔ 8/ جولائی 2014ء کو سیشن کورٹ نے ان تینوں احمدیوں کی درخواست ضمانت خارج کر دی اور پولیس نے انہیں گرفتار کر لیا۔

احمدی احباب نے اس پر ضمانت کے لئے لاہور ہائی کورٹ میں درخواست دائر کر دی۔ عدالتِ عالیہ میں دائر کی جانے والی اس درخواست پر ابھی تک فیصلہ نہیں آ سکا۔ تاریخ پر تاریخ دے دی جاتی ہے۔ فریقِ مخالف مختلف ہتھکنڈے استعمال کر کے ملزمان کی قید کی مدّت میں طوالت کرنے کے سامان کرتا جاتا ہے۔

اس واقعہ میں مذکور خلیل احمد شہید کے قتل کے سیشن کورٹ میں چلنے والے مقدمہ پر بھی ابھی تک کوئی خاطر خواہ کارروائی نہیں ہو سکی۔

....

ملّاں کے احمدیوں کے خلاف اشتعال انگیز بیانات

چنیوٹ: ایک طرف ملک میں فرقہ واریت کا بازار گرم ہے اور حکومت اس کے سدِّ باب کے لئے کوشش کرنے کی بات کر رہی ہے۔ دوسری جانب ملّاں حکومت کی پالیسیوں کی سراسر خلاف ورزی کرتا دکھائی دیتا ہے۔ اور تو اور اخبارات ان خبروں کو سرِ عام شائع کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے۔ ان تمام کارروائیوں کے نتیجہ میں احمدیوں پر حملے ہوتے ہیں اور کئی احمدی ایسے ہی اشتعال انگیز بیانات کی وجہ سے شہید بھی کر دیے جاتے ہیں۔

روزنامہ ایکسپریس، فیصل آباد کی 4/جولائی 2015ء کی اشاعت میں جھوٹ اور افترا اور ملمع سازی پر مشتمل مُلّاں الیاس چنیوٹی (ممبر پنجاب اسمبلی پاکستان مسلم لیگ (ن)) کا درج ذیل بیان شائع ہوا:

’’قادیانیوں کو امتناع قادیانیت ایکٹ کا پابند بنایا جائے، الیاس چنیوٹی۔

قادیانی ملک کے سب سے بڑے دشمن ہیں، امت مسلمہ ان کی مصنوعات کا بائیکاٹ کریں

چناب نگر (نمائندہ ایکسپریس) قادیانی انگریز سامراج کا لگایا ہوا پودا ہے۔ قادیانی ملک کے سب سے بڑے دشمن ہیں۔ یہ اپنی میتیں چناب نگر میں امانتاً دفناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ملک پاکستان ٹوٹے گا اور ہم اپنی میتیں نکال کر قادیان انڈیا میں منتقل کریں گے۔ میں قادیانیوں کو اسلام میں داخل ہونے کی دعوت عام دیتا ہوں وہ کلمہ پڑھ کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنم کی آگ سے محفوظ ہو جائیں۔ قادیانیوں کو حکومت امتناع قادیانیت ایکٹ کا پابند بنائے۔ ان خیالات کا اظہار گزشتہ روز انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ کے امیر و ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب مولانا محمد الیاس چنیوٹی نے میڈیا سے گفتگو کے دوران کیا۔ انہوں نے امت مسلمہ سے اپیل کی کہ ان کی مصنوعات کا بائیکاٹ کریں۔‘‘

روزنامہ نوائے وقت کی 7/جولائی کی اشاعت میں اس خبر کے آخر میں ان الفاظ کا اضافہ ہے کہ

’’انہوں نے امت مسلمہ سے اپیل کی کہ ان کی مصنوعات کا بائیکاٹ کریں تا کہ گنبد خضریٰ میں پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دل ٹھنڈا ہو جائے۔‘‘

روزنامہ پاکستان، لاہور کی 3/ جولائی کی اشاعت میں ملّاں غلام مصطفیٰ کا یہ بیان شائع کیا گیا:

’’حکومت کو قادیانیوں پر کڑی نگاہ رکھنا ہوگی، مولانا غلام مصطفیٰ۔

قادیانی ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت بیرونی اشاروں پر ملک میں کام کر رہے ہیں

چنیوٹ (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوّت کے مرکزی رہنما اور عالمی مبلّغ حضرت مولانا غلام مصطفیٰ نے گزشتہ روز مسلم کالونی چناب نگر میں صحافیوں سے بات چیت کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت بیرونی اشاروں پر ملک میں کام کر رہے ہیں...... قادیانیوں کا دنیا بھر میں تعاقب جاری رکھیں گے...... وزیر اعظم پاکستان سے پر زور مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ اہم عہدوں پر فائز قادیانی افسروں کو برطرف کرے۔ قادیانی را کے ایجنٹ ہیں جو کہ ملک دشمن سرگرمیوں میں ملوّث ہیں...... قادیانی اب مختلف چینلوں پر اپنی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے ٹی وی چینل پر فوری طور پر پابندی عائد کی جائے۔‘‘

....

(باقی آئندہ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

سلام کا نام لوحِ زندگی پہ ثبت ہو چکا ہے

تعلیم الاسلام کالج ربوہ کے سابق طلباء کی برطانیہ میں قائم ایسوسی ایشن کے آن لائن ماہنامہ ’’المنار‘‘ مئی 2011ء میں جناب ڈاکٹر سعید اختر درانی صاحب کا مضمون شائع ہوا ہے جس میں محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کو خراج عقیدت پیش کیا گیا ہے۔ یہ مضمون مکرم محمد زکریا ورک صاحب کی کتاب ’’مسلمانوں کا نیوٹن‘‘ سے ماخوذ ہے۔

ڈاکٹر سعید اختر درّانی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ڈاکٹر عبدالسلام کے متعلق میری سب سے پہلی یادداشت 1940ء کے لگ بھگ کی ہے جب موسم گرما میں ہم نے اچانک یہ خبر سنی کہ جھنگ کے ایک غیر معروف اسکول کے طالب علم نے میٹرک کے امتحان میں یونیورسٹی آف پنجاب کے گزشتہ ریکارڈ توڑ دیئے ہیں۔ اس کے کچھ عرصہ بعد مجھے معلوم ہوا کہ میرے تایا حکیم محمد حسین (پرنسپل گورنمنٹ انٹرمیڈیٹ کالج جھنگ) نے سلام کی ایجوکیشن میں بہت ذاتی دلچسپی لی تھی۔ وہ بذات خود ایک مانے ہوئے سکالر تھے اور انہوں نے انڈین ایجوکیشن سروس کے امتحان میں اوّل پوزیشن حاصل کی تھی۔ ان کی علمی دلچسپیوں کا حلقہ بہت وسیع تھا یعنی تعلیم، ادب، فلاسفی اور مذہب۔ وہ بتلایا کرتے تھے کہ ایک صبح گاؤں کے سکول کا کوئی ٹیچر اپنے بیٹے کو سکول میں داخلہ دلوانے آیا اور درخواست کی کہ اُس کے اِس بچے کی خاص نگہداشت کی جائے کیونکہ وہ عبقری بچہ ہے۔ حکیم صاحب چونکے لیکن جب انہوں نے اس بچہ کو قریب سے دیکھا اور اس کی پرفارمنس دیکھی تو ان کو جلد ہی احساس ہو گیا کہ فی الواقعہ ان کے ہاتھوں میں ایک غیر معمولی چیز آ گئی تھی۔ چنانچہ انہوں نے سلام کو پوری توجہ دی اور اُس کی کوچنگ احسن رنگ میں کی۔ چنانچہ سلام نے میٹرک کے امتحان میں گزشتہ ریکارڈ توڑ دیئے۔ پھر دو سال بعد جھنگ کالج سے انٹرمیڈیٹ امتحان میں بھی اعلیٰ نمبروں سے ریکارڈ توڑا۔ 1942ء میں اسے گورنمنٹ کالج میں داخلہ مل گیا جو اس وقت ہندوستان بھر میں سب سے اعلیٰ تعلیمی ادارہ تھا۔ اس کے بعد ہم سلام کو ترقی کے زینہ پر چڑھتے دیکھتے رہے جب وہ ہر دو سال بعد یونیورسٹی کے ریکارڈ توڑتا رہا۔ (یعنی بی اے اور پھر ایم اے میں)۔ اُس دَور کے تمام طلباء کو سلام کا تعلیمی کیریئر انسپائر کرتا رہا اور وہ ہم سب کے لئے رول ماڈل بن گیا۔

گورنمنٹ کالج لاہور میں راقم الحروف نے پہلی بار جب عبدالسلام کو دیکھا تو وہ اس وقت افسانوی شخصیت بن چکا تھا۔ پتلا، خوبصورت، کافی لمبے قد کا نوجوان جس کے چہرہ پر برش قسم کی مونچھیں تھیں۔ اور جو اپنے کلاس روم یا ہوسٹل کے کمرہ سے باہر شاذ و نادر ہی نظر آتا تھا۔ اس وقت مَیں بھی نیو ہاسٹل کا مکین تھا جہاں عبدالسلام بورڈر کے طور پر مکین تھا۔ یہاں اُس کے محنتی ہونے کے بارہ میں قسم ہا قسم کی کہانیاں سننے میں آتی تھیں۔ مثلاً یہ کہ ہر صبح اُس کے کمرہ کے باہر کاغذوں کا انبار لگا ہوتا تھا جن پر ریاضی کے فارمولے اور سوالات حل کئے ہوتے تھے۔

میرے گورنمنٹ کالج آنے کے کچھ ہی عرصہ بعد وہ یہاں سے شہرت کی ہواؤں کے دوش پر سوار ہو کر کیمبرج روانہ ہو گیا۔ پھر 1951ء کے لگ بھگ لیکچرار بن کر کالج واپس آیا۔ وہ اس وقت یونیورسٹی میں Quantum Mechanics کے موضوع پر ایک کورس پڑھا رہا تھا اور کالج کے پرنسپل قاضی محمد اسلم کے گھر پر رہائش پذیر تھا۔ میری ملاقات بعض دفعہ اُس سے کالج کے سوئمنگ پول پر ہوتی تھی۔ اس وقت مَیں فزکس میں M.Sc. کر رہا تھا اور اس کے لیکچر سنا کرتا تھا۔ سلام سادہ اور بے تکلف قسم کا انسان تھا جو طلباء سے دوستانہ رنگ میں پیش آتا تھا۔

اس دَور کا اہم ترین واقعہ ’پاکستان ایسوسی ایشن فار دی ایڈوانسمنٹ آف سائنس لاہور‘ کی طرف سے انٹرنیشنل کانفرنس کا انعقاد تھا جس میں مشہور سائنس دانوں کے علاوہ متعدد نوبل انعام یافتگان نے بھی شرکت کی۔ اس کانفرنس کے دوران ہمیں یہ احساس ہوا کہ عبدالسلام دنیا کے ان چوٹی کے سکالرز کی نظر میں کس وقعت اور عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ یہ امر سائنس کے طالب علموں کے لئے بہت روح پرور اور اَپ لفٹنگ تھا۔ کانفرنس کے اختتام پر مندوبین کو ریل گاڑی کے ذریعہ پشاور اور درّۂ خیبر کی سیر کرائی گئی۔ اس سفر کے دوران مجھے ڈاکٹر عبدالسلام کے ساتھ گوناگوں موضوعات پر تبادلہ خیال کرنے کا نادر موقعہ میسر آیا۔

اس کے بعد عبدالسلام سے میری ملاقات 1953ء میں کیمبرج یونیورسٹی میں ہوئی جہاں میں کیونڈش لیبارٹری میں ڈاکٹریٹ کرنے گیا تھا۔ 1954ء میں سلام کیمبرج میں فیلو کے طور پر اور سینٹ جانز کالج میں لیکچرار بن کر آیا۔ اب کی بار میں نے ریاضی کے ڈیپارٹمنٹ میں دوبارہ اس کے (اور پال ڈائیراک کے) لیکچروں میں شرکت کی۔ مَیں ان دونوں اساتذہ کے لیکچروں سے اس وجہ سے بہت متأثر ہوا کہ ان کو اپنے دقیق موضوع یعنی تھیوری آف کوانٹم میکینکس پر زبردست عبور حاصل تھا۔

سلام پاکستانی اور انڈین طلباء کے لئے ہمیشہ رسائی کے قابل ہوتا تھا بلکہ مجھے کئی بار اس کی خوشنما رہائشگاہ پر جا کر بات چیت کرنے کا بھی موقعہ ملا۔ ایک اَور جگہ جہاں مَیں ڈاکٹر عبدالسلام سے متواتر ملتا رہا وہ Jesus College کا Prioress Room تھا جہاں (ریسرچ کرنے والے) طلباء کے لئے ہائی انرجی فزکس میں نئی تھیوریز پر بحث کرنے کے لئے ہمارا سپروائزر Sir Dennis Wilkinson اجلاس منعقد کیا کرتا تھا۔ ان اجلاسوں میں اکثر شرکت کرنے والے مدعووین ڈاکٹر سلام اور پروفیسر برائن (بعد میں لارڈ برائن) ہوا کرتے تھے۔

مَیں Experimental Physist تھا لیکن اس کے باوجود 1958ء میں عبدالسلام میرے ڈاکٹریٹ کے مقالہ کے لئے ایکسٹرنل ایگزیمنر مقرر ہوئے۔ بعدہٗ سر ولکنسن نے آکسفورڈ یونیورسٹی میں Experimental Nuclear Physics کی چیئر قبول کر لی۔ چنانچہ اُن کے کیمبرج کے تمام شاگرد بھی اُن کے تعاقب میں آکسفورڈ پہنچ گئے۔ اس عرصہ میں سلام نہ صرف رائل سوسائٹی کا نوجوان ترین فیلو (31 سال کی عمر میں) منتخب ہوا بلکہ اس کی تعیناتی امپیریل کالج لندن میں بطور پروفیسر آف تھیوریٹیکل فزکس کے بھی ہو گئی۔

میرے ایکسٹرنل ایگزیمنر کے طور پر سلام میرے ساتھ بہت اُلفت اور رواداری سے پیش آتے اور میری تھیوریٹیکل فارمولیشن کے لئے فطری استعداد کو ہائی انرجی فزکس کی فیلڈ میں بہ نظر تحسین دیکھتے۔ وہ مجھے ہمت دلاتے کہ مَیں اپنے مقالہ کے فٹ نوٹس میں فوٹان......وغیرہ جیسے اصطلاحی الفاظ کے یونانی، فارسی اور سنسکرت زبانوں سے Roots نکال کر پیش کروں۔ (مجھے انتہائی افسوس ہے کہ میں اس مشورہ پر عمل درآمد نہ کر سکا)۔

ڈاکٹریٹ مکمل کرنے کے بعد مَیں نے اپنے کیریئر میں نیا قدم اٹھانے سے قبل سلام سے مشورہ کرنے کے لئے رجوع کیا۔ اس نے مشورہ دیا کہ چونکہ پاکستان میں اس وقت سائنسی طور پر ایک ہی عملی ادارہ پاکستان اٹامک انرجی کمیشن ہے اس لئے میں اس ادارہ میں ملازمت حاصل کرلوں۔ اس نے مجھے ڈاکٹر آئی ایچ عثمانی سے متعارف کرنے کی پیشکش کی جو اس وقت کمیشن کا ذہین و فطین چیئرمین تھا اور سلام کا قریبی دوست ہونے کے باعث وہ لندن آنے پر ہمیشہ سلام کے گھر میں قیام کیا کرتا تھا۔ چنانچہ ڈاکٹر عثمانی اگلی بار جب لندن آیا تو سلام نے میرا تعارف اس سے کرا دیا۔ یہ ملاقات آکسفورڈ میں ہوئی تھی۔ ڈاکٹر عثمانی نے مجھے مشورہ دیا کہ ہائپر آن پر تحقیق سے پاکستان کو کوئی فائدہ نہ ہوگا لہٰذا مجھے اپنی فیلڈ تبدیل کر کے ری ایکٹر فزکس میں خود کو سپیشلائز کرنا چاہئے۔ مَیں نے اس کے مشورہ کے مطابق اگلے تین سال یوکے اٹامک اتھارٹی کے ساتھ ریسرچ کا کام کیا اور پھر پاکستان اٹامک انرجی کمیشن میں ملازمت اختیار کر لی اور مجھے جلد ہی لاہور میں اٹامک انرجی سینٹر کا ڈائریکٹر بنا دیا گیا۔ ڈاکٹر عبدالسلام اس سینٹر میں لندن سے صدر پاکستان کے سائنسی مشیر اعلیٰ کے طور پر اکثر آیا کرتا تھا۔

قریباً 1964ء کا ذکر ہے کہ ڈاکٹر عثمانی نے بہ حیثیت گورنر انٹرنیشنل اٹامک انرجی کمیشن (وی آنا آسٹریا) اور سلام نے مل کر ایک پلان تیار کیا جو بعد میں انٹرنیشنل سینٹر فار تھیوریٹیکل فزکس کی صورت میں ٹریسٹ (اٹلی) میں منصۂ شہود پر آیا۔ اس کا اصل مرکز لاہور تجویز ہوا تھا مگر حکومت پاکستان کی طرف سے اس ضمن میں بھاری رقم صَرف کرنے میں ہچکچاہٹ اور کوتاہ نظری کے باعث اور ساتھ ہی اطالین حکومت کی فراخدلی کی وجہ سے بالآخر مقام کی تبدیلی ہو گئی اور باقی کی کہانی تاریخ کا حصہ بن گئی۔

1967ء میں مَیں نے یونیورسٹی آف برمنگھم کے شعبہ فزکس میں ملازمت اختیار کر لی اور 1979ء میں جب ڈاکٹر سلام کو نوبل انعام دیا گیا تو میں نے اس کو مبارکباد کا خط روانہ کیا۔ جس کے جواب میں اس نے مجھے لکھا: مجھے افسوس ہے کہ آج تمہارے تایا جان زندہ نہیں ہیں ورنہ آج کے روز وہ مجھ پر نازاں و فرحاں ہوتے۔

اس کے بعد سلام سے میرا رابطہ ٹریسٹ میں 1991ء میں ہوا جب میں ICTP کے ریڈان ورکشاپ میں فیکلٹی لیکچرار کے طور پر شمولیت کے لئے گیا۔ وہاں سلام نے مجھے لنچ پر مدعو کیا اور اس کے بعد ایک صبح ناشتہ کے بعد اپنے آفس میں گفتگو کے لئے مدعو کیا۔ اس نے میرے سامنے COMSATS یعنی (Commission on Science & Technology in the South) کے اغراض و مقاصد بیان کئے۔ یہ کمیشن تیسری دنیا کے ممالک کے سربراہانِ حکومت پر مشتمل تھا تاکہ سائنس اور ٹیکنالوجی میں انقلاب کے لئے اعلیٰ سطح پر مصمّم ارادے کا اظہار ہو سکے اور جس کے قیام کے لئے سلام تھرڈ ورلڈ اکیڈمی آف سائنس کے صدر کی حیثیت سے گزشتہ کئی سالوں سے پوری تن دہی سے مصروف عمل تھا۔

مذکورہ ملاقات میں عبدالسلام نے COMSATS کی فاؤنڈنگ میٹنگ کے پاکستان میں انعقاد میں غیر ضروری التوا کے بارہ میں دل گرفتگی کا اظہار کیا۔ اس نے بتلایا کہ وزیراعظم بےنظیر بھٹو نے کمیشن میں شمولیت اور ایسی فاؤنڈنگ میٹنگ کے انعقاد کے لئے رضامندی کا اظہار کیا تھا مگر قبل اس کے کہ ایسا ہو سکتا اُن کی حکومت معزول ہو گئی جبکہ نواز شریف کی نئی حکومت اس بارہ میں حیل وحجّت سے کام لے رہی تھی۔

ایک ماہ بعد مَیں سائنس کانفرنس میں شمولیت کے لئے پاکستان جانے والا تھا۔ مَیں نے کہا کہ وہ مجھے صدر پاکستان کے نام ایک خط دے اور اس کی نقل وزیراعظم کے نام ہو۔ مَیں نے یہ تجویز بھی دی کہ ترغیب کے طور پر وہ یہ بھی لکھ دے کہ جس ملک میں فاؤنڈنگ میٹنگ ہوگی وہیں COMSATS کا مرکز بھی مقرر کیا جائے گا۔ سلام نے دونوں تجاویز کو قبول کر لیا۔

چنانچہ ڈاکٹر عبدالسلام کا خط لے کر مَیں نے جنوری 1992ء میں صدر غلام اسحٰق خاں سے ملاقات کی۔ مگر اُن کو مائل کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف ثابت ہوا۔ تاہم آخرکار انہوں نے مجھے ہدایت کی کہ مَیں وزیراعظم سے ملاقات کروں جو کہ اس معاملہ میں فیصلہ کُن اتھارٹی ہیں۔ وزیراعظم اس وقت بیرون ملک تھے۔ مَیں نے ان کو سوئٹزرلینڈ کے شہر Davos میں جا پکڑا جہاں یکم فروری 1992ء کو Economic Summit ہو رہی تھی۔ میں نے نواز شریف کو قائل کر لیا کہ COMSATS کی فاؤنڈنگ میٹنگ پاکستان میں ضرور منعقد ہو جس میں 50 سربراہانِ مملکت کی شرکت کی توقع تھی۔ وزیراعظم نے آئندہ بننے والے بجٹ میں اس مقصد کے لئے دو ملین امریکن ڈالر مختص کرنے کا حکم دے دیا۔

میں نے سلام کو فوراً آکسفورڈ فون کیا اور اسے خوشخبری سنائی۔ وہ اس نوید سے بہت مسرور ہوا اور مجھے کہا کہ مَیں نواز شریف کا تہ دل سے شکریہ ادا کروں اور اسے فرصت ملنے پر ICTP کے دورہ کی دعوت بھی دوں۔

جون 1992ء میں جب نواز شریف برازیل میں Earth Summit میں شمولیت کے بعد براستہ لندن پاکستان واپس جا رہے تھے تو مَیں ڈاکٹر سلام کو آکسفورڈ سے کار پر ڈرائیو کر کے ڈورچسٹر ہوٹل میں اُن سے ملاقات کے لئے لایا۔ نواز شریف نے سلام کو مخاطب ہو کر کہا: سر! آپ کی وجہ سے پاکستان کو اتنی عزت ملی ہے اور اس وجہ

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 19 اپریل 2011ء میں مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کی ایک نظم شامل اشاعت ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب پیش ہے:

نگر میں دل کے اب کچھ بھی نہیں ہے
یہاں شور و شغب کچھ بھی نہیں ہے
یہ دل رسماً دھڑکتا جا رہا ہے
دھڑکنے کا سبب کچھ بھی نہیں ہے
جو کہنا تھا کہا کھل کر ہمیشہ
ہمارے زیرِ لب کچھ بھی نہیں ہے
نہ کوئی مصلحت نہ وضع داری
ہمیں جینے کا ڈھب کچھ بھی نہیں ہے
مَیں بنتِ آدم و حوّا ہوں عرشیؔ
مرا نام و نسب کچھ بھی نہیں ہے

سے ہمیں بھی عزت نصیب ہوئی ہے ہمیں کوئی حکم دیں اس کی تعمیل فوری طور پر ہوگی اور اگر آپ کی صحت یابی کے لئے ہم کچھ کر سکتے ہیں جس سے عارضہ میں کمی واقع ہو سکے تو ازراہ کرم مجھے ذاتی طور پر اس سے مطلع کریں مَیں اس کی تعمیل میں ذرا بھی گریز نہ کروں گا۔

یہ سارا سین بہت رقّت آمیز تھا اور اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ پاکستان کے ارباب اختیار کے دل میں سلام کا کتنا احترام ہے۔ COMSATS کی فاؤنڈنگ میٹنگ کے انعقاد کی قطعی تاریخ کا فیصلہ TWAS یعنی (Third World Academy of Sciences) کی کویت میں 1992ء میں ہونے والی کانفرنس تک ملتوی کر دیا گیا لیکن ایک بار پھر پاکستان کی یہ حکومت بھی معزول ہو گئی قبل اس کے کہ اجلاس منعقد ہوتا۔

اب ہمیں تمام تگ ودو دوبارہ سے شروع کرنا پڑی۔ بےنظیر بھٹو ایک بار پھر برسر اقتدار آ گئیں۔ مَیں نے سلام سے ایک نیا خط اُن کے نام لکھوایا۔ میری ملاقات بےنظیر سے دسمبر 1993ء میں ہوئی اور اس نے اس سے پہلے کئے ہوئے وعدے کو ایفاء کرنے کا عہد کیا۔ اس نے مجھے کہا کہ ہمیں پروفیسر سلام کے پایہ کے لوگوں سے رہنمائی کی اشد ضرورت ہے اور یہ جاننے پر کہ سلام کی صحت اب کس قدر ناساز ہے اس نے صحت یابی کا ذاتی پیغام بھجوانے کے ساتھ پھولوں کا گلدستہ بھی لندن ہسپتال بھجوانے کا حکم دیا۔

COMSATS کی فاؤنڈنگ میٹنگ اسلام آباد میں 4 اور 5/اکتوبر 1994ء کو پوری شان وشوکت کے ساتھ منعقد ہوئی اور کمیشن کا مستقل صدر مقام بھی وہاں قائم ہوگیا۔ مگر وائے افسوس کہ اس پلان کا خالق شدید علالت کے باعث اس میٹنگ میں شرکت کرنے سے قاصر رہا۔ مَیں نے دونوں اداروں یعنی ICTP اور TWAS کو تجویز کیا کہ سلام کا ایک پورٹریٹ کامسیٹس کی میٹنگ میں آراستہ کیا جائے۔ مَیں نے مشہور زمانہ پاکستانی مصور مسٹر گُل جی سے درخواست کی کہ وہ سلام کا ایک پورٹریٹ بنائیں مگر سلام اس قدر علیل تھا کہ پورٹریٹ کے لئے صحیح انداز میں بیٹھنے سے محروم تھا۔ لہٰذا مسٹر گُل جی نے خاکے بنائے جو میٹنگ میں زیبائش کے لئے رکھے گئے۔ یوں کم ازکم ان پورٹریٹ سکیچز نے اس موقعہ کو خوشگوار بنا دیا۔

1995ء میں ان سات خاکوں میں سے جو گُل جی نے بنائے تھے ایک خاکہ مَیں ٹریسٹ لے کر گیا اور اب یہ ICTP میں دیوار پر آراستہ ہے۔

ستمبر 1994ء میں پورٹریٹ میکنگ والی ملاقات کے بعد میری سلام سے ملاقات نومبر 1996ء (یعنی اُن کی رحلت) تک بہت کم ہوئی۔ اگرچہ فون پر ایک یا دو دفعہ بات چیت ہوئی۔ فون پر مَیں اُن کی طرف سے پنجابی زبان میں صرف سرگوشی ہی سن سکا۔ اُن کی بیگم لوئیس کی فرمائش پر مَیں نے غالبؔ کی بعض غزلیں انگلش میں ترجمہ کیں جن کے کیسٹ سلام کو بہت عزیز تھے۔ اُن کو سن کر انہیں بہت ذہنی سکون حاصل ہوتا۔ پھر اقبالؔ کی اردو اور فارسی شاعری کے کیسٹ بھی اُن کو ارسال کئے جو اقبال اکیڈمی (برطانیہ) نے تیار کئے تھے اور جس کا مَیں چیئر مین تھا۔

ڈاکٹر عبدالسلام میرے نزدیک آئن سٹائن، پال ڈائیراک، ہائزن برگ کے پایہ کا عبقری سائنسدان تھا۔ ہم میں سے بہتوں کے خیال میں سلام دوسرے نوبل انعام کا بھی مستحق تھا مگر اس بار اُسے تیسری دنیا میں سائنس کے فروغ کے لئے اُس کی لائف لانگ سروس کی بنا پر انعام ملنا چاہئے تھا۔ ICTP اور TWAS دو ایسے ادارے ہیں جو اُس کے زرخیز دماغ کی پیداوار تھے اور جو سائنس اور تیسری دنیا کے لئے اس کی پُرشوکت خدمات کی بنا پر اس کے خوبصورت نام کو زندہ جاوید رکھیں گے۔

سلام کا نام یقیناً لوحِ زندگی پر ثبت ہو چکا ہے۔

حضرت احمد سرہندیؒ مجدد الف ثانی

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ 23 اپریل 2011ء میں مکرم نذیر احمد سانول صاحب کے قلم سے بارھویں صدی ہجری کے مجدّد حضرت احمد سرہندیؒ (مجدّد الف ثانی) کے بارہ میں ایک معلوماتی مضمون شامل اشاعت ہے۔

سرہند قلعہ کی بنیاد اور آبادی کا آغاز 760ھ کو بتایا جاتا ہے۔ یہ قلعہ بڑی اہمیت کا حامل رہا ہے۔ اس کا قدیم نام سہرند تھا۔ ایک زمانہ میں یہ ہندوؤں اور غزنویوں کے درمیان سرحد کا کام دیتا تھا۔ کہتے تھے کہ یہ سرحد ہے اور اس کے آگے سے ہند شروع ہوتا ہے۔ سلطان محمد غوری نے سرہند کو فتح کیا تھا۔ بابر کئی بار یہاں آیا اور ہمایوں بھی یہیں سے دہلی آ کر دوبارہ تخت وتاج کا مالک بنا۔ عہد مغلیہ میں اس شہر کی رونق اور آبادی کا یہ عالم تھا کہ یہاں 360 مساجد اور سرائیں پائی جاتی تھیں۔ الغرض حضرت سید احمد سرہندی کی پیدائش سے دوسو سال قبل سے یہ شہر آباد چلا آتا تھا۔

حضرت سیّد احمدؒ کا نام مبارک احمد شیخ تھا۔ آپؒ کی پیدائش جمعۃ المبارک 14 شوال 1563ء کو سرہند میں حضرت مخدوم عبدالاحد صاحب کے ہاں ہوئی۔ آپؒ کا نسب نامہ حضرت عمرؓ بن خطاب سے جاملتا ہے۔ آپ کے خاندان کے بزرگ کابل سے ہجرت کرکے آئے تھے۔ حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر بھی آپؒ ہی کے جدّ امجد کے سلسلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

حضرت سیّد احمدؒ حصول تعلیم کے لئے پہلے سیالکوٹ تشریف لے گئے۔ اُس وقت یہ شہر علم کا مرکز تھا۔ یہاں شیخ یعقوب صاحب صوفی کشمیری اور مولانا کمال صاحب کشمیری سے استفادہ کیا۔ 17 سال کی عمر میں یہاں سے فارغ ہوئے تو تعلیم کے سلسلہ میں لاہور اور دہلی کا سفر اختیار کیا۔ آپؒ نے عربی، فارسی میں کئی رسائل تحریر کئے۔ آپ کا ایک مشہور رسالہ ”تہلیلیہ“ ہے جو آپؒ نے شیعہ مسلک کے ردّ میں تصنیف فرمایا۔

آپؒ کی پیدائش بادشاہ جلال الدین اکبر کے زمانہ میں ہوئی جس نے اپنا نیا دین ”دینِ الٰہی“ جاری کیا تھا اور اس میں ہر مذہب کو خوش کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ 1014ھ میں اکبر کے انتقال کے بعد نورالدین جہانگیر تخت نشین ہؤا اور اُس نے سرہند کے حاکم کو تاکید کی کہ جس طرح ہو سکے آپؒ کو اُس کے پاس بھیج دے۔ حکم سُن کر آپؒ پانچ مریدوں کو لے کر روانہ ہوئے۔ بادشاہ نے امراء کو آپ کے استقبال کے لئے روانہ کیا۔ ایک خیمہ بھی لگوایا۔ پھر ملاقات کے لئے طلب کیا۔ جب آپؒ دربار میں تشریف لے گئے تو خلاف شرع آداب شاہی ادا نہ کئے۔ اکبر کے زمانہ میں یہ بات آداب میں شامل کردی گئی تھی کہ جو دربار میں حاضر ہو وہ بادشاہ کے سامنے سجدہ کرے۔ بادشاہ نے وجہ پوچھی تو آپؒ نے کہا کہ مَیں نے آج تک خدا اور رسولؐ کے بتائے ہوئے آداب واحکام کی پابندی کی ہے۔ اس پر بادشاہ ناراض ہوا۔ اس نے حکماً کہا سجدہ کرو۔ آپ نے جواباً فرمایا کہ مَیں سوائے خدا کے اَور کسی کو سجدہ نہیں کرتا۔ اس پر جہانگیر نے خواجہ عبدالرحمان مفتی اور افضل خاں کو فقہ کی کئی کتب دے کر بھیجا جنہوں نے سمجھانے کی کوشش کی کہ سجدہ تحیّہ سلاطین کے لئے آیا ہے اس لئے آپ سجدہ کرلیں۔ لیکن آپ اس بات پر مضبوطی سے قائم رہے کہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کو سجدہ نہیں کیا جاسکتا۔ اس پر بادشاہ نے سخت ناراض ہوکر آپؒ کو ”گوالیار“ کے قلعہ میں نظر بند کر دیا۔ آپ کی جائیداد اور کتب ضبط کرلی گئیں۔

قید میں آپؒ نے ریاضت کی اور غیر مسلم قیدیوں کو اسلام کا پیغام پہنچایا۔ آپ کی صحبت سے ہزاروں غیر مسلم قیدی ایمان کی نعمت سے سرفراز ہوئے۔ قید کئے جانے کے تقریباً ایک سال بعد ہی جہانگیر نے نامعلوم وجوہات کے پیش نظر خود ہی آپؒ کی رہائی کا حکم دیتے ہوئے آپ سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی۔

مولوی نواب صدیق حسن خاں صاحب نے اپنی کتاب ”حجج الکرامہ“ میں آپؒ کو گیارھویں صدی ہجری کا مجدّد قرار دیا ہے۔

حضرت شیخ احمد سرہندیؒ کی ایک عظیم الشان پیشگوئی یوں محفوظ ہے۔ فرمایا: ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رحلت فرمانے سے ہزار اور چند سال بعد ایک ایسا زمانہ آرہا ہے کہ حقیقت محمدیؐ اپنے مقام سے عروج فرمائے گی اور حقیقت کعبہ کے مقام سے متحد ہو جائے گی اور اس وقت حقیقت محمدیؐ کا نام حقیقت احمدیؐ ہو جائے گا اور ذات احمد جل سلطانہٗ کا مظہر بن جائے گی اور دونوں اسم مبارک اپنے مسمّٰی کے ساتھ متحقق ہو جائیں گے۔“

حضرت شیخ احمد سرہندیؒ 28 صفر 1034ھ کو 63 برس کی عمر وفات پا گئے۔ آپؒ کی اولاد سات بیٹے تھے۔ تین کمسنی میں فوت ہوگئے تھے۔

آپؒ کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات میں بارہا ملتا ہے۔ مثلاً فرمایا:

☆ ”جب مکھی کی وحی اب تک منقطع نہیں ہوئی تو انسان پر جو وحی ہوتی ہے وہ کیسے منقطع ہوسکتی ہے۔ ہاں یہ فرق ہے کہ ’ال‘ کی خصوصیت سے اس وحی شریعت کو الگ کیا جاوے۔ ورنہ یوں تو ہمیشہ ایسے لوگ اسلام میں ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے جن پر وحی کا نزول ہوا۔ حضرت مجدد الف ثانی اور شاہ ولی اللہ صاحب بھی اس وحی کے قائل ہیں اور اگر یہ مانا جاوے کہ ہر ایک قسم کی وحی منقطع ہوگئی ہے تو یہ لازم آتا ہے کہ امور مشہودہ اور محسوسہ سے انکار کیا جاوے“۔

☆ ”مجدد صاحب لکھتے ہیں کہ یہی خوابیں اور الہامات جو گاہ گاہ انسان کو ہوتے ہیں اگر کثرت سے کسی کو ہوں تو وہ محدّث کہلاتا ہے۔“

☆ ”مجدّد صاحب نے بھی ایک مکتوب میں لکھا ہے کہ جب مسیح آئے گا تو علماء اس کا مقابلہ کریں گے اور اس کی تکذیب کریں گے“۔

= حضرت حکیم خلیفۃ المسیح الاولؓ نے بھی خداتعالیٰ پر اعتراض کرنے والوں کا جواب دیتے ہوئے حضرت مجدّد الف ثانیؒ کی جرأت کا یہ واقعہ بیان فرمایا ہے کہ:

اللہ کے اسماء پر، اللہ کے صفات وافعال پر، اللہ کی کتاب پر، اللہ کے رسول پر جو لوگ اعتراض کرتے اور عیب لگاتے ہیں ان کو دُور کرو اور ان کا پاک ہونا بیان کرو۔ ہمارے ملک میں اس قسم کے اعتراضوں کی آزادی اکبر بادشاہ کے عہد میں شروع ہوئی کیونکہ اس کے دربار میں وسعت خیالات والے لوگ پیدا ہوگئے۔ اس آزادی سے لوگوں نے ناجائز فائدہ اٹھایا اور مطاعن کا دروازہ کھول دیا۔ ان اعتراضوں کو دور کرنے کے لئے ہمارے بزرگوں نے بہت کوشش کی ہے۔ چنانچہ شیخ المشائخ حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بہت کوشش کی ہے۔ اکبر نے جب صدر جہان کو لکھا کہ چار عالم بھیجیں جو ہمارے سامنے ان اعتراضوں کے جواب دیا کریں تو یہ بات حضرت مجدّد صاحب کے کان میں بھی پہنچی۔ انہوں نے صدر کو خط لکھا کہ آپ کوشش کریں کہ بادشاہ کے حضور صرف ایک ہی عالم جائے، چار نہ ہوں۔ خواہ کسی مذہب کا ہو مگر ہو ایک ہی۔ کیونکہ اگر چار جائیں گے تو ہر ایک چاہے گا کہ میں بادشاہ کا قرب حاصل کروں اور باقی تین کو ذلیل کرنے کی کوشش کرے گا۔ اگر چار گئے تو بجائے اس کے کہ دین کا تذکرہ ہو ایک دوسرے کو ردّ کرکے چاروں ذلیل ہوجاویں گے اور اپنی بات کی پچ میں بادشاہ کو ملحد کردیں گے۔

حضرت نواب محمد علی خانصاحبؓ کی ہدایات

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ 30/اپریل 2011ء میں حضرت نواب محمد علی خانصاحبؓ کی چند قیمتی ہدایات (مرسلہ مکرمہ صاحبزادی آصفہ مسعودہ صاحبہ) شائع کی گئی ہیں۔ یہ ہدایات آپؓ نے اپنے بڑے بیٹے محترم عبدالرحیم خالد صاحب کو اُن کی ڈائری میں تحریر کرکے دی تھیں۔ ان سنہری ارشادات میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

☆ مطلب کے یار نہ بنو، ہمیشہ وفاشعار رہو۔

☆ تکبّر نہ کرو مگر خودداری کو ہاتھ سے نہ دو۔

☆ بہت دوست نہ بناؤ، اگر کوئی خالص دوست مل جائے تو اس سے پوری وفا کرو۔ مجھے عمر بھر کوئی دوست نہیں ملا۔

☆ دولت بہت کماؤ مگر زر پرست نہ بنو۔

☆ یا تو کسی کام کو کرو ہی نہیں۔ کرو تو پورا کرو۔ مگر ایسا نہ ہو کہ بہت کی تلاش میں تھوڑے سے محروم رہو۔

☆ ناگوار سننے کی عادت ڈالو اور اس پر صبر کرو، یہ بھی جہاد ہے۔

☆ احمدیت کے ظاہری پابند نہ ہو بلکہ دل وجان سے اس کے پابند ہو۔ خلیفۂ وقت کی ہدایات کے دل وجاں سے پابند ہو۔

☆ ہر ایک احمدی مبلغ ہے۔ اپنے آپ کو مبلغ سمجھو اور تبلیغ کرو۔ یہ ضروری ہے۔ اس سے بہت سے اپنے عیبوں کی بھی اصلاح ہوجاتی ہے۔

☆ سوچنے کی عادت ڈالو، عقل سے کام لو۔ ہر ایک کی حقیقت دریافت کرنے کی کوشش کرو۔

حضرت میاں محمد اکبر صاحبؓ

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ 23/جولائی 2011ء میں حضرت میاں محمد اکبر صاحبؓ ابن منشی محمد ابراہیم صاحب کا مختصر سوانحی خاکہ شائع ہوا ہے۔

حضرت میاں محمد اکبر صاحبؓ بٹالہ میں دکانداری اور ٹھیکیداری کرتے تھے۔ براہین احمدیہ میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر پڑھ کر 1889ء میں احمدی ہوئے۔ آپؓ اپنی آخری بیماری میں قادیان آ گئے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ آپ کی عیادت کو بھی تشریف لے گئے۔ آپ بہت مخلص اور شیدائی احمدی تھے۔ حضرت شیخ یعقوب علی صاحبؓ عرفانی نے آپؓ کو بٹالہ کا آدم قرار دیا ہے۔ قادیان جانے والے مہمان آپ کے ہاں ٹھہرتے تھے۔ آپ ان کی مہمان نوازی کرتے تھے۔ نیز قادیان کی ریلوے بلٹیاں اور دیگر تعمیراتی وسامان خورونوش قادیان پہنچاتے تھے۔

حضور علیہ السلام نے ’براہین احمدیہ‘ اور ’آئینہ کمالات اسلام‘ میں جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں کی فہرست، ’آریہ دھرم‘ میں دستخط کنندگان، ’سراج منیر‘ میں چندہ مہمان خانہ، ’تحفہ قیصریہ‘ میں جلسہ ڈائمنڈ جوبلی اور ’کتاب البریہ‘ میں پُرامن جماعت کے ضمن میں آپؓ کا ذکر فرمایا ہے۔

حضرت میاں محمد اکبر صاحبؓ کی وفات 23 جولائی 1900ء کو ہوئی۔ حضرت مسیح موعودؑ نے جنازہ پڑھایا اور قادیان میں تدفین ہوئی۔ آپ کے تین بیٹے تھے اور آپؓ حضرت مولوی محمد حسین صاحبؓ سبز پگڑی والے کے تایا تھے۔

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
October 2, 2015 – October 8, 2015

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday October 2, 2015

00:10	World News
00:30	Tilawat: Surah Yoonus, verses 76-84.
00:40	Dars-e-Malfoozat
00:55	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 21.
01:10	Waqfe Nau Ijtema: Recorded on May 1, 2011.
02:05	Khilafat-e-Ahmadiyya Sal Ba Sal
02:35	Spanish Service
03:10	Pushto Muzakarah
03:55	Tarjamatul Qur'an Class: Surah Al-Baqarah, verses 120-127. Class no. 14. Recorded on September 27, 1994.
04:55	Liqa Ma'al Arab: Session no. 190.
06:00	Tilawat: Surah Yoonus, verses 85-94.
06:15	Dars-e-Hadith
06:25	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 22.
06:40	Mulaqat With German Guests: Recorded on June 25, 2011.
07:45	Dua-e-Mustaja'ab
08:10	Dars-e-Malfoozat
08:20	Rah-e-Huda: Recorded on August 29, 2015.
09:50	Indonesian Service
10:50	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
11:30	Live Proceedings From Baitul Futuh
12:00	Live Friday Sermon
13:00	Live Proceedings From Baitul Futuh
13:35	Tilawat: Surah At-Tawbah, verses 109-118.
13:50	Seerat-un-Nabi
14:30	Shotter Shondhane: Recorded on January 26, 2012.
15:35	Ice Fishing In Canada
16:20	Friday Sermon [R]
17:35	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:25	Mulaqat With German Guests [R]
19:30	Ice Fishing In Canada [R]
20:20	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il [R]
21:00	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-e-Huda [R]

Saturday October 3, 2015

00:00	World News
00:20	Tilawat: Surah Yoonus, verses 85-94.
00:35	Yassarnal Qur'an [R]
00:50	Mulaqat With German Guests [R]
02:10	Friday Sermon: Recorded on October 2, 2015.
03:20	Rah-e-Huda [R]
04:55	Liqa Ma'al Arab: Session no. 191.
06:00	Tilawat: Surah Yoonus, verses 95-105.
06:10	In His Own Words
06:45	Al-Tarteel: Lesson no. 2.
07:15	Huzoor's Jalsa Salana Address: Recorded on July 24, 2009.
08:15	International Jama'at News
08:45	Story Time: Part 52.
09:05	Question And Answer Session: Recorded on September 4, 1996.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Recorded on September 18, 2015.
12:20	Tilawat: Surah At-Tawbah, verses 119-129.
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Memories Of Hazrat Musleh Ma'ood
16:00	Live Rah-e-Huda
17:45	Live Arabic Service
19:50	World News
20:10	Huzoor's Jalsa Salana Address [R]
21:15	Rah-e-Huda [R]
22:50	Friday Sermon [R]

Sunday October 4, 2015

00:05	World News
00:20	Tilawat: Surah Yoonus, verses 95-105.
00:30	In His Own Words [R]
01:00	Al-Tarteel [R]
01:30	Huzoor's Jalsa Salana Address [R]
02:30	Story Time [R]
02:45	Friday Sermon [R]
04:00	Memories Of Hazrat Musleh Ma'ood [R]
04:55	Liqa Ma'al Arab: Session no. 192.
06:05	Tilawat: Surah Yoonus, verses 106-107.
06:20	Aao Husne Yar Ki Baatain Karain
06:40	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 22.
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau: Recorded on October 31, 2013 in New Zealand.
07:40	Faith Matters: Programme no. 169.
08:50	Question And Answer Session: Recorded on March 19, 1994.
10:00	Indonesian Service
11:05	Friday Sermon: Spanish translation of the Friday sermon delivered on July 25, 2014.
12:10	Tilawat: Surah Yoonus, verses 1-13.
12:25	Aao Husne Yar Ki Baatain Karain [R]
12:45	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on October 2, 2015.
14:15	Shotter Shondhane: Recorded on January 26, 2012.
15:30	Gulshan-e-Waqfe Nau [R]
16:00	Ice Fishing In Canada
16:40	Kids Time
17:25	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:30	Gulshan-e-Waqfe Nau [R]
19:00	Ice Fishing In Canada [R]
19:35	Beacon Of Truth: Recorded on May 31, 2015.
20:45	Seerat Sahabiyat
21:30	Rabwah Ke Shab-o-Roz
22:00	Friday Sermon [R]
23:10	Question And Answer Session [R]

Monday October 5, 2015

00:15	World News
00:35	Tilawat: Surah Yoonus, verses 106-107.
00:50	Aao Husne Yar Ki Baatain Karain [R]
01:15	Yassarnal Qur'an [R]
01:35	Gulshan-e-Waqfe Nau [R]
02:05	Seerat Sahabiyat [R]
02:50	Ice Fishing In Canada [R]
03:25	Friday Sermon [R]
04:35	Rabwah Ke Shab-o-Roz [R]
04:55	Liqa Ma'al Arab: Session no. 193.
06:00	Tilawat: Surah Hood, verses 1-16 with Urdu translation
06:10	Dars-e-Hadith
06:20	Al-Tarteel: Lesson no. 2.
06:55	Pan African Dinner 2011
08:05	International Jama'at News
08:40	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: Session no. 3, recorded on August 8, 1997.
10:05	Friday Sermon: Indonesian translation of the Friday sermon delivered on June 12, 2015.
11:05	Qur'an and Science
12:00	Tilawat: Surah Yoonus, verses 14-23.
12:10	Dars-e-Malfoozat
12:25	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on December 18, 2009.
14:05	Bangla Shomprochar
15:10	Qur'an and Science [R]
15:55	Rah-e-Huda: Recorded on August 15, 2015.
17:25	Al-Tarteel [R]
18:00	World News
18:20	Pan African Dinner 2011 [R]
19:30	Somali Service
20:10	Dars-e-Malfoozat [R]
20:25	Rah-e-Huda [R]
22:00	Friday Sermon [R]
23:15	Qur'an and Science [R]

Tuesday October 6, 2015

00:00	World News
00:20	Tilawat
00:35	Dars-e-Hadith
00:50	Al-Tarteel [R]
01:25	Pan African Dinner 2011 [R]
02:40	Kids Time
03:10	Friday Sermon [R]
04:15	Medical Matters
04:55	Liqa Ma'al Arab: Session no. 194.
06:00	Tilawat: Surah Hood, verses 17-28.
06:15	In His Own Words
06:40	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 23.
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau: Recorded on October 31, 2013 in New Zealand.
07:30	Braheen-e-Ahmadiyya
08:00	Aao Urdu Seekhein: Programme no. 19.
08:30	Art Class: Part 19.
09:00	Question And Answer Session: Recorded on March 19, 1994.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Sindhi translation of the Friday sermon delivered on October 2, 2015.
12:05	Tilawat: Surah Yoonus, verses 24-33.
12:15	In His Own Words [R]
12:40	Yassarnal Qur'an [R]
12:55	Faith Matters: Programme no. 169.
14:00	Bangla Shomprochar
15:00	Spanish Service
15:45	Aao Urdu Seekhein [R]
16:15	Persecution Of Ahmadis
17:00	Braheen-e-Ahmadiyya [R]
17:35	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:20	Gulshan-e-Waqfe Nau [R]
19:00	Noor-e-Mustafwi: Programme no. 37.
19:25	Friday Sermon: Arabic translation of the Friday sermon delivered on October 2, 2015.
20:25	Aao Urdu Seekhein [R]
20:45	Art Class [R]
21:05	MTA Travel
21:15	Persecution Of Ahmadis [R]
21:45	Faith Matters [R]
22:50	Question And Answer Session [R]

Wednesday October 7, 2015

00:00	World News
00:15	Tilawat: Surah Hood, verses 17-28.
00:25	In His Own Words [R]
01:00	Yassarnal Qur'an [R]
01:30	Gulshan-e-Waqfe Nau [R]
01:55	Braheen-e-Ahmadiyya [R]
02:30	Aao Urdu Seekhein [R]
02:45	Story Time: Part 46.
03:05	Noor-e-Mustafwi [R]
03:35	Art Class [R]
03:50	MTA Travel [R]
04:00	Persecution Of Ahmadis [R]
04:55	Liqa Ma'al Arab: Session no. 195.
06:00	Tilawat: Surah Hood, verses 29-40.
06:15	Aao Husne Yar Ki Baatain Karain
06:35	Al-Tarteel: Lesson no. 2.
07:10	Huzoor's Jalsa Salana Address: Recorded on July 25, 2009.
08:05	Mosha'airah
09:00	Question And Answer Session: Recorded on September 4, 1996.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Swahili translation of the Friday sermon delivered on October 2, 2015.
12:05	Tilawat: Surah Yoonus, verses 34-42.
12:10	Tilawat: Surah Yoonus, verses 43-50.
12:30	Al-Tarteel [R]
13:00	Friday Sermon: Recorded on December 18, 2009.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il
15:40	Kids Time
16:25	Faith Matters: Programme no. 168.
17:30	Al-Tarteel [R]
18:05	World News
18:30	Huzoor's Jalsa Salana Address [R]
19:30	French Service: Programme no. 32.
20:30	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il [R]
21:05	Kids Time [R]
21:55	Friday Sermon [R]
23:00	Intikhab-e-Sukhan: Recorded on May 30, 2015.

Thursday October 8, 2015

00:05	World News
00:30	Tilawat
00:35	Tilawat
01:00	Al-Tarteel [R]
01:30	Huzoor's Jalsa Salana Address [R]
02:30	Deeni-o-Fiqa'hi Masa'il [R]
03:05	Mosha'airah [R]
04:00	Faith Matters: Programme no. 168.
04:55	Liqa Ma'al Arab: Session no. 196.
06:05	Tilawat: Surah Hood, verses 41-50 with Urdu translation.
06:15	Dars-e-Malfoozat
06:25	Yassarnal Qur'an: Lesson no. 23.
06:40	Huzoor's Mulaqat With Students: Recorded on May 4, 2009.
07:55	Beacon Of Truth: Recorded on May 24, 2015.
09:00	Tarjamatul Qur'an Class: Surah Al-Baqarah, verses 128-140. Class no. 15. Recorded on November 2, 1994.
10:00	Indonesian Service
11:00	Japanese Service
12:05	Tilawat: Surah Yoonus, verses 51-59.
12:10	Tilawat: Surah Yoonus, verses 60-66.
12:15	Dars-e-Malfoozat [R]
12:30	Yassarnal Qur'an [R]
13:00	Beacon Of Truth [R]
14:00	Friday Sermon: Bengali translation of the Friday sermon delivered on August 7, 2015.
15:00	Aao Urdu Seekhein: Programme no. 19.
15:20	Khilafat-e-Ahmadiyya Sal Ba Sal
15:55	Persian Service
16:25	Tarjamatul Qur'an Class [R]
17:30	Yassarnal Qur'an [R]
18:00	World News
18:20	Huzoor's Mulaqat With Students [R]
19:35	German Service
20:40	Faith Matters: Programme no. 168.
21:25	Tarjamatul Qur'an Class [R]
22:30	Masih Hindustan Main
23:10	Beacon Of Truth [R]

**Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).*

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 22 | Friday 02 October, 2015 | Issue No. 40

مختصر عالمی جماعتی خبریں

مرتبہ: فرخ راحیل۔ مربیٔ سلسلہ

اس کالم میں مختلف ممالک سے موصولہ جماعت احمدیہ عالمگیر کی تبلیغی وتربیتی مساعی پر مشتمل رپورٹس اختصار کے ساتھ پیش کی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان مساعی کے بہترین ثمرات عطا فرمائے۔ آمین

﴿فجی﴾

مکرم سیف اللہ مجید صاحب مبلغ سلسلہ فجی

کی طرف سے لجنہ اماء اللہ، مجلس خدام الاحمدیہ اور مجلس انصاراللہ فجی کے چالیسویں نیشنل اجتماع کی رپورٹ موصول ہوئی ہے۔ آپ نے بتایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ذیلی تنظیموں کے نیشنل اجتماعات مورخہ 29 اور 30 اگست 2015ء بمقام مسجد اقصیٰ ناندی منعقد کئے گئے۔

اجتماعات کا باقاعدہ آغاز مکرم مولانا احمد محمود صاحب امیر ومشنری انچارج فجی کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ نظم کے بعد امیر صاحب نے افتتاحی تقریر کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا (الفرقان: 75) کی دعا پر روشنی ڈالتے ہوئے والدین کو اپنے بچوں کی بہترین تربیت کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

افتتاحی اجلاس کے بعد علمی مقابلہ جات کا آغاز ہوا۔ مقابلہ جات کے بعد ذیلی تنظیموں کی اپنی اپنی مجلس مشاورت منعقد ہوئی۔ اور نماز مغرب وعشاء کے بعد مجلس سوال و جواب کا انعقاد ہوا۔

دوسرے روز کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر کے بعد قرآن کریم کا درس ہوا۔ دوسرے روز کا پہلا پہر ورزشی مقابلہ جات کے لئے مختص تھا۔ اور دوسرا پہر اختتامی تقریب کے لئے۔ کرکٹ میں دلچسپی رکھنے والے اطفال و خدام کے لئے ناشتہ سے قبل کرکٹ میچ رکھا گیا۔

اختتامی تقریب کا آغاز نماز ظہر وعصر کی ادائیگی کے بعد تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ نظم کے بعد مقابلہ جات میں پوزیشن حاصل کرنے والوں میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ آخر پر مکرم احمد محمود صاحب امیر ومشنری انچارج جزائر فجی نے تقریر کی۔ آپ نے خلافت کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ ہم تب ہی کامیاب ہو سکتے ہیں جب ہم خلافت کے تحت رہتے ہوئے ایک ہی سمت میں کام کریں گے۔ تقریر کے آخر پر امیر صاحب نے اجتماعات کے کامیاب انعقاد پر مبارکباد دی اور دعا سے اجتماعات کا اختتام ہوا۔

امسال بحر الکاہل کے دوسرے جزائر طوالو اور کریباس سے بھی نمائندگان شامل ہوئے۔ اسی طرح آسٹریلیا اور امریکہ سے بھی نمائندگان کی شمولیت رہی۔ اس طرح حاضری 190 رہی۔ الحمدللہ۔

جماعت احمدیہ فجی کی ذیلی تنظیموں کے چالیسویں نیشنل اجتماع کا ایک منظر

﴿تنزانیہ (مشرقی افریقہ)﴾

مکرم علی ڈنو طاہر صاحب مبلغ سلسلہ مٹوارا اور لنڈی

(تنزانیہ) کی طرف سے تنزانیہ کے دو ریجنز مٹوارا اور لنڈی میں جلسہ سالانہ کے انعقاد کی رپورٹ موصول ہوئی ہے۔ آپ نے بتایا ہے کہ جماعت احمدیہ تنزانیہ ہر سال اپنا مرکزی جلسہ سالانہ منعقد کرتی ہے۔ تبلیغی اور تربیتی مساعی کو مزید تیز کرنے کے لئے ریجنل جلسے منعقد کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح مٹوارا اور لنڈی ریجنز میں مورخہ 6 جون تا 7 جون 2015ء مساسی شہر میں ریجنل جلسہ سالانہ منعقد کیا گیا۔ دو ماہ پہلے جماعت نے مساسی مسجد کے ساتھ والا پلاٹ مسجد کی توسیع کے لئے خریدا تھا۔ یہ ایک رہائشی پلاٹ تھا جہاں ایک مکان تعمیر تھا۔ مکان کو گرا کر اس جگہ کو جلسہ گاہ کی شکل دی گئی۔ اس سلسلہ میں مساسی اور قریبی جماعتوں کی تمام تنظیموں نے ایک ماہ وقارعمل کیا اور جلسہ گاہ کے تین اطراف میں دیوار بنائی اور جماعتی روایات کے مطابق جلسہ گاہ کو جماعتی بینرز لگا کر سجایا گیا۔ اس سلسلہ میں مساسی اور دوسری جماعتوں نے ایک خطیر رقم بھی پیش کی۔

جلسہ سے قبل مقامی عہدیداران نے حکومتی افسران سے ملاقاتیں کیں اور جلسے پر آنے کی دعوت دی۔

مکرم طاہر محمود چوہدری صاحب امیر ومشنری انچارج تنزانیہ 5 جون 2015ء کی شام کو مکرم محمد افضل بھٹی صاحب مبلغ سلسلہ ٹانگا کے ساتھ مساسی پہنچے۔ امیر صاحب نے جلسہ کے انتظامات کا جائزہ لیا اور ناظمین اور کارکنان کو اہم ہدایات دیں۔

6 جون 2015ء کو پہلے سیشن کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور نظم سے ہوا۔ اس کے بعد امیر صاحب نے افتتاحی تقریر کی۔ آپ نے قرآن کریم کی آیات اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کے ساتھ شرائط بیعت پر روشنی ڈالی۔ اور خلافت سے ذاتی اور پختہ تعلق قائم رکھنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو خطوط لکھنے کی تلقین کی۔

اس کے بعد درج ذیل عناوین پر تقاریر ہوئیں:

☆......خلافت کی برکات اور نظام جماعت سے منسلک رہنے کے فائدے از مکرم یوسف ڈاڈی موٹو صاحب۔

☆......دعوت الی اللہ کی اہمیت از مکرم معلم نینجے چانڈے صاحب (لوکل معلم)

جلسہ کے دوسرے اجلاس کا آغاز بھی تلاوت قرآن کریم ونظم سے ہوا۔ بعد ازاں درج ذیل عناوین پر تقاریر ہوئیں۔

☆......آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گھریلو زندگی ہمارے لئے عظیم مثال (مکرم علی ڈنو طاہر صاحب)۔ ☆......قرآن کی عظمت (مکرم مرتضیٰ جعفر صاحب۔ لوکل معلم) ☆......کیا نبوت جاری ہے؟ (مکرم اشرف نڈیمبو۔ لوکل معلم) ☆......خدام الاحمدیہ کی ذمہ داریاں (مکرم علی سلوم موٹو صاحب)۔

جلسہ کے دوسرے دن اختتامی اجلاس کا آغاز مکرم طاہر محمود چوہدری صاحب امیر ومشنری انچارج تنزانیہ کی صدارت میں ہوا۔ تلاوت قرآن کریم ونظم کے بعد درج ذیل عناوین پر تقاریر ہوئیں۔

☆......تربیت اولاد اور والدین کی ذمہ داریاں از مکرم محمد افضل بھٹی صاحب۔ مبلغ سلسلہ ٹانگا ریجن۔ ☆......رشتہ ناطہ کے مسائل اور ان کا حل از مکرم عبداللہ جابو صاحب (ریجنل سیکریٹری رشتہ ناطہ) ☆......نظامِ جماعت کی اطاعت کی برکات از مکرم سعید عبداللہ کالنڈیما (ریجنل صدر مٹوارا ولنڈی)۔

اس کے بعد ایک دوست مکرم عبداللہ ثابت صاحب نے جو جلسہ کے موقع پر اپنے 21 ساتھیوں سمیت بیعت کرنا چاہتے تھے تقریر کی۔ آپ نے کہا کہ مولوی حضرات میرے سوالوں کے جوابات نہیں دیتے تھے اور احمدیوں کے عام لوگ میرے سوالات کا تسلی بخش جواب دیتے۔ اس بات نے مجھے جماعت کے قریب کیا اور آج مجھے ایسے لگ رہا ہے کہ میں دوبارہ پیدا ہوا ہوں......

اس کے بعد امیر صاحب نے 'حضرت مسیح موعود علیہ السلام احبابِ جماعت سے کیا چاہتے ہیں' کے عنوان پر اختتامی تقریر کی۔ آپ نے قرآن کریم، احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں ثابت کیا کہ اسلام امن کا مذہب ہے اور اس دور میں اسلام کا خالص چہرہ جماعت احمدیہ میں ہی ہے۔ نیز جہاد کے صحیح تصور پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ اختتامی خطاب کے بعد امیر صاحب نے دعا کروائی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ کی کل حاضری 590 رہی۔ جن میں 15 سرکاری مہمان۔ 105 غیر از جماعت دوست شامل تھے۔ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے 22/افراد کو اس جلسہ پر بیعت کرنے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ۔

میڈیا کوریج

مٹوارا اور لنڈی کے ریجنل جلسہ کی خبریں ریڈیو نیوالا (Newala Radio) نے دو مرتبہ نشر کیں اور ریڈیو مٹوارا اور موروگورو نے بھی جلسہ کی خبر دی۔ نیز اس علاقے کے مشہور اخبار کا بلاگ پوسٹ Post Chilumba Blog نے جلسہ کی چار تصویروں کے ساتھ تفصیلی بلاگ لگایا۔ اس طرح میڈیا کے ذریعے اندازاً 5 لاکھ لوگوں تک جماعت کا پیغام پہنچا۔

نمائش کتب

جلسہ کے موقع پر جماعتی کتب اور لٹریچر پر مشتمل نمائش لگائی گئی تھی۔ نمائش میں سواحیلی زبان میں شائع شدہ جماعتی لٹریچر رکھا گیا۔

تنزانیہ میں 6 مساجد کی افتتاحی تقریبات اور 2 مساجد کی تقریبِ سنگِ بنیاد

مکرم علی ڈنو طاہر صاحب مبلغ سلسلہ مٹوارہ ولنڈی کی طرف سے مندرجہ بالا عنوان سے ایک رپورٹ موصول ہوئی ہے۔ آپ نے اس رپورٹ میں بتایا ہے کہ تنزانیہ کے جنوبی ریجنز میں احمدیت کا پودا مولانا فضل الٰہی بشیر صاحب کے دور میں 1948ء میں لگا تھا۔ اس کے بعد مختلف وقتوں میں مرکزی مبلغین اور ملک کے امراء تبلیغی اور تربیتی پروگرامز کے لئے ان علاقوں کا دورہ کرتے رہے۔

یہ سال ان ریجنز کے لئے اس لحاظ سے اہم ہے کہ امیر جماعت تنزانیہ مکرم طاہر محمود چوہدری صاحب نے ان ریجنز کی 24 جماعتوں کا دورہ کرنے کا پروگرام بنایا۔ امیر صاحب نے اس دورہ میں 2200 کلومیٹر سفر طے کیا۔ اس دورہ کے دوران امیر صاحب کی صدارت میں دونوں ریجنز کا دو روزہ ریجنل جلسہ سالانہ بھی منعقد کیا گیا۔

آپ نے اس دورہ کے دوران 6 جماعتوں میں مساجد کے افتتاح اور 2 جگہ مساجد کے سنگِ بنیاد رکھے۔ ٹانگا ریجن کے مبلغ سلسلہ مکرم محمد افضل بھٹی صاحب اور خاکسار علی ڈنو طاہر مبلغ سلسلہ مٹوارہ ولنڈی ریجن بھی امیر صاحب کے ہمراہ تھے۔

دو مساجد کی تقریب سنگ بنیاد

☆......مٹاما اس ریجن کی سب سے پرانی جماعتوں میں سے ایک ہے۔ جب مولانا فضل الٰہی بشیر صاحب کو لنڈی والوں نے شہر بدر کیا تھا تو جن جماعتوں نے آپ کو خوش آمدید کہا ان میں سے ایک جماعت مٹاما تھی۔ یہاں مٹوارا ٹو مساسی روڈ کے قریب ایک احمدی دوست مکرم سعید عبداللہ کالنڈیما صاحب (ریجنل صدر آف مٹوارا ولنڈی) نے مٹاما مسجد کے لئے اپنا پلاٹ ہبہ کیا۔ احباب جماعت نے وقارِ عمل کر کے اس جگہ کو صاف کیا اور مسجد بنانی شروع کردی۔ مقامی دوست اب تک چار ملین شلنگ خرچ کر چکے ہیں اور ابھی تعمیر جاری ہے۔

باقی صفحہ نمبر 14 پر ملاحظہ فرمائیں